بعون صناع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان

دفتر دوم

داستان امیر حمزہ

بار ہشتم

مطبع منشی نول کشور لکھنؤ میں بطبع مزین مطبوع جہاں ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفتر دوم

سلطان خامہ تسخیر ملک معانی کے واسطے نہضت فرما ہے مسافت منازل اوراق سادہ کے طے کرنے پر مستعد ہوا ہے امیر کے سفر کا احوال زبان پر لاتا ہے نئے نئے واقعات تازہ و نادر معرکہ گوش ذہن میں پہونچاتا ہے کہ جب امیر ہفت ملک کی طرف راہی ہوئے سات منزلیں طے کر چکے تھے کہ قارن نے ایک دوراہہ پر اپنا گھوڑا کھڑا کیا امیر نے پوچھا کہ سبب رکنے کا کیا ہوا قارن نے کہا یہاں سے ہفت ملک کو دو راہیں گئی ہیں ایک راہ تو مسافت زیادہ رکھتی ہے دوسڑکیں بڑی ہیں راہ دشوار گذار پڑی ہیں اگر کوچ بکوچ چلے جائیے گا تو اقل درجہ ہے کہ مہینہ بھر کے عرصے میں منزل مقصود کا پتہ پائیے گا اور دوسری راہ قریب ہے ہفتہ عشرہ سے زیادہ مسافت طے کرنی نہ ہوگی اور تکلیف کسی طرح کی نہوگی مگر اس راہ میں تین منزل تک پانی نہیں ملتا البتہ خوف تشنگی کا ہے امیر نے فرمایا کہ تین دن کے لائق پانی پکھالوں میں بھر لیا جائے زیادہ مشقت کرنا کیا ضرور ہے لشکر کو اسقدر تصدیعہ دیا جائے لشکریوں نے تین روز کے موافق پانی اونٹوں پر لادلیا اور اُسی راہ نزدیک سے روانگی کا قصد کیا جب تین روز گذر گئے اور پانی کا ایک قطرہ بھی مشکوں اور پکھالوں اور چھاگلوں میں باقی نہ رہا چوتھے دن لشکر تشنگی سے بیتاب ہوا اور خود امیر کی زبان میں تشنگی سے کانٹے پڑ گئے ہر چند گرد و نواح میں تلاش کیا مگر کوئی چشمہ ندی ڈبرہ غدیرہ نظر نہ پڑا قارن سے کہا تو نے کہا تھا کہ چوتھے دن پانی ملے گا وہ پانی کدھر ہے اس امر میں بھی کوئی مضمون مقرر ہے کہا حاشا اور کسی طرح کا خیال نہ فرمائیے مجھ کو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ میں اس طرف

آیا تھا معلوم ہوا کہ اس عرصے میں چشمے ندی دریا ریگ سے پٹ گئے اور کوئی تالاب و حقیر غدیر باقی نہ رہے
مگر آپ کے پینے کے لائق پانی میری چھاگل میں موجود ہے حکم کیجیے تو میں حاضر کروں اگر نوش فرمانا مقصود ہے
امیر نے فرمایا بہتر ہے تشنگی سے حال ابتر ہے قارن نے پانی میں زہر ہلاہل ملا کر امیر کی خدمت میں ایک جام
حاضر کیا امیر نے جام ہاتھ میں لیکر دل میں کہا کہ حیف ہے میں تو سیراب ہوں اور خسرو سا رفیق میرا پیاسا ہے
اور وہ میرا منھ دیکھتا رہے خسرو کو جام دیکر فرمایا کہ میں عرب کا رہنے والا ہوں پیاس کی برداشت کر سکتا ہوں
برخلاف تمھارے کہ تمھارے ملک میں آب نایاب نہیں ہے چپے چپے پر پانی ملتا ہے پیاس کے ضبط کی تاب
نہیں پانی پی لو اپنے لب کام کو تر کرو خسرو نے اپنے دلمیں کہا کہ بعید از رفاقت ہے کہ میں تو اپنی پیاس بجھاؤں
اور امیر پیاسے رہیں اور اُنکے روبرو غٹ غٹ پانی پی جاؤں پانی کو نہ پیا اور عادی کو عنایت کیا کہ اُسکے منھ
سے خشکی کے مارے بات نہ نکل سکتی تھی زبان شدت تشنگی سے سوکھی تھی عادی نے دیکھا کہ اتنا سا پانی پیکر اور آتش
تشنگی پر روغن نفط ڈالنا ہے اُس پانی کو نہ پیا مقبل کو دیکر کہا کہ تمھاری پیاس بجھنے کے لائق یہ پانی ہے تم پیو اور
اپنی خشک زبان ترکرو مقبل نے تجویز کیا کہ وفاداری کے خلاف ہے کہ امیر تو لب خشک رہیں اور ہمارے لب تر ہوں
ہم پانی نہیں غرضکہ اسی طرح جام کا دور رہا کسی نے پانی نہ پیا آخرش سبھوں نے ملکر اُس جام کو امیر کے ہاتھ میں دیکر
عرض کی کہ حضور نہیں آپ کی تشنہ کامی ہمکو تو گوارا نہیں ہے بے حضور کے سیراب ہوئے پانی پینا روا نہیں ہے ہرچند
امیر نے کہا کہ تم میں سے کوئی پانی پیے مگر کسی نے نہ مانا پانی پینا کسی نے بہتر نہ جانا

باز رکھنا عمرو کا امیر کو آب سم آمیختہ کے پینے سے بموجب ارشاد حضرت خضرؑ کے اور نہ پینا امیر کا پانی کو بموجب غیبی کلام کے

غواصان بحار روایات گوہر سخن کو صدف فکر سے نکالکر صاف بناتے ہیں جوہر معانی کو روبرو بطریق تحفہ لاتے ہیں کہ
عمرو مکے سے مراجعت کیے آتا تھا اثنائے راہ میں ایک مرد پیر کو دیکھا چاہا کہ اس سے باتیں کرتے چلیے رستہ بسہولت
کٹے گا اور تھوڑی دیر دل بہلے گا ہرچند قدم بڑھایا لیکن اس مرد پیر تک پہونچ سکا پھلانگیں چھلانگیں مارنے لگا پھر بھی
پیچھے کا پیچھے رہا آخر بہا تنگ وڑ اکہ پیشانی کا پسینا تلوؤں کی راہ سے بہنے لگا تب تو لاچار ہو کے قسمیں دینی شروع کیں کہ
حضرت سلامت آپکو اپنے دین و مذہب کی قسم ہے اگر آگے کو قدم اُٹھائیے بغیر میرے ساتھ کے ایک قدم بھی آگے جانے
اُن بزرگ کا ٹھہرنا تھا کہ عمرو نے پاس جاکر دیکھا کہ حضرت خضرؑ ہیں قدمبوس ہوا اور کیفیت وجہ نہ ٹھہرنے کی پوچھنے لگا حضرت
خضر نے فرمایا کہ عمرو اسوقت میرا سا تیرا قارن نے پانی میں زہر ہلاہل ملا کر امیر کے پینے کو دیا ہے ہنوز وہ جام امیر کے ہاتھ میں ہے
جلد پہونچکر پانی امیر کے ہاتھ سے لیلے اور زمین پر پھینک دے اور یہیں سے پکارتا جا کہ خبردار نہ پینا نہ پینا حافظ حقیقی تیرا

آواز امیر کے کانوں تک پہونچادیگا اُس بزرگ زادہ کی جان اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے گا عمرو بدحواس ہوکر وہاں سے دوڑا اور ہر قدم پر کہتا چلا کہ خبردار نہ پینا نہ پینا میں بھی آپہونچا آپہونچا امیر چاہتے تھے کہ جام کو منھ سے لگائیں پانی نوش فرمائیں کہ نہ پینا نہ پینا کی آواز کان میں آئی جام کو منھ کے پاس سے ہٹا لیا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ کس نے مجھے پانی پینے کو منع کیا جب مانع نظر نہ آیا امیر نے پھر پانی پینے کا قصد فرمایا مگر وہی آواز کان میں آئی کسی نے پھر وہی صدا سنائی امیر ہکا بکا ہوکر چاروں طرف دیکھنے لگے کہ کوئی منع کرتا ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا ہے کہ کسکی صدا ہے تیسری مرتبہ جام کو منھ سے لگایا اور صدا نہ پینا نہ پینا گوش زد ہوئی امیر نے جام کو منھ کے پاس سے ہٹایا پر آئینہ وار حیرت زدہ ہوے کہ یہ ماجرا کیا ہے جب پانی پینے کا ارادہ کرتا ہوں کوئی کہتا ہے نہ پینا نہ پینا یہ معاملہ خدا کی قدرت کا ہے امیر کا سکتے کا سا حال تھا نہ تو پانی پی سکتے تھے اور نہ پھینک سکتے تھے طرح طرح کا خیال تھا کہ سامنے سے ایک غبار دکھائی دیا آناً فاناً اُس غبار سے عمرو نکلا دیکھا کہ گرد کے مانند اُڑا ہوا کہتا چلا آتا ہے نہ پینا نہ پینا جب امیر کے پاس پہونچا اُس جام کو امیر کے ہاتھ سے لیکر زمین پر پٹک دیا جہانتک اُسکی چھینٹیں اُڑی تھیں زمین پھد پھدا کر شق ہوگئی یہ کیفیت دیکھ کر دیکھنے والوں کے چہرہ کی رنگت فق ہوگئی امیر کے منھ پر بھی ایک قطرہ پڑا تو واستخوان میں سرایت کرتا ہوا پشت تک پہونچا عمرو نے جھٹ پٹ شاہ مہرہ گھسکر اُس آبلہ پر لگا دیا اُس زہر کا اثر کم ہوکر جاتا رہا قارن نے دیکھا کہ راز افشا ہوا سر پر پاؤں رکھکر اپنے لشکر کیطرف کو بھاگا لشکر کو پہلے ہی سے تیار رہنے کا حکم دیا تھا فی الفور بارہ ہزار سوار سے امیر کے سر پر آگرا اور ایک نیزہ لندھور کے سینہ بے کینہ پر لگایا لندھور نے اُسکے نیزے کو چھین کر ایک ڈانڈ جو ماری لوٹ پوٹ کے زمین پر گر پڑا سوار اُسکے جو باقی ماندہ تھے اُسے اُٹھاکر جنگل کیطرف بھاگ گئے ہاتھوں ہاتھ اُس بدذات کو لیکر ہوا ہوگئے عمرو لشکر کو اُس چشمہ پر کہ خواجہ خضر نے بتایا تھا لے گیا اور سب کو سیراب کیا اور خود بھی بہت سا پیا امیر و خسرو نے عمرو کو گلے سے لگایا فرمایا کہ خوب جان بچائی بہت اچھی آواز سنائی نہیں تو مر چکے تھے دنیا سے گزر چکے تھے مگر اب راہ پیدا کیا چاہیے کہ اس وادی بے آب سے نجات پاویں منزل مقصود تک کسیطرح خیر و عافیت سے پہونچ جاویں عمرو لشکر سے باہر نکلا ایک چھوٹے سے قصبے میں جو گیا تو لوگ وہاں کے عمرو کو دیکھ کر بے تحاشا بھاگے جان چھوڑ کر فرار ہوے عمرو نے جست کرکے ایک شخص کو پکڑا اور بہ تسلی پوچھا کہ تم لوگونکے بھاگنے کا سبب کیا ہے اصل کیا ماجرا ہے اُس نے کہا کہ پرسوں ایک فوج آئی تھی اُسنے ہم لوگونکو گرفتار کرکے روپے بھی لیے اور ہڈیاں بھی نرم کیں اور لوگوں کو بیگار پکڑ لیگئے اور تکلیفیں دیں اُسی دہشت سے تم کو دیکھ کر سب بھاگ گئے ہیں جان بچانے کو نکلے جاتے ہیں عمرو نے اُسکی دلدہی کرکے کہا کہ ہم لوگ ویسے نہیں ہیں ظلم و بیداد کسی پر کرتے نہیں ہیں ہمارا سردار بہت رحیم و کریم ہے تم کو اُس سے بہت فیض پہونچے گا اور تم لوگونکو بہت خوش و خرم کریگا اطمینان ہماری طرف سے جاؤ اور سب کو فہمائش کرکے لے آؤ اُس شخص نے جاکر سب کی دلجمعی کی اور عمرو کے پاس لے آیا عمرو اُن لوگوں کو

امیر کے پاس لیگیا اور بہت کچھ دلوایا اور اُسی پہلے آدمی سے پوچھا کہ یہ جنگل کہاں تک کا ہے اور آب شیریں کتنی دور
جاکر ملے گا اور ہفت ملک کے پہلے شہر اور شہریار کا نام کیا ہے وہ بولا بارہ کوس تک یہ جنگل ہے اس جنگل سے نکلکر
ایک ندی آب شیریں کی ملیگی اور وہاں سے ایک دن کی راہ پر انطابیہ نام پہلا شہر ہے اور اُسکے حاکم کا نام ہام ہے
اور انطابیہ سے ملا ہوا انطاقیہ ہے اور انطاقیہ ہم سرحد انطاکیہ ہے سام و مہدزریں کمر اُن شہروں کے حاکم کا نام
ہے اور منجھلے چھوٹے بھائی ہام کے ہیں اور بہت شجاع اور لڑنے والے ہیں ور ہر ایک شخص دس ہزار سوار کی جمعیت رکھتا ہے
آپ فرمائیے گا تو میں راہ دکھلانیکو چلونگا بلکہ بے آپکے رخصت کیے نہ پھرونگا امیر نے سب سے زیادہ اُسکو روپے دیے
اور اُس طرف چلے اور اپنے ساتھ لیا جب جنگل طے ہوا ندی کے کنارے پہونچے اُسکے پانی کا رنگ سبز دیکھکر اُس شخص
سے پوچھنے لگے کہ پانی اُسکا ہمیشہ سے سبز بہتا ہے یا ان دنوں سبز ہوگیا ہے اُسنے کہا کہ اُسکے پانی کی آبداری کا اگر
تو آب گوہر بھی پانی بھرتا تھا چشمۂ خورشید بھی اُسکی صفا کے روبرو میلا تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے زہر گیاہ اسمیں
ڈالدی ہے کہ پانی کی رنگت اور خاصیت بدل گئی ہے اب یہ پانی پینے کے قابل نہیں رہا سم قاتل ہوگیا عمرو نے امیر
سے کہا کہ یہ کام اُسی بے آبرو کا ہے کہ جسکی چشموں کا پانی گر گیا ہے جا بجا چشمے کھودکر لشکر سیراب ہوا اور احتیاطاً پکھالوں
اور مشکوں و چھاگلوں میں بھر لیا دوسرے دن خدا خدا کرکے منزل مقصود تک پہونچے قلعہ انطابیہ کے پاس پہونچکر
خیمہ زن ہوے قارن کا حال سنیے کہ وہ بس کی گانٹھ جا بجا ندیوں اور چشموں میں زہر گیاہ ڈالتا ہوا ہام کے پاس
پہونچا اور نوشیرواں کا شقہ دیکر زبانی بھی کہا کہ حمزہ نام عرب خدا کے نادیدہ پرست آتا ہے اور اپنے رفقا اور
جاں نثاروں کو بھی لاتا ہے اگر خراج مانگے تو نہ دینا اور جس طرح سے مناسب جاننا اُسکو اور لندھور کو کہ اُس کے ساتھ
ہے بیجان کرنا یا قید کرنا تین سال خراج کی معافی صلہ اُن دونوں کے سر کا ہے اور اور بھی لطف سلطانی اگر تمھارے
حال پر ہو تو عجب کیا ہے یہی سمجھوتی سام اور مہدزریں کمر کو بھی جاکر سمجھائی اور وہاں سے آگے کو چلتا ہوا اور
فوج اپنی آگے بڑھائی ہام نے دیکھا کہ امیر کا لشکر بہت ہے میں تنہا دس ہزار سے اُس سے برنہ آؤنگا کسی طرح امیر مظفر و منصور
نہ ہونے پاؤنگا اپنے دونوں بھائیوں کو لکھا کہ فوراً دیکھتے اس خط کے آپ کو یہاں پہونچاؤ اور ہمراہ جلد اپنے اپنے لشکر کو
لیکر آؤ کہ حمزہ کیساتھ لشکر کثرت سے ہے اگر میرا قلعہ اُسنے لیلیا تو تمھارے قلعوں کا لینا کچھ مشکل نہیں ہے پھر اور کوئی
اس گرد و نواح میں اُسکے مقابلے کے قابل نہیں ہے سام و مہدزریں کمر اپنے بھائی کا خط دیکھ کر فی الفور لشکر سمیت
قلعے میں داخل ہوے اور باہمدیگر مشورہ کرنے لگے سام نے کہا کہ حمزہ کیساتھ لشکر کثرت سے ہے شبخون مارا چاہیے مہد
زریں کمر بولا کہ شبخون مارنا نامردوں کا کام ہے تیس ہزار سوار سے جو ہم تینوں بھائیوں کے پاس ہیں صف آرائی کیا چاہیے
بڑے بھائی نے کہ جسکا نام ہام تھا کہا کہ اپنے نزدیک تو یہ دونوں باتیں محض بیہودہ ہیں سوغات تحائف لیکر چلیں حمزہ سے
ملاقات کریں اگر وہ بقدر دانی پیش آوے تو اسکی اطاعت کیجیے اور خوشی خوشی خراج دیجیے اور در صورت برعکس

لڑنے کا اختیار باقی ہے قلعے میں آکر جو صلاح قرار پاوے اُسکو عمل میں لاویں ہمارے نزدیک یہ بات اچھی ہے اور تعجب نہیں ہے کہ حمزہ قدر دانی کرے اور بہت اخلاق اور مروت سے ملے کیونکہ اُسکے ساتھ شہریار اور امرائے نامدار ہیں اور خود نشہ جرأت میں سرشار ہے اور شجاعت و ہمت کے تذکرے اُنکے مشہور دیار و امصار ہیں بہادر ہمیشہ بہادروں کی قدردانی کرتے ہیں شجاعوں کی خاطرداری اور توقیر کرتے ہیں اور بہادری حمزہ کی ظاہر ہے کہ جب شاہنشاہ ہفت اقلیم سے کچھ نہ ہو سکا تب تو ہمکو لکھا کہ قابو پاکر حمزہ کو مار ڈالنا اُسکا سر تن سے اتار ڈالنا قابو پانے سے غرض یہ ہے کہ دغا سے مارنا دھوکے اور خطا سے مارنا ظاہر ہے کہ دغا سے مارنا کام نامردوں کا ہے پھر کسی عنوان ہمکو نہیں زیبا ہے سام و مہد زرین کمر کو بھی ہام کی صلاح پسند آئی لڑائی کی صلاح موقوف رہی صلح کی دلمیں ٹھہرائی دوسرے دن تحائف و سوغات لیکر امیر کی بارگاہ میں پہونچے اور بکمال نیاز و عقیدت ملازمت سے مشرف ہوئے

مسلمان و مطیع ہونا ہام و مہد زرین کمر و سام حکام انطابیہ و انطاقیہ کا منجملہ ہفت ملک کے امیر کے ہاتھ سے اور خراج دینا انکا اور اختیار کرنا تابعداری کا ۞

خامہ تیز رفتار میدان تحریر میں جولان ہے امیر کے طے منازل و مراحل کے احوال میں گرم بیان ہے کہ امیر اُن تینوں بادشاہوں سے بکمال حسن سلوک پیش آئے اور تین دن تک اُنکے واسطے مجلس جشن کی ترتیب دے کر خاطرداری اور دلجوئی کرتے رہے جب دیکھا کہ یہ مرہون منت ہوئے بکمال محبت و دلدہی سے سمجھا کر کہا کہ تعجب ہے تم دانا اور بہادر خدا پرستی نکریں آتش پرستی کریں اور ایک پتھر کہ اپنے ہاتھ سے بنایا ہو اور اُسمیں کسیطرح کی طاقت حس و حرکت کی نہ ہو اُسکو پوجیں وہ تینوں بھائی عقل سلیم تو رکھتے ہی تھے کلمہ پڑھ کے صدق دل سے مسلمان ہوئے مراسم کفر ترک کرکے دین اسلام میں مشرف علی الاعلان ہوئے امیر نے ہر ایک کو خلعت سے سرفراز کرکے فرمایا کہ اب تم تینوں میرے بھائی ہو اگر خزانہ تمھارا خالی ہو تو میں اپنے پاس سے تمھارے عوض شاہنشاہ کو خراج دوں اور میں تم سے کسیطرح بابت خراج کے کبھی ایک حبہ تک طلب نہ کروں اُنھوں نے عرض کی کہ آپکے اقبال سے خزانہ ہمارا اشرفی روپیہ سے معمور رہے اگر حکم ہو تو پیشگی چند سال کا خراج حاضر کریں ہمکو ہر طرح سے خوشنودی حضور کی منظور ہے امیر نے فرمایا کہ پیشگی دینا کچھ ضرور نہیں ہے سال و اجبی دینا چاہیے اور داروغہ دیوان خانہ سے اور داروغہ خزانہ سے داخلہ لینا چاہیے ہام و سام و مہد زرین کمر نے اُن شقوں کو جو قارن دے گیا تھا امیر کو دکھلایا اور اپنے روبرو حرف بحرف پڑھوایا امیر اُن کو پڑھ کے پہلے تو کبیدہ خاطر ہوئے پھر سمجھے کہ شاید جعلی ہوں اپنے آئینہ دل پر غبار کدورت جمنے نہ دیا اور کسی عنوان میں اُسکے انجام کا خیال نہ کیا پوچھا کہ اب جو ملک ملے گا اُسکا اور اُسکے حاکم کا کیا نام ہے اور یہاں سے کسقدر مسافت ہے اور درمیان میں کون کون خوش آیند اور دلچسپ مقام ہے ہام نے عرض کی یہاں سے پندرہ منزل پر علانیہ ملے گا

اُسکے حاکم کا نام انیس شاہ ہے بہت اولوالعزم اور عالیجاہ ہے امیر نے فرمایا کہ اچھا خدا حافظ ہے تم اپنے اپنے ملک میں فرمانروائی کرو میں علائیہ کی طرف جاتا ہوں اُس ملک کو فتح کر کے انشاء اللہ تعالیٰ جلد آتا ہوں وہ بولے کہ ہم لوگ آپ کے بندۂ بیدرم ہیں آپ کے آزاد کرنے سے بھی آزاد نہ ہونگے خراج حاضر ہے خزانچی کو حکم ہو کہ خزانہ عالی میں داخل کر کے ہمکو داخلہ دیوے اور غلاموں کو رکاب میں چلنے کی اجازت ملے کہ ہر ہر شخص اکتساب سعادت ہمرکابی کرے ہر چند امیر نے سمجھایا مگر تینوں سے ایک نے بھی نہ مانا اپنا اپنا نائب قلعوں میں چھوڑ کے ہمراہ ہوئے اور خراج امیر کے خزانے میں داخل کر کے ساتھ چلے ہر گاہ امیر سے قلعہ علائیہ دو کوس باقی رہا ایک میدان خوش فضا نظر پڑا وہاں پہونچکر امیر اُتر پڑے اور خیمے استادہ کرنے لگے انیس شاہ کو خبر ہوئی پہلے تو وہ نامرد لعزم جنگ لشکر لیکر امیر کے مقابل ہوا جب دیکھا کہ مارا پڑوں گا مرکب سے کود گیا امیر کی رکاب کو بوسہ دیا اور ترن جان سے مسلمان ہوا اور کلمۂ توحید و شہادت پڑھا امیر اُسکو اپنے لشکر میں لے آئے اور انواع اقسام کے لطف و کرم اُسکے حال پر فرمائے وہ شتر کینہ کئی دن تک امیر کے پاس حاضر رہا چاپلوسی او تملق کیا کیا ایک دن موقع پا کر عرض کی کہ غلام نے ایک حمام بنایا ہے بہت نفیس و لطیف تیار ہوا ہے امیدوار ہوں کہ ایک دن اُسمیں غسل فرمایئے اور گرد راہ کدورت جسم مبارک سے وہاں مٹایئے اگرچہ امیر نے پہلے پہلو تہی کی لیکن اُسکے اصرار سے کچھ نہ بن پڑی راضی ہوئے اور تشریف لیگئے اس سوختنی حرامی نژاد نے واقع میں حمام بڑے صناعوں سے بنوایا تھا کہ جو کوئی دیکھتا بے حاجت بھی سرگرم غسل ہوتا اور تکلف یہ کیا تھا کہ لوہے کے ستونوں پر چھت کو قائم رکھا تھا اور چھت پر چرخیال نصب کر کے انمیں زنجیریں ڈالی تھیں کہ جب چار آدمی چاروں زنجیریں چھوڑ دیں چھت نہانے والوں پر گر پڑے غسل تو ہو جائے مگر بکھیں لاش دب رہے چنانچہ اُس دن چار حبشی قوی ہیکل زنجیروں پر تعینات کر کے اُن سے کہا تھا کہ جب میں طاس دے ماروں اور اُسکی آواز تمھارے کان میں پڑے تم زنجیروں کو چھوڑ دینا اور فوراً اپنی راہ لینا امیر تو لندھور و مقبل وغیرہ کو ساتھ لیکر مصروف غسل ہوئے لیکن عمرو اور عادی باوجود امیر کے کہنے کے بھی حمام میں نہ گھسے ناگاہ عمرو کے دل میں آیا کہ ذرا اس حمام کی بھی سیر کیا چاہیے اور اس کی صنعتوں کو دیکھا چاہیے حمام کے پچھواڑے ایک بوڑھے کی صورت بنکر جو گیا حبشیوں نے ترس کھا کر کہا بوڑھے جلد یہاں سے بھاگ ابھی ہم طاس کی آواز سنیں گے تو زنجیروں کو چھوڑ دینگے ناحق لڑکے کیساتھ تو گھن بھی پسے گا ہماری گردن پر تیرا خون ناحق رہیگا عمرو یہ حال سنکر اُلٹے پاؤں پھرا اور حمام کے دروازے پر آکے زبان عیاری میں تمام کیفیت امیر سے کہی امیر باہر نکل آئے اور حجرے کی کنڈی چڑھا کر پوشاک پہنی انیس شاہ نے کہا کہ اسکے پہلو میں ایک خلوت سرا ہے وہاں کچھ میوہ تر و خشک حضور کیواسطے چنا ہے امیر نے فرمایا کہ تم چلکے میرے واسطے جدا جدا طبق میں لگا دو میں ابھی اپنے رفیقوں سمیت آتا ہوں اور بہت اچھی طرح کھاتا ہوں اور کھلاتا ہوں انیس شاہ کا اُس خلوت میں جانا تھا کہ عمرو نے بقوت تمام طاس کو دے مارا اور اُن حبشیوں نے طاس کی

آواز سنکر زنجیروں کو چھوڑا چھت حمام کی انیس شاہ کے اوپر گری خشکی و تری کی خبر نہ رہی انیس شاہ تو ٹھنڈا ٹھنڈا
جہنم کیطرف گرم رفتار ہوا اپنے کردار سے خود مارا پڑا امیر نے عمرو کی عقل پر آفریں کی اور اسکے بیٹے کو کہ از بس خرد سال
تھا مع لشکر مسلمان کر کے عہد زریں کمر کے سپرد کیا کہ اسکو تعلیم و پرورش کرنا اور اسکے حق پدری سے ہرگز نہ گذرنا سرداران
لشکر سے معلوم ہوا کہ قارن ایک شقہ بادشاہ کا بمضمون قتل حضور و ملک لندھور لایا تھا انیس شاہ کو دیکر حلب
کیطرف روانہ ہو گیا یہ سنکر امیر کے دلکو انتشار ہوا اسی روز حلب کیطرف پیش خیمہ روانہ کیا اب فی الحال قارن بیقرینہ کا
سنیے کہ حلب میں اس نے جاکر حدیث شاہ سے باتیں چکنا چپڑی کیں شقہ پادشاہ کا دیا اور کہا کہ یہ سخن بادشاہ
نے زبانی فرمایا کہ جو کوئی حمزہ اور لندھور کو ماریگا اسکے بار منت سے میں کبھی سبکدوش نہ ہونگا اور اسکا احسان
میری گردن پر رہیگا علیٰ ہذا القیاس بہت سی باتیں جھوٹ سچ کچھ بادشاہ کی طرف سے کچھ اپنی جانب سے کہیں اور
بہت سی برائیاں اور شکایتیں امیر کی بیان کیں اور یہ کہکر یونان کا عازم ہوا حدیث شاہ نے کہا کہ ابھی تم یونان
کیطرف نہ جاؤ قدرے یہاں توقف فرماؤ دیکھو میں تمھارے آگے سر میدان حمزہ کو مارتا ہوں اور اس سرکش کا
سر گردن سے اتارتا ہوں قارن نے کہا کہ یہ کہنے کی بات ہے کہ آپ حمزہ کو سر میدان مارینگے اور اسکو شکست فاش
دینگے حمزہ ایسا اسامی نہیں ہے کہ تمھارے ہاتھ سے سر میدان مارا جائے اور اسکا لشکر تمھاری فوج سے شکست کھائے
حدیث شاہ بولا کہ اگر یہ صلاح نہیں ہے تو ایک کنواں میں نے کھودا کر اسمیں ہر ہر قسم کے سلاح گاڑے ہیں اور
بہت تیز اور نکیلے ہتھیار اسمیں کھڑے کیے ہیں میں حمزہ سے چوگان بازی کر کے کنوئیں میں اسکو مارونگا بہت جلد
اسکی فکر کرونگا قارن نے کہا کہ یہ بات البتہ کام کی ہے یہ صورت مقرر انتظام کی ہے جب لشکر امیر کا حلب کے قریب پہونچا
حدیث شاہ بھی تحائف و سوغات و خزانہ سہ سالہ لیکر امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور ظاہر میں کلمہ پڑھکر مشرف باسلام
ہوا اور مراسم اطاعت و عقیدت بجا لایا امیر نے اسکے واسطے جشن ترتیب دیا اور بہت سی اسکی عزت و حرمت کی سب سے
بہتر خلعت عنایت کیا چار پانچ دن تک تملق و چاپلوسی امیر سے پیش آیا ایک دن امیر سے کہا کہ غلام نے حضور کا شہرہ
علم و ہنر سپاہگری میں بہت سنا تھا اور ایک مدت سے مشتاق اور آرزومند رہا کرتا تھا زہے طالع کہ حضور یہاں تشریف
لائے میرے بخت خوابیدہ جاگے اب یہ غلام چاہتا ہے علم چوگان بازی کا حضور سے سیکھے اور اس فن میں حضور کے
تصدق سے مہارت پیدا کرے امیر نے فرمایا کہ بچشم صبح کو حدیث شاہ نے اپنے قلعہ میں آکر آدمیوں پر تاکید بلیغ کی کہ چاہ کے منہ
پر اسطرح سے گھانس بھری جاوے کہ مطلق گمان کنوئیں خندق کا نہ ہووے اور کسیطرح سے نشان کنوئیں کا دکھلائی نہ دے
اور جسوقت حمزہ کنوئیں میں گرے تم سب لوگ لشکر اسلام پر حملہ آور ہونا اور ہنگامہ قتل گرم کر کے مظفر و منصور تمام لشکر پر
ہونا لوٹ کی بھی اجازت میں نے تم کو دی اور لوٹ لشکر اسلام کی مطلق میں نے تم کو معاف کی جب چوگان باز فلک
گوئے ماہ میدان کو لیگیا اور خورشید جہانتاب نیزہ شعاع لیکر میدان عالم میں آ پہونچا ادھر سے حدیث شاہ اور ادھر سے

امیر میدان میں گئے اور دونوں طرف کے عمائد اور ارکین تماشا دیکھنے کو پہونچے حدیث شاہ نے امیر کی رکاب کو بوسہ دیکر کہا کہ ہمیں چوگان ہمیں گوے امیر نے فرمایا کہ اپنا معمول کسی امر میں پیشدستی کا نہیں ہے اُستاد نے یہ سخن بتایا نہیں پہلے اول تم چوگان گوے پر لگاؤ پھر میں بھی چوگان کو ہاتھ میں لونگا جو کچھ مجھے یاد ہے تمھیں دکھاؤنگا اُسنے آداب بجا لاکر گھوڑے کو مہمیز کیا جب ایک تیر کے فاصلہ پر پہونچا امیر نے بھی چوگان لیکر اپنے مرکب کی باگ دی حدیث شاہ تو پیچھے رہگیا اور امیر آگے جدھر کنواں تھا بڑھ گئے اور اس خداع کے مکر پر نظر نہ کی سیاہ قیطاس چاہ کے متصل جا کے جھجکا امیر نے تازیانہ اُسکے لگایا ہر چند مرکب نے لمبی بھری مگر پچھلے پاؤں کنوئیں میں جا رہے امیر پشت زین سے کود کر الگ ہوے اور گھوڑے کی باگ تھام کر آگے کھینچا کار امرکب چاہ سے باہر نکلا امیر جست کرکے پشت پر گئے وہیں قارن بھی لگا ہوا کھڑا تھا قارن سے امیر کی چار آنکھیں جو ہوئیں قارن کوہستان کیطرف بھاگا امیر نے بھی اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا حدیث شاہ نے جانا کہ امیر کنوئیں میں غرق آب فنا ہوے اپنے بیس ہزار سوار سے لشکر اسلام پر جا گرا بہت سے مسلمان کافر کے ہاتھ سے شہید ہوے آخر لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا اور لشکر اُسکا بھاگا لندھور نے دیکھا کہ امیر کہیں نظر نہیں آتے گھبرا کر عمرو سے کہا کہ امیر کو ڈھونڈھا چاہیے اُس یوسف گم گشتہ کا پتہ لگایا چاہیے عمرو سیاہ قیطاس کے سموں کے نشان پر چلا قارن نے ایک فالیز پر پہونچکر مزارع سے ایک سردہ لیکر زہر اُسمیں مخلوط کیا اور فالیزبان سے کہا کہ میرے پیچھے ایک سوار آتا ہے یہ سردہ اُسکو نذر دینا اور اگر وہ کچھ دے لے لینا اگر اُسنے کھایا تو میں تجھ کو سو اشرفی انعام دونگا اور اگر میرا مطلب ہو گیا تو بہت خوش کر دونگا اور خود وہ روباہ منش درہ کوہ کیطرف رواں ہوا اور منتظر خبر بد کی ساعت کا رہا پیچھے سے امیر جو پہونچے کسان نے وہ سردہ نذر گذرانا امیر نے سردے کو لیکر پوچھا کہ ابھی میرے آگے آگے ایک سوار اسطرف کو آیا ہے وہ کسطرف روانہ ہوا ہے اُسنے عرض کی کہ سامنے کوہ کے درے میں گیا ہے اور اس طرف راہ نکلنے کی نہیں ہے کہ شیر لاگو ملتا ہے انسان کی مجال نہیں کہ اُسکے روبرو آئے اور اپنی جان بچا لیجائے امیر کو پیاس کی شدت تھی چاہا کہ اس سردے کو نوش فرمائیں اپنی تشنگی بجھائیں کہ فالیزبان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے جوان ہر چند سو اشرفی کا مجھ کو سود ہے لیکن تیرا زیاں و ضرر گوارا نہیں کہ تجھ سا جوان حسین زیر خورشید دیکھا نہیں اس سردے میں کسی پہلے جوان نے کچھ ملا کر مجھ کو دیا تھا خواہ مخواہ کچھ زہر ملایا ہوگا اور کہا تھا کہ پیچھے جو جوان آتا ہے اُسکو یہ سردا کھلا دینا اگر کام اُسکا تمام ہو گیا تو سو اشرفیاں میں تجھکو انعام دونگا امیر نے اس سردے کو ہاتھ سے پھینکدیا اور ہزار اشرفی کی قیمت کا جواہر اُسکو عنایت کرکے درہ کوہ کیطرف مرکب کو جولان کیا ہنوز درہ کوہ کے اندر گئے نہ تھے کہ ایک شیر غرندہ امیر پر جست کرکے آیا امیر نے ایک ہاتھ تیغ بُراں کا لگایا ایک شیر کے دو شیر ہو گئے امیر درہ کوہ کے اندر گھسے دیکھیں تو ایک چٹان کے نیچے قارن دبکا ہوا ہے دم چرائے پڑا ہے چاہتے تھے کہ خنجر سے ماریں اُس مکار کا سر گردن سے اُتاریں قارن نے کہا کہ اگر امیر میری جاں بخشی کرو تو میں تین چیزیں تم کو دیتا ہوں لیلو امیر نے فرمایا کیا دیتا ہے دے

تھوڑی دیر اسی بہلنے سے جان بچاے اُس نے ایک خنجر اپنی کمر سے نکالکر امیر کو دیا کہ یہ طہمورث دیوبند کی کمر کا ہے اور بڑی دقت اور محنت سے میرے پاس تک پہونچا ہے اور ایک بازوبند بازو سے کھولکر دیا کہ جسمین بارہ لعل شب چراغ تھے اور ہر لعل وزن میں تین تین مثقال کا تھا یہ دو چیزیں دیکر بولا کہ اس کوہ کے اندر ایک کھوہ میں خزانہ ہے چلو وہ بھی بتادوں تمھاری قسمت کا تھا وہ تمھارے پیش کردوں اتنے میں عمرو پہونچا امیر نے قارن کے ہاتھ باندھکر عمرو کو سونپا کہ دیکھو کہاں خزانہ بتاتا ہے یا کوئی فقرہ اسکا ہے اگر راست ہے تو تم اُسکو اپنے قبضہ میں کرو ورنہ دروغگو راتا بخانہ پہونچا دو عمرو نے دو حلقے کمند کے اُسکی کمر میں لگا دیے اور ہاتھ خوب زور سے کسکر باندھے اور اُس در سے باہر لیکر نکلا قارن زور کرنیلگا چاہتا تھا کہ بند دست و کمر سے ٹوٹ جاویں تو میں اُسکے ہاتھ سے نکلجاؤں بھاگ کر کسی طرف راہ لوں عمرو نے کہا کہ کیوں زور کرتا ہے خزانہ تو مجھ کو بتلادے میں امیر سے تیرے واسطے سعی اور سفارش کرونگا اور مقرر تجھے چھوڑ دونگا قارن بولا کہ خزانہ کا نام تو اپنی جان بچانے کے واسطے میں نے لیا تھا مگر تو مجھ کو چھوڑ دے تو دو لاکھ تمن میں تجھ کو مدائن چل کر دونگا عمرو نے کہا کہ اے موذی اب میں کب تجھ کو جیتا چھوڑتا ہوں کوئی دقیقہ تو نے خصومت و دشمنی کا امیر سے اور مجھ سے اُٹھا نہیں رکھا ہے ایسا قابو پاکر میں تجھ کو چھوڑ دوں میں کیا احمق ہوں یہ کہکر خنجر کمر سے نکالا اور اُسکو ہلاک کیا اور امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سب کیفیت عرض کی کہ یا امیر خزانہ کہاں تھا وہ جھوٹا تھا کہ طمع زر دیکر جان بچاؤں اسی فقرے سے جا بری اپنی کردوں جب میں نے تیا تا اور گڑ گڑانے لگا میں نے اُسکو کتے کی موت مارا امیر بہت خوش ہوے اور کہا کہ عمرو تو نے کام اچھا کیا کہ اُسکا فساد اور جھگڑا مٹا دیا

یونان کیطرف روانہ ہونا امیر کا عقد نکاح میں لانا ناہید مریم معشوقہ دلپذیر کا

مشاطگیان انشاء عروسان معانی کو زیور تحریر پہناتے ہیں جمال بیان کو نئے نئے رنگ سے آراستہ فرماتے ہیں کہ جب شاہد ظفر نے امیر کے آئینۂ دل میں جلوہ دکھلایا امیر نے قلعۂ حلب میں آکر ایک ہفتہ تک جشن فرمایا اور پانچوں ملکوں کا خراج اور عریضہ مشتمل بر حال قارن و دیگر سوانحات لکھ کر مقبل کے ہمراہ نوشیرواں کی خدمت میں بھیجا اور آپ یونان کیطرف کا قصد کیا چند روز میں یونان کی سرحد میں جاکر خیمہ زن ہوے فریدوں شاہ بادشاہ یونان اخبار نویسوں کے لکھنے سے امیر کے حال سے آگاہ ہو چکا تھا سنتے ہی مع پیشکش معقول اپنے بھائیوں کو ساتھ لیکر یونان سے چلا اثناے راہ میں امیر سے ملازمت ہوئی نذر گزران کے بخلوص دل قدمبوسی حاصل کی اور صفائی نیت سے کلمہ پڑھ اور بھائیوں سمیت مشرف باسلام ہوا امیر اسکی اہلیت و لیاقت سے کمال خوش ہوے اُسکو اور اُسکے بھائیوں کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جشن ترتیب پاکئی دن تک اُسی جنگل میں منگل رہا فریدوں شاہ نے ایک دن موقع پاکر عرض کی کہ یا امیر تین مہمیں مجھ کو درپیش ہیں اور ہر ایک کا انجام مجھ سے دشوار ہے بلکہ محال و خارج از اختیار ہے اگر حضور ان مشکلوں کو آسان کردیں تو

کمال بندہ نوازی کریں فرمایا کہ تمہیں کیا ہیں بیان کرو کچھ احوال اژدہا کہو عرض کی کہ پہلی مہم تو یہ ہے کہ چند سال سے
اس نواح میں ایک اژدہا پیدا ہوا ہے کہ اسکے سبب سے منزلوں تک آبادی ویران ہو گئی ہے جنگل کھا گئے ہیں کہ خرچ کا نقصان
ہوتا ہے دوسری مہم یہ ہے کہ قلعہ سے کئی فرسخ پر ایک پہاڑ ہے اس پہاڑ پر ایک گبر ہے وہ قلعہ لینے کو بنا لیے بیٹھا ہے ہر دن
تاخت کرتا ہے ہزاروں آدمی اسکے ہاتھوں سے مرتے ہیں تیسری مہم بعد انجام ان دونوں مہموں کے عرض کرونگا اسکی کیا صورت ہے جو
آپ بجا لاوینگے امیر نے فرمایا پہلے ہم اژدہے کو مار لینگے تب قلعے میں سونیکا انصرام کرینگے صبح ہمارے ساتھ چلکر اژدہے کا
مسکن بتا دینا اور تم لوگ الگ کھڑے ہو کر تماشا دیکھ لینا خسرو نے امیر سے کہا کہ زنگی روسیاہ پر حضور کیا جاوینگے مجکو حکم ہو کہ
اسکو گھڑی سوا گھڑی میں جاکر قتل کروں انشاءاللہ تعالیٰ اس سرکش کا سر حضور میں لے آؤں فرمایا کل انشاءاللہ تعالیٰ ہم اژدہے
کے مار لیجاوینگے تم اس روسیاہ کے قلع اور قمع کیواسطے جانا اور اس موذی کو قعر جہنم میں پہونچانا جب زنگی شب نے
خسرو خاور سے شکست پائی اور خسرو خاور نے فوج انجم بھگائی صاحبقران تو فریدون شاہ کو ساتھ لیکر اژدہے کو
مارنے چلے اور بعضے بعضے جان نثار اور فدائی بھی ساتھ ہوئے اور خسرو ہند آصف نامی برادر فریدون شاہ
اپنے ہمراہ لشکر لیکر زنگی پر چلا جب تین فرسخ اژدہے کا مسکن باقی رہا فریدون شاہ گھوڑے سے اترا اور التماس کیا
کہ ملاحظہ ہو سولے ٹھنٹھ جلے ہوئے ہیں کہیں درخت کا نام و نشان نہیں دکھائی دیتا ہے تمام پہاڑ اور جنگل خاک سیاہ ہو گیا ہے
جب وہ بلیہ غفلت سے جاگ کر دم چھوڑتا ہے اور پھنکار مارتا ہے یہاں تک شعلہ آگ کا لپکتا ہے سو قدم تک جب نیند سوتا ہے
نہیں تو انسان تو کیا پرند و پرند کا بچہ ٹھہرنا ممکن نہیں پرندہ پر نہیں مار سکتا ہے امیر بھی پیادہ ہوئے اور عمرو کو ساتھ لیکر اژدہے
کی طرف چلے فریدون شاہ بھی ہمراہ ہوا قریب جاکر دیکھا ایک کوہ سیاہ سا ہے جب اور نزدیک گئے معلوم ہوا کہ یہی اژدہا ہے
امیر نے فرمایا کہ سوتے کو مارنا جوانمردی سے بعید ہے یہ تو ایک کیڑا بلیہ ہے ایک نعرہ کرکے اسکو جگایا امیر کو جو اسنے دیکھا ایک تاڑ کے
برابر کلا دھڑ اٹھا کر پھنکارتا امیر کے اوپر چلا اسکے منہ کے شعلے سے جو درخت خشک تر سامنے تھے جلکر سوکھ گئے اور بعضے کوئلے
ہو گئے امیر نے ایک تیر دو شاخہ کمان میں لگا کر نشانہ جو مارا دونوں آنکھیں اسکی آشیانۂ طائر پیکان ہوئیں زمین پر سر دھننے لگا امیر نے
اسکے پہلو میں جاکر ایک وار شمشیر اژدہا کش کا ایسا لگایا کہ ایک کے بیچ کے دو کر دیے ٹکڑے پھر اپنی جگہ سے جنبش نکر سکا فریدون شاہ نے
دوڑ کر دست و بازو امیر کا چوم لیا اور کئی بار گرد پھر کر نثار ہوا امیر سوار ہو کر قلعے میں داخل ہوئے تھے کہ لندھور زنگی
روسیاہ کا سر لیکر پہونچا اور خزینہ جو قلعے میں سے لایا تھا امیر کی خدمت میں گذرانا فریدون شاہ نے تودہ تودہ جواہر امیر
و لندھور کے اوپر سے نثار کیا اور جشن کی محفل ترتیب دی خوب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا آخر شب عین سحر کے وقت
فریدون شاہ نے امیر سے عرض کی کہ دو مشکلیں تو حضور کے قدم کی برکت سے آسان ہوئیں اور بہت بڑی بلائیں میرے سر
سے ٹلیں اور تیسری عرض یہ ہے کہ غلام کی بیٹی کو اپنی کنیزی میں قبول فرمائیے محرمان سرادقات عصمت کی پیش خدمت بنائیے
کہ ہمچشموں میں میری عزت ہو اور دشمنوں کو عبرت و دہشت ہو صاحبقران نے فرمایا کہ یہ مہم سخت مشکل ہے اسکا انجام

مجھ سے دشوار ہے یہ خیال باطل ہے میں نے ملکۂ مہرنگار سے وعدہ کیا ہے کہ جبتک تم سے شادی نہ کرونگا دوسری عورت کو گو خورشید منظر ہو آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھونگا فریدوں شاہ اپنا سا منھ لیکر رہگیا اور اپنے بھائی آصف سے خلوت میں کہا کہ اگر کاش میں اپنی بیٹی کی شادی کی استدعا امیر سے نکرتا تو بہتر ہوتا کیوں محفل میں ذلیل و خوار اسقدر ہوتا تمام زمانے میں سخن مشہور ہوگا کہ امیر نے فریدوں شاہ کو نالائق جانکر اُسکی بیٹی سے شادی نہ کی در عقد مناکحت قبول نکیا ایسے جینے سے تو مرنا بہتر ہے اس ذلت سے تو گذرنا بہتر ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ خنجر اپنے پیٹ میں مارے راہ فنا اختیار کرے کہ آصف نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ انجام ایسے امورنکا تدبیر سے متعلق ہے یہ میرا ذمہ ہے کہ امیر کیساتھ ناہید مریم کا عقد ہو جائیگا اور آپکے دشمنوں کو ذلت و خواری حاصل نہوگی کام نکل آئیگا ذرا عمرو کو بلواؤ فریدوں شاہ نے عمرو کو بلوا کر بہت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا اور پانچ ہزار اشرفی پیشکش کی اور کہا کہ خواجہ یہ عزت تمھارے ہاتھ ہے خدا کیواسطے کسی طور سے میری بیٹی کا عقد صاحبقراں سے کرا دو اور اس مشکل کو حل کر دو دس ہزار اشرفی اور بھی بعد عقد نذر کرونگا ورنہ ہمچشموں میں منھ دکھانے کے قابل نہ رہونگا ناچار زہر کھالونگا پیٹ مار مرونگا عمرو نے بہت اُسکی تسلی کر کے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے آج ہی عقد ہو جائیگا یہ ذمہ میرا ہے آپ نہ گھبرائیں عقد کی تیاری در پردہ فرمائیں یہ کہکر اشرفیاں لیکے اپنے مسکن پر پہونچا خلوت میں ناہید مریم کے حسن و جمال کی تعریف کر کے امیر کو مشتاق کیا امیر نے کہا خواجہ شادی تو دختر فریدون شاہ سے ابھی کروں لیکن ملکہ کو کیا جواب دوں کہ اُس سے میں نے عہد کیا ہے کہ جب تک تم سے شادی نکرونگا پری بھی اگر روبرو آویگی تو میں اُسکو چڑیل سمجھونگا عمرو نے کہا کہ اے صاحبقراں خیر ہے کہیں مرد بھی ایسے امور میں راست گوئی اختیار کرتے ہیں عورتوں سے اس سے زیادہ قول کر کے خلاف قرار کرتے ہیں پھر وہ شخص کہ صاحبقراں ہو مالک تاج و تخت و باجستان ہو فقط مہرنگار پر ناثابت نہیں ہو سکتا آپ شوق سے ناہید مریم کے ساتھ عقد کیجیے اور داد عیش کی دیجیے ملکہ مہرنگار جانے اور میں جانوں اگر آپکو وہ کچھ کہیں تو آپ میرا نام لے دیجیے گا میں سمجھا لونگا اسکا میں ذمہ کرتا ہوں بارے عمرو کے سمجھانے بجھانے سے امیر نے اس شرط پر قبول کیا کہ عقد تو میں کرتا ہوں مگر ہمبستر مہرنگار کی شادی بعد ہونگا فریدون شاہ نے اس بات کو برضا و رغبت منظور کیا اور عمرو کا شکر گزار ہوا خلاصہ یہ کہ اُسی دن ناہید مریم کو تیل چڑھایا گیا اور عقد کا سامان ہونے لگا فریدوں شاہ نے سوا دس ہزار اشرفی کے ایک خلعت گرانمایہ بھی باجواہر بیش قیمت خواجہ عمرو کو دیا اور کہا کہ خواجہ میں تمھاری خدمتگزاری کو حاضر ہوں ہمیشہ تمھاری کچھ نہ کچھ تواضع کیا کرونگا عمرو لالچی بندہ ہی تھا فریدوں شاہ کو دلاسا دیا بعد ازاں اسقدر امیر سے اُسکی خوبصورتی کی تعریف کی کہ امیر نے مشتاق ہو کر دوسرے دن کہ حنابندی کی شب تھی بعد ادائے رسم حنابندی ناہید مریم کے ساتھ عقد کیا اور دو ہفتے تک اُسکے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول رہے اور برابر جشن رہا سولھویں دن انھیں بارہ لعلوں میں سے جو قارن سے ہاتھ آئے تھے ایک لعل ناہید مریم کو دیکر محل سے برآمد ہوئے مشتاقان زیارت جو اتنے دنوں قدمبوسی سے مشرف نہوئے تھے مسرور و سجدہ ہوئے اور فریدون شاہ سے خراج لیکر مع مال شنکا وہ زنگی لندھور

کیساتھ نوشیرواں کی خدمت میں بھیجا اور عمرو کو بھی خسرو کے ہمراہ کیا اور اپنے پیش خیمہ کی روانگی کا حکم مصر کیطرف کو دیا

روانہ ہونا امیر کا مصر کی طرف تسخیر کو اور مکر کر کے قید کرنا والی مصر کا امیر کو

سوانح نگاران ممالک و امصار مخبران شہر و دیار لکھتے ہیں کہ ہرگاہ خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان منازل و مراحل طے کر کے مدائن کے قریب پہونچے نوشیرواں نے سنکر کئی سردار ساسانی خسرو کے استقبال کو بھیجے اور عند الملازمت بانواع عنایت و کرم پیش آیا اور صاحبقراں کو دیر تک پوچھا بعد ایک ساعت کے خسرو نے شرائط آداب بجا لاکر زرِ خراج اور عرضی اور تحائف صاحبقران کے گذرانے اور جو جو حادثات اثنائے راہ میں گزرے تھے مع دشمنی قارن وانیس شاہ و حدیث شاہ التماس کیے اور امیر کی جانب سے دست بستہ عرض کی کہ امیر کہتے ہیں کہ اگر شاہنشاہ ہفت اقلیم مجھے آگ میں ڈالدیں میں گلزار سمجھ کر کود پڑوں اور کسی طرح عذر و نہ کروں مقتضائے شرافت یہی ہے کہ اگر اپنے محسن اور بادشاہ کے کام میں جان تک کام آئے تو وہ عین سعادت ہے اور اگر کسی عنوان آقائے نعمت کی جانب سے کبھی کم توجہی بھی ہو بشرطیکہ عزت و آبرو میں فرق نہ آئے تو اُسکا دل میں خیال رکھنا بعید از شرافت ہے بادشاہ نے زرِ خراج خزانے میں بھیجا اور خسرو ہند و عمرو کو خلعت گرانبہا سے سرفراز فرما کے حکم دیا کہ ہر روز دربار میں حاضر ہوا کرو بدستور قدیم حضور میں رہا کرو خسرو ہند تو تلشاد کام پر جا کے مقیم ہوا مگر عمرو شبستان حرم کے دروازے پر گیا ملکہ مہر انگیز نے سنکر فوراً بلا لیا اور صاحبقران کا حال استفسار کیا عمرو نے عریضہ امیر کا گزرانا اور جو کچھ اُسکے سامنے تک پیش آیا تھا ہو بہو بیان کر کے ملکہ مہر نگار کی خدمت میں گیا امیر کا اشتیاق نامہ دے کر جو حادثات کہ اس سفر میں گذرے تھے بیان کر کے کہا ملکہ صاحبقران کا دل آپ ہی میں لگا ہے عجب نہیں ہے کہ مع الخیر اس طرف کو روانہ ہوے ہوں خیریت سے شاداں و فرحاں اس جانب چلے ہوں القصہ ملکہ کو تسلی دیکر رخصت ہوا اور تلشاد کام پر آکے بہرام گرد بن خاقان چین اور مقبل وفادار کی ملاقات کی اور خوب ملا بہرام و مقبل بہت خوش ہوے اور عمرو و خسرو کیواسطے مجلس ترتیب دیکر مشغول نشاط رہے بعد فراغت اس صحبت کے عمرو نے خسرو و بہرام و مقبل سے کہا کہ تم لوگ ہر روز نوشیرواں کے دربار میں جایا کرنا مگر اپنے کیل کانٹے سے ہوشیار رہنا خواب غفلت سے بیدار رہنا کہ بختک کی بدولت اس بادشاہ کے سلوک و بدسلوکی کا اعتبار نہیں ہے اور اُسکو اپنی طبیعت پر اختیار نہیں ہے اور بجائے خود خواجہ بزرجمہر سے ملاقات ضروری رکھنا اور اسکی صلاح و مشورہ منظور رکھنا کہ وہ صاحبقراں کا خیر خواہ دلی ہے اور اُسکو ہر طرح منظور خاطرداری امیر کی ہے اور میں تو مکہ کیطرف جاتا ہوں خواجہ کو امیر کی خبر سناتا ہوں یہ کہکر قنطورہ زربفتی دیا تا وہ سقرلاتی کو پہن لباس عیاری اپنے بدن پر آراستہ کیا اور مکہ کیطرف روانہ ہوا اب وکلمہ صاحبقراں کے حال میں عرض کروں صاحبقراں قریب مصر کے پہونچے رود نیل کے کنارے پر بارگاہ دانیالی اور خیمے استادہ کیے

یہ خبر شاہ مصر کو پہونچی کہ حمزہ کا لشکر رود نیل کے کنارے پر فروکش ہوا اور شہر والوں کیطرف سے خراج لینے آیا ہے اور لشکر جرار اور پہلوان اور سردار نبرد آزما لایا ہے کاردان نامی اسکا ایک وزیر صاحب تدبیر تھا اسکو خلوت میں بلا کر مشورہ طلب کیا کہ حمزہ اس ارادے سے پہونچا ہے بھلا تو دولت کیا صلاح دیتا ہے وزیر از بسکہ عقیل و فہیم تھا عرض کی کہ حمزہ کے زور و شجاعت کا حال تو زمانے میں مشہور ہے پس ایسے شخص سے منحرف ہونا اپنے تئیں آتش میں ڈالنا ہے فدوی کی رائے ناقص میں ایسا گذرتا ہے کہ خود سبقت کر کے ملاقات کیجئے اور پیشکش شاہانہ اسکو دیجئے ظاہر ہے کہ زور و شجاعت میں وہ بے نظیر جیسا ہے ویسا ہی مروت و ہمت میں بھی بے عدیل و یکتا ہے اگر آپکا اخلاق و اخلاص اُس پر ظاہر ہو جائیگا البتہ آپکے ساتھ بلطف و مدارات پیش آئیگا شاہ مصر وزیر کی اس رائے سے کمال برگشتہ ہوا جھنجھلا کر کہنے لگا کہ یہ رائے تیری ناصواب ہے میں نے جو کچھ اپنے دلمیں تجویز کیا ہے ویسا ہی صواب اچھا ہے وزیر نے دیکھا کہ اگرچہ بے سامان ہے لیکن مصر کی حکومت کی بدولت اپنے آپکو فرعون باسامان جانتا ہے اگر موسیٰ عمران بھی اسے نصیحت کریگا تو نصیحت پذیر نہ ہوگا میری حقیقت کیا ہے مجھکو کیا چپ ہو رہ یہ خود بخود غریق لجۂ مرگ ہوگا یہ سوچکر چپکا ہو رہا القصہ صبح ہوتے ہی شاہ مصر نے سوائے خراج سالانہ کے بہت کچھ تحفہ اپنے ہمراہ لیکر امیر سے ملازمت کی اور جو کچھ لیگیا تھا پیشکش کر کے گرمجوشی کثرت کی اور التماس کیا کہ حضور نے شہر ہوتے میدان میں کیوں قیام فرمایا اسقدر مسافت کو عبث تخمیم ٹھہرایا شہر میں حضور تشریف لیچلیں فقیر خانہ کو مقدم شریف سے منور فرمائیں امیر نے خلعت فاخرہ سے اسکو سرفراز کر کے فرمایا کہ فی الحقیقت دوستوں کا گھر دوستوں ہی کا ہوتا ہے مجھے تمھارے یہاں چلنے میں عذر کیا ہے بسم اللہ یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے اور تشریف لیچلے اور فوج کو تو اُسی جا پر چھوڑا اور چند سرداران نامی کو ہمراہ لیا جسوقت امیر نے شہر میں قدم رکھا جتنی ہوئی رعیت تک امیر کے دیکھنے کو گھر سے باہر نکل آئی اور امیر کی صورت دیکھ کر وضیع و شریف دعا دینے لگے خلاصہ یہ کہ امیر ایوان شاہی میں تخت مرصع پر جلوہ افروز ہوئے اور امرا نامدار جو ہمراہ گئے تھے اپنے اپنے قرینے سے ذکی و کرسیوں پر بیٹھے عزیز مصر نے ساقیان بادہ وش کو با جام و صراحی حاضر کیا اور رقاصان زہرہ پیکر و نغمہ سرایان خورشید منظر کو رقص و سرود کا حکم دیا صدا ہوش بادہ نوش بادلکی بلند ہوئی صدائے ساز و نوا گوش فلک تک پہونچی مگر عزیز مصر خدمتگاروں کی طرح سے دامن گردانے انتظام و اہتمام میں مصروف ہوا ہر چند امیر کہتے تھے کہ تم بیٹھو اور لوگ انتظام کرینگے تو ہاتھ باندھکر عرض کرتا کہ ادا شاہنشاہ ہفت اقلیم کی خدمت کرنا فخر اس کا ہے ایسے بزرگوں کی خدمت کرنا کب نصیب ہوتا ہے امیر اس گفتگو سے نہایت مسرور ہوئے اور اس مکار کی چرب زبانی سے انجام کار سے غافل رہے آخر الامر جب شام قریب ہوئی اُس ابلیس پر تلبیس نے شرابخانہ میں جاکر اپنے دست ناپاک سے دارو بیہوشی خموں میں ڈالی اور ساقیونکو حکم دیا کہ اب جو شراب صرف ہو انھیں خموں میں سے صرف کرو ساقیوں نے اُسکے حکم کی تعمیل کی اور وہی شراب جام و صراحی میں بھر بھر کے دی صاحبقران نے پہلا ہی پیالہ پی کر عزیز سے پوچھا کہ یہ شراب دوسری معلوم ہوتی ہے اس شراب کی رنگت اور کیفیت دوسری ہے اُس کینہ خواہ نے

ہاتھ باندھ کر کہا کہ فی الحقیقت یہ شراب پہلی نہیں ہے مگر اس سے بہتر شراب ہوتی ہی نہیں ایک مدت سے اُسے گاڑ رکھا
تھا آج حضور کیواسطے نکلوائی ہے شراب اوّل سے زیادہ تند ہے مخصوص حضور کیواسطے آئی ہے امیر نے اپنی عمر بھر میں ایسے
بیہوشی کا ذائقہ نہ چکھا تھا اُسکے کلام کو سچ جانا جب پیالہ پانچ دو چلے تب امیران امیر چکر کھا کر مست گرنے لگے
امیر نے رفیقوں کا یہ حال دیکھ کر اُٹھے اُٹھنا تھا کہ دونوں پاؤں نکل گئے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے عزیز مصر نے اپنے
وزیر سے کہا کہ دیکھا ہمارا مقصود کسطرح ایسے زبردست کو زیر دست کیا اب جلاد کو جلد بلاؤ کہ حمزہ کا سر مع رفقا کاٹے اور
شتر سوار کے حوالہ کرو کہ جلد نوشیرواں کے حضور میں پہونچادے کاروان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ فی الحقیقت حضور نے
بڑی آسانی سے حریف کو اپنے قابو میں کیا اور بہت جلدی سے اُسے زیر کر لیا لیکن میرے نزدیک چند سبب سے ابھی
حمزہ کا قتل کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے اسمیں سرعت کرنا نہیں اچھا ہے اول تو یہ کہ حمزہ کے ایسے ایسے رفیق ہیں کہ
حمزہ کو مقتول سنکر خاک تک تو مصر کی اُڑا دالیں گے چنانچہ منجملہ اُنکے ایک خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان
ہے کہ جسکے ساتھ لاکھ سوار و پیدل جان نثار ہیں دم کے دم میں گنوا دینگے ایک سے ایک زیادہ قوی ہیکل پہلوان ہے دوسرے بہرام
خاقان گرد چین ہے کہ جسکے ساتھ کئی لاکھ سوار پیادہ چینی و ختنی ہے ہر ایک تلوار کا دھنی ہے تیسرا مقبل وفادار ہے کہ
جسکے ساتھ کئی ہزار تیر انداز بیخطا و نشانہ گزار ہے چوتھا عمرو عیار وہ بد بلا ہے کہ کروڑوں پر بھاری اکیلا اور تنہا ہے اس سے
میرے نزدیک ایسا مناسب ہے کہ حمزہ کو رفیقوں سمیت پابزنجیر کر کے قید رکھیے اور اطلاع اسکی شاہنشاہ ہفت کشور کو کیجیے
اگر حمزہ کے قتل کیواسطے لکھے گا اُسوقت مضائقہ نہیں حمزہ کو مار ڈالیے گا اپنے دلکا حوصلہ نکال لیجے گا عزیز مصر بولا کہ
اے کاروان واقع میں اس امر میں تیری رائے صائب ہے مجھکو بہت پسند آئی اور میرے نزدیک بھی یہی صلاح قرار
پائی لیکن خوف ہے کہ جبتک قاصد ہزار فرسخ راہ طے کر کے آئے جائیگا مبادا اگر اس عرصہ میں عمرو آن پہونچا اور وہ حمزہ
کو چھڑا لیگیا تو کی کرائی محنت برباد ہو گی اور کونسی بدی ہے کہ اُسوقت حمزہ میرے ساتھ نہ کریگا سر نو قائم بنائے فساد
ہو گی کاروان نے کہا کہ میں دو روز میں خط کا جواب منگوا دیسکتا ہوں بشرطیکہ بادشاہ جواب لکھنے میں دیر نہ کرے
کسیطرح برج راہ میں واقع نہ ہو دوسرے میرے گھر میں ایک جوڑا اُن کبوتر کا ہے آپ خط لکھدیجیے گا میں اُس کے
گلے میں باندھکر صبح کو چھوڑ دونگا شام کو مدائن میں پہونچیگا اگر بادشاہ نے فوراً جواب عنایت فرمایا دوسرے
روز لے آئیگا عزیز نے کاروان کی رائے پر بہت تحسین و آفرین کی اور بہت شاباشی دی اور اُسیدم لوہار
کو بلا کر صاحبقران کو مع رفقا آہن میں جکڑ کر چاہ یوسف میں قید کیا اور سرہنگ مصری کو کہ عیاروں کا مہتر ہے
بلا کر کہا کہ تو اپنے عیاروں سمیت ان قیدیوں کی نگہبانی میں سرگرم رہنا اور کسی سے ساز اور میل کی بات کہنا ایسا نہ ہو کہ
عمرو آکر ان قیدیوں کو چھڑا لیجاوے اور مفت کی دقت و ندامت دیجاوے اور شہر میں منادی کر دی کہ جو کوئی حمزہ کا
نام زبان پر لاوے وہ بے پوچھے مار ڈالا جاوے ساکنان شہر نے مارے ڈر کے مسلمانوں کا نام لینا چھوڑ دیا ایسا قدغن

شدید ہوا دوسرے دن عزیز مصر نے ایک عرضی اطلاعی نوشیرواں کو لکھ کر کبوتر کے گلے میں باندھ دی اور اسکو مدائن کی طرف اُڑا دیا اُسنے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کے وہی سمت لی

مدائن میں نامہ پہونچانا کبوتر کا اور تدبیر قتل مقبل وغیرہ کی اور حاضر ہونا دفعتاً عمرو کا

جب کبوتر نے مصر سے چھوٹ کر سناٹا بھرا شام نہ ہونے پائی تھی کہ مدائن میں نوشیرواں عادل کے کبوتروں کے ٹھاٹھر پر جا کر دم لیا کبوتر باز نے نیا کبوتر دیکھ کر ٹھاٹھر کے کبوتر کھولدیے اور جال اُٹھا کر دانہ پھینکا کونڈے کا پانی اُچھالا چونکہ تمام دن کا بھوکا پیاسا تھکا ماندا تھا سب کبوتروں کے پہلے جال میں جا رہا کبوتر باز نے جال کھینچ لیا اور جال میں جا کر باطمینان اُس پر ہاتھ مارا دیکھے تو اُسکی گردن میں ایک خط ہے خط لیکر کبوتر کو تو دانہ پانی کھانے کے لیے جال میں چھوڑ دیا اور اُس خط کو بختک کے روبرو لیگیا اور کہا کہ اسوقت ایک کبوتر میں نے پکڑا ہے اُسکے گلے میں یہ خط بندھا ہوا تھا تھیلی میں ملا ہے سو میں حضور میں لے آیا ہوں اور اُس کبوتر کو ٹھاٹھر میں دانہ دے آیا ہوں بختک نے جو اُس خط کو کھولکر پڑھا باچھیں اُس روئی صورت کی کھل گئیں دل باغ باغ ہو گیا اُسیدم بادشاہ کی خدمت میں جا کر خوشی خوشی مبارکباد دیکے گذرانا نوشیرواں بھی اُس نامے کو پڑھ کر خوشی کے مارے اپنے پیراہن میں نہ سمایا بختک نے عرض کی کہ اب حضور بہت جلد اُسکے جواب میں ایک رقعہ مضمون اجازت قتل حمزہ لکھ کر عنایت کریں اور کسی کی صلاح اور مشورت پر اس امر کو نہ رکھیں کہ فدوی کے پاس ایک کبوتر مصر کا ہے اُسکے گلے میں باندھ کر صبح اُڑا دیوے کہ وہ شام تک منزل مقصود تک مکتوب الیہ کو پہونچا دیوے نوشیرواں نے فرمایا ایسے صعب امر میں بزرجمہر سے مشورہ لینا ضرور ہے کہ مجھ کو والد کی وصیت پر عمل کرنا ہر حال میں منظور ہے وہ گردن زدنی بولا کہ بہتر ہے مگر بزرجمہر مسلمان ہے وہ مسلمانوں ہی کی طرفداری کریگا اور حمزہ سے زبردست کا بار بار قابو میں آنا دشوار ہے ویسا وقت پھر نہ ملے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اس مشورے میں بزرجمہر کے بھی مذہب کا امتحان ہو جائیگا اُسکا عقیدہ بھی ظہور میں آئیگا یہ کہکر بزرجمہر کو طلب کیا اور وہ نامہ پڑھنے کو دیا بزرجمہر نے جو اس مکتوب کو پڑھا طائر ہوش سن سے اُڑ گیا کہ بڑا غضب ہوا بارے حواس جمع کر کے کہا کہ خدا آپ کو مبارک کرے کہ آپ بھی الگ رہے اور بڑا تردد بھی دفع ہوا لیکن سردست حمزہ کے قتل کرنیکو لکھنا مناسب نہیں اسلیے کہا کہ اگر ابھی یہ خبر لندھور و بہرام و مقبل کو پہونچتی ہے تو قبل از پہونچنے کبوتر کے انسان تو کیا چرند و پرند تک تو مدائن کا جانبر نہیں ہوتا اور آخر میں مصر کا حال خدا جانے کہ کیا ہو گا پہلے آپ انکی تدبیر کر لیجیے بعد ازاں حمزہ کے قتل کرنیکا حکم دیجیے بختک بولا کہ یہ بھی کچھ بڑی بات نہیں ہے ان لوگوں کی فکر کر لینا کچھ کرامات نہیں کل جسوقت یہ لوگ دربار میں حاضر ہوں حضور مجلس شراب و کباب کی ترتیب دیں اور دارو بیہوشی شراب میں دیکر ان تینوں کو بیہوش کر لیں بعد ازاں عزیز مصر کو حمزہ کے مار ڈالنے کا حکمنامہ لکھ کر کبوتر کے گلے میں باندھ کے روانہ کیا جائے

اور کبوتر جو فدوی کے پاس ہے وہی اُڑا دیا جائے جب حمزہ کا سر آئے تب لندھور وغیرہ کو بھی شوق سے قتل کریں اور رزم کا
قصہ و فساد اپنے ملک سے مٹا دیں نوشیرواں کو یہ رائے بہت پسند آئی اور اُسکی عقل کی نہایت تحسین فرمائی چونکہ بختک بزرجمہر
کو خدا پرست جانتا تھا نہ تو آپ اُس شب کو اپنے گھر گیا اور نہ بزرجمہر کو بادشاہ سے کہکر اُسکے گھر جانے دیا جب صبح ہوئی
دربار کا وقت آیا لندھور و بہرام و مقبل حسب دستور دربار میں حاضر ہوے اور اپنے اپنے مقام پر بموقع موقع
سے بیٹھے بادشاہ نے بہت مہربانی اُنکے حال پر کی اور حسب مشورہ شبینہ مجلس نشاط ترتیب دی شراب بیہوشی آمیختہ
چلنے لگی پرتگالی اور فرنگی ڈھلنے لگی ہر چند بزرجمہر نے ارباب محفل کی آنکھ بچاکر بہرام و مقبل و خسرو کو آنکھ دی لیکن کوئی
نہ سمجھا کسی نے اس اشارے پر توجہ نہ کی مقبل دو جام پیکر کچھ سمجھا اور درد سر کا بہانہ کرکے محفل سے اُٹھ گیا اور بخط راست
و صراط مستقیم بزرجمہر کے گھر پہونچا اور وہاں جاکر بیہوش ہوکر گر پڑا لندھور و بہرام چار پانچ جام پیکر بیہوش ہو گئے
و نگال درچوکیوں پر سے گر پڑے بادشاہ نے پاؤنمیں بیڑیاں گلے میں طوق کمر میں زنجیر بغلوں میں خار دار لٹو دیکر دونوں کو
زندان میں بھیجا اور عزیز مصر کو جواب میں لکھا کہ واقعی تم نے بڑی خیر خواہی کی کہ حمزہ کو قید کیا لازم ہے کہ خط کے دیکھتے ہی
سر اُسکا کاٹکر ہمارے پاس بھیجو اور جسقدر ہو سکے جلد اس مہم کو سر کرو یہ مضمون لکھکر بختک کو دیا کہ سر نامے پر مہر
ہماری کرکے کبوتر کے گلے میں باندھ کر کل صبح اُڑا دو اور خبردار اس راز کو کسی پر افشا نہ کرو یہ حکم دے کر بادشاہ دربار برخاست
کرکے شبستان حرم میں داخل ہوا اور بزرجمہر اپنے مکان پر رخصت ہوکر پہونچا دیکھا کہ مقبل بیہوش پڑا ہے بجنبش حرکت
مردہ سا بنا ہوا ہے عرق دافع بیہوشی دیکر اُسے ہوش میں لایا اور تمام سرگذشت بیان کی اور سب ماجرا کہہ سنایا
مقبل گریبان چاک کرنے ہائے ہائے وائے ولے کرنیلگا اور اپنی جان سے گذرنے لگا بزرجمہر نے کہا ہائے ہائے
واے ولے کرنیکا وقت نہیں ہے وقت تدبیر کا ہے ایسے وقت میں تدبیر کو ہاتھ سے دینا کمال بیجا ہے میرے پاس اتنی فرسخ
کے دھاوے کی سانڈنی ہے اُسپر چڑھ دوڑو اور اثناے راہ میں جہاں قابو ملے کبوتر کو مار ڈالو کہ کبوتر کے مار ڈالنے ہی میں
خیریت ہے یہی تدبیر اور مصلحت ہے مقبل اُسی دم سانڈنی پر سوار ہوکے نکلا بزرجمہر نے از روے رمل دریافت کیا کہ یہ
مہم بے عمرو کے انجام نہ پاویگی اور یہ مشکل بغیر اُسکے حل نہ ہو سکے گی اور بھی متردد ہوا کہ عمرو اسوقت کہاں اور اُسکا
نشان کہاں کہ اتنے میں بزرگ امید خلف اکبر بزرجمہر باہر سے آیا اور خواجہ کو متردد دیکھ کر پوچھنے لگا کہ حضرت خیر
تو ہے تردد کیسا ہے خواجہ نے کہا کہ بھلا تم قرعہ پھینک کر بتلاؤ مجھ کو تردد کیا ہے اور مجھے کیا امر اہم پیش ہوا ہے اُسنے قرعہ
پھینک کر کہا کہ آپ کو کسی غائب کا انتظار ہے اور اسکی وجہ سے آپ کو اضطراب ہے اور وہ شام تک پہونچیگا اور بمقررہ
آپ سے ملیگا بزرجمہر نے خود قرعہ کی شکلیں ملا کر دیکھا بشاش ہوکر غلام سے کہا دیکھ تو دروازے پر کون کھڑا ہے اور اُسکا
قد و قامت اور بشرہ کیسا ہے اُسنے آکر کہا کہ ایک شخص طویل القامت ریش سفید کھڑا ہوا کہہ رہا ہے خواجہ کو میرا سلام کہو اور
اُنکو ذرا یہانتک بھیجدو بزرجمہر یہ سنکر ننگے پاؤں دوڑے اور عمرو کو گھر میں لے آئے اور تمام سانحہ بیان کرکے رونے اور کہنے لگے

کہ خواجہ عمرو اگر تم نے اس کبوتر کو اثنائے راہ میں پا لیا تو خیر ہے ورنہ نیک انجام بے نہیں تو قلیل انجام ہے عمرو بھی ڈرنے لگا اور کہنے لگا کہ خواجہ میں بارہ فرسخ ایک آن میں کیونکر طے کرونگا کچھ کہیے کیونکر طے کر الہی پر تو نہیں سکتا کہ ساتھ اس کے میں اڑ جاؤنگا بہلا جا فرزند پھر کہا کہ اے عمرو تیرے طالع میں دیکھا ہے تو تمام عمر میں تین دفعہ ایسا دوڑیگا کہ کوئی نہ دوڑا ہے نہ دوڑ سکیگا ایک تو بارہ فرسخ راہ اس کبوتر کے ساتھ ایک آن میں طے کریگا دوسرے جب شمشان میر جب عقابین پر امیر کو پہنچیں گے تو گیارہ ہزار فرسخ بارہ دن میں جا کر امداد اسلام کو کریگا تیسری بار حمزہ کے فرزند کے واسطے بیابان اسکندری میں سات ہزار فرسنگ راہ سات دن میں طے کریگا اور کسی طرح نہ تھکے گا عمرو نے کہا خواجہ یہ خبر مجھ کو بڑے رنج کی سنائی اور میرے طالع کی خوب شناخت فرمائی معلوم ہوتا ہے کہ تمام عمر میری دوڑنے ہی میں کٹے گی اتنی عمر دوڑ دھوپ در قاصدی میں گذرے گی خواجہ نے کہا خوش باش اس محنت کی مزد میں ایسے خزانے بے قیاس پاویگا کہ کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھے ہونگے بلکہ بڑے بڑے بادشاہوں نے نہ سنے ہونگے ہاں اب جلد چلنے کی تیاری کر تساہل اور تکاہل کا ہنگام نہیں ہے توقف کرنے کا مقام نہیں ہے مقبل کو بھی میں نے سانڈنی پر سوار کر کے بھیجا ہے اثنائے راہ میں تم کو ملے گا یقین ہے تو بہت جلد اُنکے پاس پہنچیگا عمرو خواجہ سے رخصت ہو کر تلاش و کام پر آیا امرائے ہند و چین سے کہا کہ بالفعل تمہارا یہاں رہنا اچھا نہیں مبادا اے سردار سمجھ کر نوشیرواں کچھ تم سے پرخاش کرے تم جا کر بیشہ قیص میں چھاؤنی کرو اور فضل خدا کے منتظر رہو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے خدا کون صورت بہبود دکھاتا ہے

روانہ ہونا عمرو کا مصر کی طرف کبوتر کے پیچھے اور مارنا اُسکا شہر کے دروازے کے پاس اور چھڑانا امیر کا مجلس سے بعد حسرت و یاس

جب صبح کا ڈنکا بجا عمرو نے لباس عیاری اپنے بدن پر لگا کے کبوتر خانہ شاہی کے نیچے جا لگا جس وقت بختک نے نامہ کبوتر کے گلے میں باندھ کر کبوتر کو ہاتھ سے نکال کے مصر کی طرف اُڑایا عمرو نے بختک سے آنکھ ملا کر کہا اور دھمکایا کہ یاد ہے اگر خدا ناکردہ حمزہ یا اُنکے کسی رفیق کا ایک بال بھی بیکا گیا تو تو کیا مال ہے نوشیرواں تک کی مرغ روح کے بال و پر توڑے ہونگے اور جو اس شورے میں شریک ہیں وہ تو کیا اُنکے بال بچے بھی نہ چھوڑے ہونگے اور اسوقت تو تیرے کبوتر کا شکار کرنے کو جاتا ہوں اور دیکھ تو آنکر تجھے کیا روز بد دکھاتا ہوں قریب تھا کہ مرغ روح بختک کے قفس عنصری سے پرواز کرے لیکن چونکہ بحیا سخت جان ہوتے ہیں کیونکر دم نکلا لوگوں نے پکڑ کر چھت سے نیچے اُتارا دیر تک غش میں پڑا رہا بارے روندگان عالم کا حال سنیے کہ یا حی یا قیوم کہتا ہوا معلق زنان کبوتر کے پروں کے سائے کے نیچے بے تحاشا اُڑا چلا جاتا تھا جہاں کہیں ندی ٹیکرا پشتہ سد راہ ہوتا تھا تو جست کر کے پار ہو جاتا تھا کسی مانع کو خیال میں نہ لاتا تھا اور ہر قدم پر کبوتر سے نگاہ لڑی تھی گویا اُس کبوتر کے پیچھے پھری تھی اب تھوڑا حال مقبل وفادار کا بیان کروں

شائقین کے ذہن نشین کردوں کہ جب مقبل جو سانڈنی پر سوار ہوکے نکلا تھا ستر کوس تک بگٹٹ چلا گیا ایک نہر کا پانی مصفا آئینہ سے زیادہ تر آبدار دیکھ کر سانڈنی سے اترا اور روٹی جو کمر میں بندھی ہوئی تھی اُسے کھولکر ناشتہ کرنے لگا اور اونٹنی کو جنگل میں چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور آپ بیٹھ گئے دم ستانے کو ٹھہرا اتفاقاً اُس جنگل میں زہر گیاہ بہت سی اُگی ہوئی تھی سانڈنی نے جو وہ گھاس کھائی فوراً مر گئی مقبل بیچارہ اسکے بعد پیادہ پا چل کھڑا ہوا کئی کوس گیا کہ پاؤں سوج گئے آگے کا قدم پیچھے پڑنے لگا ناچار ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور روتے روتے بیہوش ہوا عمرو کبوتر کا پیچھا کیے ہوئے چلا جاتا تھا اثنائے راہ میں سانڈنی مری دیکھ کر سمجھا کہ یہ وہی سانڈنی ہے کہ جسپر مقبل سوار ہوکے آیا تھا تھوڑی دور آگے بڑھکے دیکھا تو مقبل ایک درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے پاؤں سوج گئے ہیں طاقت نے جواب دیا ہے فی الفور اُسکے منھ میں پانی ٹپکایا مقبل نے آنکھیں کھولدیں اور رونے لگا عمرو نے کہا رونیکا یہ وقت نہیں ہے جلد میری گردن پر سوار ہو اور کسیطرح سے اس کبوتر کو شکار کرو مقبل سوفار تیر کو کمان کی زہ میں لگا کے لیس ہوا عمرو کی گردن پر سوار ہوا اور عمرو برنگ شہاب ثاقب وہاں سے گرم رفتار ہوا عمرو کی زبانی ہے کبھی یکایک تاب تیر میں کبوتر سے آگے جاتا تھا اور کبھی کبوتر میرے قریب جاتا تھا ہنوز طائر قبلہ نما نے آشیانہ مغرب میں بسیرا نہ لیا تھا کہ کبوتر دیوار قلعہ مصر کے متصل پہونچا چاہتا تھا کہ فصیل کے پار ہو جاوے کہ مقبل نے شہباز تیر کو آشیانہ کمان سے سر کیا فوراً کبوتر چنگل شہباز اجل میں گرفتار ہوا تڑپکر چھوٹا بھی تو یا کسیطرح سے گرہ کرتا ہوا بسمل آب خندق میں گرا عمرو نے اُسکو پکڑ کے نامہ کھولکر پڑھا اور امیر کے دکھلانے کیواسطے زنبیل میں احتیاط سے رکھا اور کبوتر کو ذبح کر کے مقبل کو کباب لگا کے کھانیکو دیا اور مع مقبل و دنیل کے کنارے پر لشکر اسلام میں داخل ہوا سلطان بخت مغربی عمرو کو دیکھ کر واویلا کرنے لگا عمرو نے اُسکے آنسو رومال تشفی سے پونچھکر کہا کہ وقت تردد اور تشویش اور رنج والم کا کیا ہے اگر خدا چاہتا ہے تو جلد امیر کو چھڑا لاتا ہوں اور تم سبکو انشاء اللہ تعالیٰ اس بلا سے چھڑا کر دیکھو اس مکار بادشاہ کو کیسا چکما بتاتا ہوں چونکہ منزل کا تھکا ماندہ تھا رات بھر بیخبر پڑا رہا جسوقت صبح کا سپیدہ آشکارا ہوا آفتاب جہانتاب نمودار ہوا ایک عرب کی صورت بنکر مصر میں داخل ہوا عصر تک پھرا مگر نام امیر کا کسی سے نہ سنا قریب مغرب دیکھا کہ ایک بھشتی مشک کاندھے پر رکھے بازار میں کٹورا بجاتا پیاسونکو پانی پلاتا پھرتا ہے بظاہر آدمی فہمیدہ اور ہوشیار اور پرانا ہے عمرو نے اس سے پانی مانگا اُسنے کٹورا بھر کر عمرو کے ہاتھ میں دیا عمرو نے کچھ پانی پیا باقی پھینک کر کٹورا اپنے ڈب میں کیا اور آگے لمبے لمبے ڈگ بڑھائے سقہ ایک سمت کو قدم بڑھا کے عمرو کے پیچھے دوڑا کہ کٹورا لیے جاتا ہے یہ کہاں کا اٹھائی گیرا اُچکا آیا ہے چوک سے نکلکر عمرو کھڑا ہو گیا اُسنے کٹورا عمرو کے ہاتھ سے چھینا اور چاہا کہ اپنی راہ لے چوک کیطرف چلے عمرو دونوں ہاتھ اُسکے پکڑ کر ایک گوشے میں لیگیا اور کہا کہ اے بھشتی مجھکو صبح سے یہ وقت اس شہر میں پھرتے ہوا مگر تجھ سا دریا دل میں نے نہیں پایا تجھکو قسم ہے حضرت خضر کی سچ کہہ کہ عزیز مصر نے حمزہ کو کہاں قید کیا ہے وہ بیچارہ بنی ہاشم کس آفت میں مبتلا ہے اُس وزخی نے عمرو کے ہاتھ پکڑکر

چلانا شروع کیا کہ یارو دوڑو عمرو کو میں نے پکڑا چاروں طرف بازاری اپنی اپنی دوکانوں سے دوڑے عمرو کے
پکڑنے کو چلے عمرو نے اپنے دل میں تعجب کیا کہ اس مردک نے کیونکر مجھے پہچانا جھٹ پٹ اُسکے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹا اپنے
ہاتھوں کو چھڑایا اور جست کرکے ایک بالاخانہ پر اچک گیا وہاں سے کوٹھوں کوٹھوں چھلانگیں پھلانگیں مارکے دور
پہونچا یہ خبر سرہنگ مصری کو ہوئی وہ اپنے شاگردوں سمیت ہر چہار طرف ڈھونڈھنے لگا جب پتا نہ لگا تو شاگردوں کو
ہر طرف چھٹکا دیا کہ جس شخص کو اجنبی پاؤ پکڑ لاؤ کہ وہ عمرو ہی عیار نامور ہے القصہ عمرو کودتا پھاندتا ایک بازار میں پہنچا چل پھر
کر ایک طرف دیکھا کہ ایک تکیہ ہے اُسپر ایک اندھا فقیر بیٹھا ہوا ہے عمرو نے ایک کھوٹا پیسہ زنبیل سے نکالکر اسکو دیا
وہ دعائیں دینے لگا جب عمرو نے متصل جاکر چپکے امیر کا حال پوچھا اُسنے عمرو کا دامن پکڑ لیا اور چلا چلا کے
سرہنگ مصری کی دُہائی دینے لگا عمرو آئینہ وار اپنے دل میں حیران ہوا کہ اس نابینا مادرزاد نے مجھ کو
کیونکر پہچانا لوگ وہاں بھی ہر طرف سے جمع ہو گئے عمرو کے گرفتار کرنے کی فکر کرنے لگے عمرو اپنے دامن کو کاٹ کر
وہاں سے چلتا ہوا بات کی بات میں یہ چل وہ چل ہوا ہوا اُس عرصے میں جب رات ہو گئی روند پھرنے لگی عمرو
میر عسس کے خوف سے ایک بتخانے میں کنشتی کی صورت بنکر بیٹھ رہا خدا خدا کرکے رات کاٹی نہ کچھ کھایا نہ پیا صبح کو
عمرو ایک تاجر کی شکل بنکر محلات شہر کی سیر کرنے لگا پھرتا ہوا کوتوالی چبوترے کے نیچے سے گزرا چبوترے پر
سرہنگ مصری لباس عیاری پہنے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا اپنے عیاروں کی چھلانگوں پھلانگوں کا
تماشا دیکھ رہا تھا عمرو بھی سرِراہ کھڑا ہو کر اُنکا تماشا دیکھنے لگا ناگاہ سرہنگ مصری کی نظر عمرو پر پڑی اور
نگاہ آپسمیں لڑی پاس آکر پوچھا کہ آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں اور آپ کا نام کیا ہے اور اس شہر میں کس
تقریب سے تشریف لائے ہیں عمرو نے کہا سوداگر پیشہ ہوں چین سے آتا ہوں آپ کے شہر کا نام سنکر آیا ہوں شہر
کے دروازے پر اُترا ہوں نام میرا خواجہ طبغوس بن مایوس بن سربوس بن طاق بن طمطراق بازرگان ہے
میں ع بدنام کنندۂ نکونامے چند + ہوں سرہنگ نے کہا کہ میں نے آج کے سوا کبھی ایسا نام نہیں سُنا اپنے
عیاروں میں سے دو عیاروں کو بلا کر کہا کہ تم خواجہ کے ساتھ جاکر دیکھ آؤ کہ کیا کیا اسباب خواجہ کے کاروان میں
ہے اور کس کس قماش کا مال اُنکی دوکان میں ہے عمرو نے کہا کہ نفس الامر میں دور کے ڈھول سہانے ہوتے
ہیں یہ مثل بہت صحیح اور سچی ہے میں اپنے شہر میں سنا کرتا تھا کہ مصر بہت جائے بیخطر ہے ہر طرح کے آدمی کا اُس
مقام میں گزر ہے مگر معلوم ہوا کہ بڑا پرآشوب شہر ہے کہ حاکم کے آدمی سوداگروں کی تلاشی لیا کرتے ہیں اور تاجروں
اور مسافروں کو خفیف کیا کرتے ہیں سرہنگ نے کہا کہ حقیقت میں اس شہر میں بہت امن و عافیت ہے کسی
طرح اس شہر میں خوف و خطر نہیں ہر طور سے آسائش و راحت ہے مگر میں اسواسطے آدمی آپکے فرودگاہ پر بھیجتا
ہوں کہ شب کو چوکیدار آپکی محافظت کیواسطے بھیجوں اور آپ کی آسائش و آرام کے اسباب مہیا کراؤں

پچھاڑ کی ہے دوڑ انہوں نے نعرہ اللہ اکبر کا جو کہ بیچ بند زنجیر و طوق وغیرہ کے تھے مثل تار عنکبوت ٹوٹ گئے چھٹ گئے اُن سب نے
اور دشمنوں نے جو باعث تھے زنجیر کے عمرو پر دوڑے عمرو نے دیکھا کہ زنجیر گئی تو تیرا کام تمام ہوا چپ بولا اُٹھا کہ اے صاحب یہی حق
دوستی کا ہے کہ جو تو کرتا ہے دیکھ خبردار میں عمرو ہوں تیرا جانی نثار قدیم اور تم کو اور سب کو چھڑاؤں امیر نے خوش ہو کر گلے لگایا
اور سب رفیقوں نے بند قید و کیے اور کمند کے سہارے کنوئیں سے باہر نکلے اور سب رفیقوں کو امیر نے نکالا عمرو نے بیان سب
اسوقت تک جو سانحہ گذرا تھا امیر سے بیان کیا اور سجدہ شکر معبود حقیقی کا ادا کیا آسمان پر جو نگاہ کی دیکھا کہ صبح کا تارا تمام
اقبال امیر چمک رہا ہے اور سپیدہ صبح نمودار ہوا چاہتا ہے امیر اسی طرح سے عزیز مصر کے مکان کی طرف متوجہ ہوئے اور سب رفقا
ہمراہ چلے یہ خبر مشہور ہوئی عزیز مصر روپوش ہوا ہر چند تلاش کیا اُسکا پتہ نہ لگا امیر کے رفیق پائیں باغ میں گئے امرود اور آلو
توت درختوں سے توڑ توڑ کر کھانے لگے عادی کو تو جوع البقر تھا خدا جانے کے من میوہ کھا گیا تھوڑی دیر کے بعد عادی کو پاخانہ
کا خطرہ ہوا بادشاہی بیت الخلا میں جا کر رفع حاجت کرنے لگا وہاں کسی سبب آفت کا مارا عزیز مصر چھپا ہوا بیٹھا تھا سر سے
پاؤں تک گو میں ڈوب گیا جانا کہ یہاں بھی بچا نظر نہیں آتا عادی کے بیضے پکڑ کر لٹک گیا عادی کے جو بیضوں پر
درد ہوا بے آبدست کیے اُچھل کر وہاں سے بھاگا عزیز مصر بھی اُسکے ساتھ لٹکتا ہوا چلا آیا عادی نے واویلا کر کے
کہا کہ عجب آفت ہوا اس شہر کی ہے کہ آدمی آدمی کو لگتا ہے منظر شاہ یمنی وغیرہ دوڑے دیکھیں تو عزیز مصر
عادی کے بیضے پکڑے لٹکا ہوا ہے ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے اور عزیز مصر کو پکڑ کر غسل کروایا اور امیر کے سامنے لیکر چلے

چھپنا عزیز مصر کا پاخانہ میں امیر کے خوف سے اور باغ میں میوہ کھانا سب کا اور بہت میوہ کھانے سے عادی کا پاخانہ جانا اور بیضے پکڑنا عزیز مصر کا عادی کے اور بھاگنا اسکا بخوف اور لٹکتے چلے آنا عزیز مصر کا

اُسے پہونچے امیر نے فرمایا کہ اے ہرمز جیسا تو نے کیا ویسا پایا اب خدائے وحدہ لاشریک کے پہچاننے میں کیا تامل ہے کلمہ توحید کے
پڑھنے میں دیر کیا ہے مجھے تیرے ملک سے کچھ کام نہیں تیرا ملک تجھ کو مبارک رہے مگر مسلمان ہونا ضرور ہے ورنہ خیر نہیں اسکا اچھا
انجام نہیں ہرمز یہ نقل الامر ثانی پر ہٹ پر تھا وہ بکنے لگا آخر ناطبل کہ اسکے پہلو میں کھڑا تھا اُسنے ایک تلوار اُسی دم
ہوں لگائی کہ ہرمز کے تن سے سر کئی قدم پر جا گرا اور دھڑ مثل مرغ بسمل کے تڑپنے لگا امیر نے زہرہ مصری کو تخت پر بٹھلایا اور
سرہنگ مصری کو کل کا شاہنشاہ ... خلعت فاخرہ عطا فرمایا اور مقبل سے ارشاد کیا کہ زہرہ مصری سے
شادی کرو اسکی مدت سے منتظر ہے مقبل نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ جب تک حضور کی شادی مہر نگار سے نہ ہوگی تب
تک غلام بھی شادی نہ کریگا خبرداروں نے خبر دی کہ شہر میں قتل عام ہو گیا ہے اتنا ندہ جلی جلی کرتے ہیں فریادیوں کا
در دولت پر اژدحام ہو رہا ہے امیر نے امان کا حکم دیا اور سب کا خون بخشا اور آپ مع متعلقین جشن میں مصروف ہوئے
مبارک سلامت کے شادیانے بجنے لگے مبارک سلامت کا شور آسمان تک پہونچا جب جشن سے فراغت پائی عمرو
نے خسرو ہند و بہرام کے قید ہونیکا حال گوش مبارک تک پہونچایا اور خط نوشیرواں کا جو کبوتر کے گلے سے
کھولکر اپنے پاس رکھا تھا دکھلایا امیر اس خط کے پڑھتے ہی بیتاب ہوگئے پیچ و تاب کے رو دیے اور امرائے نامدار کیطرف متوجہ ہوکر
ارشاد کیا کہ دیکھو یارو میں نے نوشیرواں کی خاطر سے کیا کیا آفتیں اور مصیبتیں نہیں اُٹھائیں اور جو جو اُسنے کہا میں اُسکو
بجا لایا مگر اُسنے ہمیشہ میرے ساتھ بدی ہی کی اور مجھے بڑی بڑی بلاؤں میں پھنسایا اب میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ مدائن میں
جاکر شہر کو بے چراغ کرتا ہوں اگر ایک ساسانی کی جورو بیٹی کو سائیسوں اور ساربانوں کو نہ دیا تو حمزہ نام نہیں کب
قول سے درگذر کرتا ہوں اور تم سب گواہ رہنا کہ اب خدا کے نزدیک گنہگار رہوں اور خلق میں ہمچشموں کے نزدیک شرمسار
رہوں جتنے سامعین تھے ایک منہ ہوکر بولے کہ حضور سچ فرماتے ہیں حضور نے جو جو کام اُس احسان فراموش کے کہنے سے
کیے اور اُسکی بدی کی برداشت کی کاہیکو کوئی کرتا بیٹھے بٹھائے مفت ورلے اشارے میں اپنے آپ کو آفت و بلا میں پھنساتا
امیر وہاں سے سوار ہوکر اپنے لشکر میں داخل ہوئے اور کوچ کی تیاری کا حکم دیا سامان رخصت فوراً ہونے لگا زہرہ مصری نے
امیر سے جاکر عرض کی کہ لونڈی کو مہر نگار کے دیکھنے کی بہت آرزو ہے اور اس سلطنت سے اُنکی اطاعت بہتر جانتی ہوں
اُنکی خدمت سے میری آبرو ہے شعر آرزو دارم کہ خاک آن قدم + توتیائے چشم سازم دمبدم + اگر مجھ کو حکم ہو تو ہمراہ رکاب چلوں
اور جب تک ملکہ صاحبہ کی شادی حضور کے ساتھ نہ ہو ملکہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر رہوں امیر نے اُس کی استدعا
قبول کرکے کارواں وزیر کو زہرہ مصری کی نیابت شہر میں چھوڑا اور زہرہ مصری کو ہمراہ لیکر مدائن کیطرف
کوچ کیا نوشیرواں کا حال سنیے کہ ایک دن دربار میں تخت پر بیٹھا ہوا اتفاقاً واحدۃً کہنے لگا کہ ہاں لندھور و
بہرام کو زندان سے لاکر میرے سامنے دار پر کھینچو کہ پہرے والوں کو قید حراست سے رہا کرو بزرجمہر نے عرض کی کہ ابھی
انکا ہلاک کرنا مناسب نہیں ہے آپ پر دور از حال کسی کا خوف غالب نہیں ہے کہ یہ لوگ جلد قتل ہو جائیں یا یہ خیال کر

مبادا اپنے معین اور مددگاروں کے پاس جا پہنچے نہ اُنسے مجھکو اندر دست جان بیا منظور ہے ہنوز حمزہ زندہ ہے ورنہ
نحوست میں ستارہ حضور کا ہے کچھ مناسب یہ ہے کہ اگر واقع ہوئے نحوست طالع کے کسی طرف سیر و شکار کیواسطے نہضت
فرما ہوجیے ارکین دولت و سرادقات عفت بارہ ہول نیست بختک کو دیکھا ہوجیے جب حمزہ کے قتل کی خبر آویگی
اُسوقت لندھور و بہرام کو پھانسی دیجیے گا اور دونوں کو نیست و نابود کیجیے گا نوشیرواں نے بختک سے پوچھا کہ تیری
کیا صلاح ہے اُس نے کہا کہ خواجہ سچ کہتے ہیں میں جسوقت کیونکر چھوڑتا تھا اُسوقت عمرو مجھے دھمکا کر گیا تھا مدائن سے کوچ کرنا
حضور کا عین مناسب ہے اس امر میں خواجہ کی رائے بہت صائب ہے بلکہ مصر ہی کیطرف قصد فرمائیے اور مہمان سفر کو اسی
جانب کا حکم بھجوائیے اگر اچانکا حمزہ قتل نہ ہوا ہو تو اپنے روبرو قتل کروا کے مدائن میں تشریف لائیے اور لندھور و
بہرام کو بھی دار پر کھنچوائیے نوشیرواں نے اس صلاح کو قبول کیا اور ہاروت و ماروت گراز و ندان کو چالیس ہزار سوارسے
شہر اور قیدیوں کی محافظت کیواسطے چھوڑا اور آپ فوج بیحساب لیکر مصر کیطرف کوچ کر کے روانہ ہوا اب تھوڑا سا حال امیر کا
سنیئے کہ غصے کے مارے دو منزلہ سہ منزلہ کوچ کرتے ہوئے چند روز کے عرصے میں مدائن پہونچے بدستور تلشاد کام پذیرہ الا
فوج جو عیشہ فیض میں چھاؤنی ڈالے پڑی تھی وہ سنکر امیر کی خدمت میں حاضر ہوئی لاکھوں کا بخت خوابیدہ جاگا دونوں
عیاروں نے آکر نوشیرواں کا حال بیان کیا کہ ہاروت و ماروت گراز و ندان کو چالیس ہزار سے شہر اور قیدیوں کی حفاظت
کیواسطے مقرر کر کے مصر کیطرف گیا ہے اور بختک بھی ہمراہ گیا ہے امیر نے کہا مجھے تو کام سے کام ہے دیکھو تو انشاء اللہ تعالیٰ
تھوڑے عرصہ میں شہر کا کام تمام ہے یہ کہکر عمرو سے فرمایا کہ تم ہاروت و ماروت سے جاکر کہو کہ لندھور و بہرام کو ہمارے
پاس بھیجدو بادشاہ کو ہم جواب دے لینگے تمپر کسیطرح کا الزام نہ آنے دینگے اُن مرنیوالوں نے کہا کہ حمزہ کون ہے کہ جسکے کہنے سے ہم
بادشاہ کے قیدیوں کو چھوڑدیں اگر حمزہ میں طاقت ہو تو ہم سے لڑکے چھڑالیں عمرو نے آکر جنبسہ اُنکی تقریر کا اعادہ کیا امیر غیظ سے تھرتھر
کلپنے لگے اور کمال غضب سے چہرہ کا رنگ سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ ابھی دم طبل جنگ بجے اگر گھڑی سواری قلعہ کو نہ چھین لیا تو حمزہ
نام نہیں شجاعت اور جوانمردی سے کام نہیں حکم ہوتے ہی طبل اسکندری پر چوب پڑی شہر میں تہلکہ پڑگیا رات تو امیر نے غم و غصے
میں بسر کی صبح ہوتے ہی امیر قلعہ پر چڑھ دوڑے چاروں طرف سے دھاوا کر دیا قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہاروت ماروت نے دیکھا کہ
حمزہ بےطرح آتا ہے غیظ و غضب میں بھرا ہے ایسا نہ ہو کہ قلعے کو توڑکر شہر کو ویران کرے لشکر شاہی اور رعایا کو حیران پریشان کرے
جھٹ پٹ لندھور و بہرام کو قیدخانے سے لاکر فصیل قلعہ پر بٹھایا اور پکار کر کہا کہ حمزہ اگر تمھارے ایک آدمی نے بھی آگے قدم
بڑھایا تو میں نے دونوں کا سر کاٹ کر خندق میں پھینکدیا اور گوشت چیل کووں کو سب لٹادیا بعد ازاں جو کچھ ہوگا سو ہوریگا ویسا
دیکھا جائیگا امیر متخوف ہوئے کہ مبادا یہ حرامزادے جیسا کہتے ہیں ویسا ہی کریں تو لندھور و بہرام مفت میں مریں فوج کو حکم دیا
کہ آگے کو قدم نہ بڑھائے بیہا بے حکم کے ہاتھ کسی پر نہ اُٹھائے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ آجتک میرا قدم آگے ہی بڑھا ہے کبھی پیچھے نہیں
ہٹا ہے اگر لندھور و بہرام کے لحاظ سے پھرا جاتا ہوں تو کمال میرے واسطے بدنامی ہوگی یہ اپنی آبرو خاک میں ملاؤں

کوئی تدبیر ایسی کرو کہ لندھور اور بہرام مارے نہ جاویں اور قلعے فتح ہوویں اور یہ حرامزادے ذلت اُٹھائیں لاکھ دینار سُرخ اسکے صلے میں تجھکو دونگا اور اس قرار سے سوا دونگا خواجہ نے کہا کہ کیتنی بڑی بات ہے ان حرامزادوں نامردوں نے جو تدبیر سوچی ہے محض خرافات ہے خندق پھاند کر ہاروت ماروت نے کہا کہ امیر کہتے ہیں کہ تم لندھور و بہرام کو نہ مارو ہم بھیجے جاتے ہیں تمہارے شہر پر دست تعدی نہیں بڑھاتے ہیں اور بہرام و خسرو نے زبان ہندی و چینی میں کہا کہ امیر فرماتے ہیں کہ تم دونوں عجب بےدل نامرد ہو ہاتھ دھرے بیٹھے ہو عادی نے چاہ یوسفی میں اپنے بند قید تار عنکبوت کیطرح توڑ ڈالے اور تم سے باین قوت زنجیریں نہیں ٹوٹ سکتی ہیں اور رسی بیڑیاں نہیں ٹوٹ سکتی ہیں لندھور و بہرام کو غیرت جو معلوم ہوئی نعرہ اللہ اکبر کر کے جو زور کیا جتنے بند قید تھے رشتۂ خام کیطرح سے ٹوٹ گئے ہاروت ماروت تلواریں کھینچ کھینچ کر دوڑے بہرام خسرو نے انکی تلواریں چھین لیں اور گھونسوں سے مار مار کے قعر جہنم میں بھیجدیا اور جتنے آدمی فصیل قلعے پر تھے سبکو قتل کیا اس عرصے میں عمرو بھی کمند لگا کر انکے پاس پہونچا اور بارہ تیرہ ہزار جوان ہندی بھی فصیل پر چڑھ گئے تلوار چلنے لگی خون کی ندی بہا دی عمرو نے دروازہ قلعہ کا جھٹ پٹ کھولدیا کل سپاہ اسلام شہر میں داخل ہوئی اور فوج شاہی کو شکست حاصل ہوئی امیر نے قتل عام کا حکم دیا اور لوٹ کو معاف کیا اور کہا جہانتک زن و مرد گرفتار ہو سکیں اسیر کرو اور تمام شہر کو خوب لوٹو اور آپ مع عمرو شبستان شاہی کے اندر تشریف لے گئے ملکہ مہر نگار کو تلاش کرنے لگے جب اُسکا نشان نہ ملا مہر انگیز سے ملکہ مہر نگار کو پوچھا مہر انگیز نے کہا کہ اُسکو بادشاہ اپنے ساتھ لے گیا ہے مجھے جھوٹ بولنے سے فائدہ کیا ہے امیر نے کہا کہ اس بات کو عقل قبول نہیں کرتی کہ بادشاہ حرم کو یہاں چھوڑ جائے اور مہر نگار کو جنگل جنگل شکار میں پھرائے مہر انگیز نے کہا کہ مکان موجود ہے ڈھونڈھ لو تمام مکانوں میں تلاش کرو امیر نے عمرو سے پوچھا کہ بھائی یہ کام تمہارا ہے اور بارہ ہزار دینار سُرخ دونگا اوج پر تمہارا ستارہ ہے مہر نگار کو پیدا کیا چاہیے اُس زہرہ خصال کو ڈھونڈا چاہیے عمرو نے چہل ستون اور ہشت بہشت و بائیں باغ وغیرہ جتنے مکان شاہی تھے سب میں تلاش کیا مگر مہر نگار کا نشان مثل عنقا نہ ملا سخت متردد ہوا ناگاہ صحن باغ میں ایک چاہ مرمر پر عمرو کی نگاہ پڑی عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ خدا غلط نہ کرے کہ مہر نگار اسی کنوئیں میں بند ہو گی کنوئیں کے پاس جو گیا دیکھا کہ اُسکے منھ پر کئی سو من تبریزی کی ایک سل رکھی ہے اور چاروں طرف سے ہوا جانے تک کی سانس نہیں رہی ہے وہ عمرو سے کب ہٹ سکتی تھی امیر کو پکارا کہ ذرا آپ ادھر آئیے یہاں آکے ملاحظہ فرمائیے امیر جو اُسکے پاس گئے عمرو نے کہا کہ یا امیر بلا شبہ مہر نگار اسی کنوئیں میں ہے یہیں اُنکو بند کیا ہے اُس گنج حسن کو اسمیں چھپا دیا ہے مگر یہ سل مجھ سے نہیں ہٹ سکتی ہے خدائے قدیر نے آپ ہی کو ایسی طاقت عطا کی ہے امیر سل کے پاس گئے سل کو سرکا کے کنوئیں میں اُترے پہلے تو تاریکی سے کچھ نہ معلوم ہوا مگر ایک لمحہ کے بعد دالان مفرش دکھائی دیے دالان کیطرف جو گئے دیکھا مہر نگار سر بزانو بیٹھی ہے اور رو رو کر دامن اشکوں سے بھگو رہی ہے امیر کے پاؤں کی آہٹ سے جو سر اُٹھایا تو امیر کی صورت نظر آئی دوڑ کر امیر کے گلے سے لپٹ گئی زار زار رو کر کہنے لگی **ابیات** ہم نے تو ایسا سمجھ کر آشنائی کی نہ تھی + آشنائی کی تھی ہم نے کچھ برائی کی نہ تھی + جانتے تھے وصل میں ہوگی بسر عمر عزیز + بیوفا ہمکو خبر روز جدائی کی نہ تھی + اے حمزہ خدا کیواسطے اب مجھے آپ سے جدا کرنا

انشاء اللہ تعالے ابھی قعرِ دوزخ میں تجھے ڈالتا ہوں لاایک ضرب اور بھی لگائے کہ رہا سہا تیرا ارمان نکل جائے اُسنے پھر بزورِ تمام گرز اُٹھا کر بارا امیر نے خالی دیکر پھرتی کر کے گرز کو تو چھین لیا اور اُس کو جسطرح باز صعوہ کو یا بحری کبوتر کو پنجے میں اُٹھا لیتی ہے گھوڑے زین سے جنگل میں اُٹھا کر زمین پر دے ٹپکا اور آپ اپنے مرکب سے کود کر اُسکی چھاتی پر چڑھ کے خنجر اُسکی گردن پر رکھکر فرمایا کہ کہہ اب کیا کہتا ہے اس لاف زنی کا ثمرہ دیکھا اب بھی کچھ حوصلہ ہے وہ گڑگڑانے لگا اور کینہ دل میں رکھ کر مسلمان ہوا امیر اُسکی چھاتی پر سے اُتر پڑے اور الگ کھڑے ہو گئے وہ اُٹھ کر امیر کے قدموں پر

مقابلہ کرنا ثروبین کا صاحبقران سے اور دے مارنا امیر کا ثروبین کو اور خنجر رکھنا گلے پر صاحبقراں کا بظاہر مسلمان ہونا ثروبین کا

گرا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا لشکر اسلام میں شادیانے بجنے لگے علمداروں نے پرچم فتح کے علموں پر کھولدیے فوج ثروبین منکوب و مدبور گریاں و نالاں اپنے فرودگاہ کیطرف پھری اور بڑی شکست فاش حاصل ہوئی امیر مظفر و منصور مع ثروبین اپنے لشکر میں داخل ہوے مبارک سلامت کی دھوم مچی جشن کے سامان از سرِ نو ہونے لگے بارگاہ دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا صاحبقراں نے ثروبین کا منھ ہاتھ دھلوا کر اپنا ہم نمک کیا اور بعد تناول طعام جام مے گلفام گردش میں آیا خوب جی بھر کے بادۂ ارغوانی پیا ثروبین نے صاحبقران سے کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہے فوج کو جا کر مسلمان کرتا ہوں اور کل صبح کو جتنے سردار فوج ہیں حضور میں لاکر اُنکی ملازمت کرواتا ہوں امیر نے بہ بشاشت تمام فرمایا کہ آفرین صد آفرین یہی چاہیے کار خیر میں عجلت مناسب ہے اُن سب کو

دائرۂ اسلام میں داخل فرمایئے غرضکہ وہ رخصت ہوکر اپنے لشکر میں گیا اور فریب اور مکر کی فکر میں مصروف ہوا

شبخون مارنا ژوبین کا لشکر اسلام پر اور زخمی ہوکر نہ ملنا امیر کا اُس مقام پر

صاف طینت جس سے صاف ہوئے بغض عداوت نہیں رکھتے امور گذشتہ کا خیال مطلق اور تلافی کی نیت نہیں رکھتے یہاں تو امیر کا اُس مردود پر اعتماد اور اعتبار ہوا وہ مردود لشکر میں پہونچکر وہی سامان اور انتظام کرنے لگا کہ لوگوں کو تشفی دیکر کہا کہ میں خوف جان سے مسلمان ہوا ہوں ایک مسلم زادہ کو دم دے آیا ہوں تم لوگ سب مستعد رہو میں حمزہ پر آج شبخون مارونگا اسکی فوج کو بات کی بات میں زیروزبر کر ڈالونگا اپنی فتح ہے انکو شکست دونگا فوج اسکی تیار رہی جب آدھی رات گذری ستر ہزار سے امیر کے لشکر پر شبخون مارنے چلا راہ میں شیث لمنی نے کہ چار ہزار سوار سے طلایہ پھر رہا تھا گھوڑوں کے سموں کی آواز سنکر للکارا کہ کون بیجا یا چلا آتا ہے خبردار قدم آگے نہ بڑھانا بغیر شناخت کیے ہوئے ہرگز اس طرف نہ آنا قریب جاکر دیکھا تو ژوبین بعزم شبخون چلا آتا ہے اور کئی ہزار سوار اور پیادے ہمراہ لاتا ہے شیث اُسکے مقابل ہوا تلوار چلنے لگی چار گھڑی کامل تلوار چلی چونکہ بہت بہت ہوتے ہیں اور یہ تھوڑے تھوڑے ہیں شیث لمنی ژوبین کے ہاتھ سے شہید ہوا ژوبین لشکر اسلام پر جاگرا لشکر امیر کا چین سے بے کھٹکے سو رہا تھا ایک مرتبہ جو ستر ہزار سوار اُن پر گرا کوئی سنبھل نہ سکا کمر باندھنے اور ہتھیار لگانے کی اُسوقت فرصت کہاں تھی جسکے جو چیز ہاتھ میں آئی وہ لیکے حریف کے مقابل ہوا شپاشپ تلوار چلنے لگی اور نعرہ واہ واہ اور صدائے چقاچاق بلند ہوئی حتی کہ امیر بھی خواب راحت سے چونک پڑے اور پوچھنے لگے کہ یہ شور و غل کیسا ہے خبرداروں نے خبر دی کہ ژوبین نے شبخون مارا ہے امیر اس دہشت سے کہ مبادا کچھ آسیب سیاہ قیطاس کو پہونچے جسطرح سے سوتے تھے اُسیطرح سے بے سلاح بارگاہ سے نکلکر سیاہ قیطاس کے تھان پر آئے اور لگام دیکر بے زین سوار ہو بیٹھے عیاشان ملک نے شمشیر خون آلودہ جو اُسکے ہاتھ میں تھی امیر پر لگائی امیر نے خالی دے کر اُسکے ہاتھ سے چھین لی اُسی تلوار سے اُسکو جہنم واصل کیا دوسرے بھائی نے اُسکے کہا کہ حمزہ تو نے بڑا غضب کیا میرے بڑے بھائی کو مارا اگر میں تجھ کو جیتا کب چھوڑتا ہوں تو مجھے نہیں جانتا کہ میں آدمی آفت کا ہوں امیر نے فرمایا کہ غم نہ کھا تجھ کو بھی اُسکے پاس بھیجتا ہوں قعر دوزخ میں روانہ کرنیکی فکر کر رہا ہوں اُسنے امیر پر حربہ کیا امیر نے اُسکے حربے کو خالی دیا اور ایک ہاتھ اُسکی کمر پر ایسا لگایا کہ مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوگیا ژوبین نے امیر کی پشت پر آکر ایک وار تیغ کا بنجا طرح بھی تمام امیر کے سر پر ایسا لگایا کہ چار انگل امیر کے سر میں در آیا امیر نے پیچھے پھر کر وہی تلوار جو ہاتھ میں تھی اُسکے سر پر لگائی ہر چند اُسکے سر چرانے سے اُچٹتی ہوئی لگی لیکن تب بھی چار انگل اُس بمغفر کے سر میں در آئی امیر نے دوسرا ہاتھ پہلو میں مارا پہلو چراتے چراتے تلوار نے پسلیوں کو کاٹا امیر نے دوسرے پہلو پر ہاتھ لگایا اُسکی بھی پسلیاں کٹ گئیں دس ہزار آدمی اُسکی فوج کا آکر اُدھر ہاتھوں ہاتھ اُسکو اُٹھا کر سر پر پاؤں رکھ کر مدائن کیطرف بھاگا ساٹھ ہزار آدمی ستر ہزار میں سے

جہنم واصل ہوئے اور کئی ہزار آدمی لشکر اسلام میں سے بھی اس شبخون میں شہید ہو گئے جنت میں داخل ہوئے امیر کے زخم سر سے بھی بہت خون بہا حتیٰ کہ امیر کو غش آ گیا مرکب نے دیکھا کہ راکب میرا زخمی ہے میدان کارزار سے نکلکر صحرا کیطرف قدم زن ہوا عادی وغیرہ سرداروں نے ہر چند امیر کو لاشوں میں ڈھونڈھا اور ادھر اُدھر تلاش کیا کہیں پتہ نہ چلا لشکر اسلام میں ماتم پڑ گیا جتنے سردار تھے اپنی اپنی فوج سمیت سیاہ پوش و گریبان چاک ہوئے رفقا اور اُمرا جو جان نثار تھے اور ہوا خواہ تھے کمال افسردہ و سر خاک ہوئے تیسرے دن عادی تمام فوج کو لیکر کے میں پہونچا اور خواجہ عبدالمطلب و عمرو سے یہ سانحہ بیان کیا یہ خبر سنکر تمام رئیسان مکہ سیاہ پوش ہوئے اور نالہ و واویلا اور وامصیبتا کرنے لگے نالہائے مصیبت و دردبلند ہوئے آہ و فغاں کے شور سے ساکنان ملاء اعلیٰ کے حواس اُڑے خواجہ عبدالمطلب کو سکتہ سا ہو گیا کلیجہ تھام کر رہ گئے کچھ کہا نہ سنا عمرو و مقبل نے اپنا گریبان چاک کیا مہر نگار نے رخسار ہائے گلگوں کو طمانچوں کے مارے سوسن سا نیلا کر دیا سر کے بالوں کو اسقدر نوچا کہ کنگھی چوٹی کی احتیاج نہ رہی رنڈاپے کی صورت بنگئی اس شور و شغب میں عمرو کے ذہن نے رسائی کی کہ ہر ایک کو تسلی دی اور سب کو چپکا کیا اور کہا تم یقین جانو صاحبقران زندہ و سلامت ہیں خدا کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں اگر صاحبقران کے دشمنوں کا کچھ بھی بال بیکا ہو جاتا تو سیاہ قیطاس ضرور اپنے لشکر میں آتا اگر ہاں صاحبقران کو صدمہ ضرور پہونچا ہے کہ سیاہ قیطاس ابھی تک نہیں آیا ہے بہر حال تم سب خدا کو یاد کرو صاحبقران کی خبر میں لاتا ہوں اور انشاء اللہ انکی خیر و عافیت سُناتا ہوں یہ کہکر قلعہ کی مورچہ بندی کی اور جا بجا فوج مقرر کر دی اور مقبل سے کہا کہ خبردار خبردار تا آنے میرے قلعہ کی بہت خبرداری کرنا کوئی یگانہ بیگانہ قلعہ کے گرد پھٹکنے نہ پائے نہایت ہوشیاری کرنا اور وہیں سے امیر کا سراغ لگانا شروع کیا اور آپ یراق عیاری اپنے بدن پر لگا کے النگ زمرد کیطرف جس میدان میں صف جنگ ہوئی تھی روانہ ہوا

آنا عبدالرحمٰن جنی وزیر شہنشاہ پردہ قاف کا امیر کے لینے کو

راویان اخبار و ناقلان آثار روایت کرتے ہیں کہ ہر گاہ دیوان روسیاہ نے شہپال بن شاہرخ شہنشاہ پردہ قاف سے سرکشی کر کے شہر سیمین و شہر زرین و شہر یقم و شہر قاقم و قصر بلور و بیابان مینا و قصر ابیض مرصع و قصر گوہر و قصر زمرد و قصر یاقوت و چہل ستون و باغ سدابہار و باغ فرحت آثار و باغ ہشت بہشت و قصر مینا و باغ جناں و طلسمات ساختہ حضرت سلیمان و بلاد شترسراں و گاؤسراں و گاؤپایاں و گلیم گوشاں و نیم تناں وغیرہ کو چھین لیا فقط گلستان ارم باقی رہگیا کہ شاہنشاہ مع عیال اُسمیں قلعہ بند ہو کر بیٹھا ایک روز شہنشاہ کو یاد آیا عبدالرحمٰن جنی اپنے وزیر کو بلا کر کہا کہ وہ لڑکا آدم زاد حمزہ جسکا گہوارہ تم نے ملک عرب دنیا سے اٹھوا منگوایا تھا اور کہتے تھے کہ ایک روز ایسا ہوگا کہ تمام دیو کوہ قاف کے متمردی کر کے سب ملک ہمارا چھین لینگے اور آپ گلستان ارم میں قلعہ بند ہو کر بیٹھیں گے وہ لڑکا آکر سب کو ماریگا اور ملک کو اُنکے ہاتھ سے مستخلص کر کے بدستور

آپکے حوالے کر دیگا دریافت تو کرو کہ وہ آجکل کہاں ہے اور کس سرزمین میں اُسکا مقام اور مسکن ہے عبدالرحمن نے قرعہ پھینک کر بیان کیا کہ بالفعل اُسے بہت بڑی لڑائی پیش آئی ہے اور اس معرکہ میں اُسنے ایک تلوار زہرآلود ہ سر پر کھائی ہے اگر اسوقت آپ چاہیں تو وہ آسکتا ہے شاہنشاہ نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہے اُسیدم مرہم سلیمانی منگا کر عبدالرحمن کو دیا اور بہت سا میوہ قسم قسم کا پردۂ قاف کا ساتھ کیا اور فرمایا کہ ہاں جلد جاؤ اس مرہم کو اُسکے سر پر لگاؤ کہ زخم اندمال پاوے اور میوہ کھلاؤ کہ اُسکو قوت آئے اور بعد صحت کے اُسکو اپنے ساتھ ہی لے آنا عبدالرحمن تخت پر سوار ہو کر کئی سو جن اپنے ہمراہ لیکر پردۂ قاف سے روانہ ہوا آناً فاناً ہوا ہوا جب سبزہ زار دامن کوہ ابوالقبیس پر پہونچا چاروں طرف دیکھنا بھالنا شروع کیا دیکھا کہ حمزہ کے سر پر زخم کاری لگا ہے اور اُسکے صدمہ سے سبزہ پر بیہوش پڑا ہے اُسوقت تخت پر لٹاکے کوہ ابوالقبیس کے ایک غار میں اُٹھوا لیگیا اور باہستگی و نرمی تمام زخم کو دھو ڈالا اور پٹی مرہم سلیمانی کی زخم میں لگا کر میوہ قاف کی ڈالیاں گرد اُسکے چن دیں تا اُسکی بو سے دماغ میں قوت آئے اور روح کو طاقت آئے تیسری پٹی بدلی تھی کہ امیر نے آنکھیں کھولدیں غش سے افاقہ ہوا عبدالرحمن نے سلام علیک کی امیر نے سلام علیک کا جواب دیکر پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور آپکا نام و نشان کیا ہے اور مجھکو اس تخت پر کیا آپ ہی اُٹھا لائے ہیں عبدالرحمن نے کہا کہ میں شہپال بن شاہرخ شاہنشاہ پردۂ قاف کا وزیر ہوں نام میرا عبدالرحمن ہے اُس شہنشاہ کا فرمان پذیر ہوں خردسالی میں آپکا گہوارہ آپکے گھر سے شاہنشاہ کے حسب الطلب میں نے اُٹھوا منگوایا تھا شہنشاہ نے ایک ہفتہ رکھکر اکثر دیو غول و جن کا دودھ آپکو پلوایا تھا تا جوانی میں کسی سے آنکھ نہ جھپکے اور سرمہ سلیمانی آنکھوں میں دیکر ایک گہوارہ پر تکلف اپنے یہاں سے منگواکر اُسپر لٹاکے آپکو آپکے گھر بھیجدیا تھا اور بہت سا جواہر بیش بہا آپکے ساتھ کیا تھا چونکہ بالفعل تذکرۂ آپکا مجھ سے پوچھا میں نے قرعہ کے رو سے معلوم کرکے کہا آپ تیغ زہرآلودہ سے مجروح اس میدان میں بیہوش پڑے ہیں اور اپنے رفیق اور لشکر سے علیحدہ ہو گئے ہیں بادشاہ نے مرہم سلیمانی اور ڈالیاں قاف کے میوؤں کی میرے ساتھ کرکے مجھے آپکے پاس بھیجا ہے کہ تیمار داری کروں خاطر خواہ آپکی خدمتگزاری کروں میں جو یہاں آیا تو جیسا قرعہ سے معلوم ہوا تھا ویسا ہی میں نے آپکو دامن کوہ کے سبزے میں بیہوش پایا تخت پر لٹاکے اس غار میں اُٹھا لایا الحمد للہ کہ آپکے سر کا زخم مندمل ہو چکا اور اب مجھے اطمینان حاصل ہوا باقی رہی طاقت سو یہ میوہ کھائیے ساعۃً فساعۃً طاقت آویگی ضعف و نقاہت بات کی بات میں دور ہو جاویگی امیر نے پوچھا کہ تم نے مجھکو کیونکر پہچانا کونسا نشان مجھ میں دیکھا عبدالرحمن نے کہا کہ قرائن عقلی سے اور خال سبز و کلالہ ابراہیمی سے امیر عبدالرحمن کے اخلاق سے بہت محظوظ ہوئے اور اُسکی تعریف بحفظ مراتب جانبین کرنے لگے عبدالرحمن نے کئی سو جن جو ہمراہ آئے تھے سب کی ملازمت کروائی اور امیر سے کہا کہ ایک استدعا غرضانہ بھی ہے امید ہمت مردانہ سے ہے انشاء اللہ تعالیٰ آپکو صحت کلی حاصل ہوگی تب عرض کرونگا صرف توجہ کا امیدوار ہونگا امیر نے فرمایا کہ بسر و چشم مجھکو بے آپکے کہے آپکی استدعا قبول ہے زیادہ اسمیں گفتگو کرنا فضول ہے عمرو کا حال سنیئے کہ یہ جو امیر کی تلاش میں نکلا تمام النگ زمرد کوہ ابوالقبیس کو چھان ڈالا اگر امیر کا

پتہ نہ لگا ہر گاہ پھرتا پھراتا اس لنگ کو جہاں سیاہ قیطاس چر رہا تھا آیا دیکھا کہ سیاہ قیطاس چر رہا ہے افسردہ اور پریشان ادھر اُدھر نظر کر رہا ہے عمرو اُسکے پکڑنے کو دوڑا پہلے تو سیاہ قیطاس نے عمرو کو نہ پہچانا دم اُٹھا کر شیر غرندہ کیطرح عمرو پر آیا جب عمرو نے باآواز بلند چمکارا تو آواز پہچانکر کان ڈالدیے اور چپکا کھڑا ہو رہا عمرو نے اُسکی پیشانی پر بوسے دیکر پوچھا کہ تیرا آقا کہاں ہے مجھے وہاں لیچل وہ جہاں ہے وہ ہنہنا کر غار کیطرف اشارہ کرنے لگا عمرو اُسکے اشارے کو نہ سمجھا چاروں طرف ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر چلا آیا کہیں سراغ اور نشان نہ پایا عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ سیاہ قیطاس کو تم اپنے مکان پر لیچلو کہ رونے والوں کے آنسو پونچھے جائیں امیر کو پھر تلاش کرونگا یہ سوچکر سیاہ قیطاس کو لیجا کے تمام لشکر و امرا و شاہان و پہلوانان اور خواجہ عبد المطلب و مہر نگار کو دکھلا کر کہا کہ سیاہ قیطاس تو ملا ہے آپ صاحبوں کی تشفی کیواسطے لے آیا ہوں اب جاتا ہوں امیر کا بھی ٹھکانا لگاتا ہوں یہ کہکر عمرو روانہ ہوا اور ایکی دفعہ عمرو کوہ ابو القبیس کے تلے ڈھونڈھتا ہوا جا نکلا ایک غار میں سے کچھ آواز آدمی کی عمرو کے کان میں آئی آدمی کے آواز کی بھنک سنی اندر جا کر دیکھا تو امیر تخت پر بیٹھے ہیں تحفہ تحفہ نئی نئی قسم کے میوے نوش فرما رہے ہیں عمرو دوڑ کر امیر کے قدموں پر گر پڑا امیر نے اُسکا سر اُٹھا کر چھاتی سے لگایا اور مہر نگار کی خیر و عافیت پوچھی عمرو نے تمام کیفیت عرض کی عمرو ہاتھ باندھ کر روبرو امیر کے کھڑا ہوا چونکہ عمرو کی آنکھوں میں سرمہ سلیمانی نہ تھا اس سے کوئی جن عمرو کو نظر نہ آیا اور جنوں نے جو عمرو کو عجیب الخلقت دیکھا خوش طبعی کرنے لگے آپسمیں دل لگی کرنے لگے ایک جن نے عمرو کے دونوں پاؤں پیچھے سے کھینچ لیے عمرو منھ کے بھل گر پڑا امیر ہنسنے لگے عمرو بولا صاحبقران ہنستے کیا ہو تمام کوہ و صحرا میں ڈھونڈھتا پھرا ہوں اس سے تھک گیا ہوں طاقت پاؤں میں نہیں رہی گر پڑا ہوں امیر نے عمرو کو آگے اپنے بلایا ایک جن عمرو کے آگے دوزانو بیٹھ گیا عمرو نے جو قدم آگے بڑھایا ٹھوکر کھا کر پھر گر پڑا امیر ہنسنے لگے عمرو نے پھر وہی عذر کیا ایک جن نے تاج عمرو کا الگ تھلگ اُتار لیا اور عمرو کو معلوم نہوا صاحبقران نے فرمایا کہ بھائی عمرو ننگے سر کیوں ہو تاج تم نے کیا کیا عمرو نے جو سر پر ہاتھ پھیرا تو واقعی تاج نہیں ہے غل مچانے اور خفا ہونے لگا جب امیر نے دیکھا کہ عمرو تنگ ہوتا ہے اور تاج کے نہونے سے گھبرا رہا ہے تب کہا کہ بھائی شہپال بن شاہرخ شاہنشاہ پردہ قاف نے اپنے وزیر عبد الرحمٰن جنی کو کسی کام کیواسطے میرے پاس بھیجا ہے مگر انھوں نے ہنوز کچھ مجھ سے بیان نہیں کیا بعد صحت بیان کرینگے اُنکا پیغام مجھ سے کہینگے اور میرے سر کے زخم کو بھی انھوں نے اچھا کیا ہے بہت جلد زخم مندمل ہوا ہے اور یہ میوہ بھی میرے کھانیکو کہ جسمیں جلد طاقت آجاوے وہی اپنے ساتھ لائے ہیں اُنکے ساتھ جو جن ہیں وہ تمہارے ساتھ خوش طبعی کرتے ہیں یہ کہکر تاج جس جن نے اُتار لیا تھا اُس سے لیکر عمرو کے حوالے کیا اور عبد الرحمٰن سے عمرو کی تعریف کرکے عمرو کی آنکھوں میں سرمہ سلیمانی دلوایا تب عمرو سبکو دیکھنے لگا امیر نے عمرو کی ملاقات عبد الرحمٰن سے کروا کے کہا کہ اب تم جاؤ ہماری صحت و سلامتی کی خبر مکے میں پہونچاؤ ہمارا یہاں رہنا کسی سے نہ کہنا عمرو تو مکے کی طرف گیا صاحبقران نے عبد الرحمٰن سے کہا کہ اب آپ اپنا مطلب فرمایئے جو آپکے آقا نعمت نے کہا ہے مجھے سنایئے عبد الرحمٰن نے کہا کہ یہ تو

پہلے ہی میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ جب آپ سات دن کے تھے میں نے از روئے رمل شاہنشاہ سے کہا تھا اُسی زمانہ میں
عرض کیا تھا کہ ایک زمانہ میں جتنے دیو ہیں آپ سے تمردی و سرکشی کر کے تمام ملک آپکا چھین لینگے اور مطلق آپ کی اطاعت
اور فرمانبرداری نہ کرینگے مگر ایک لڑکا آدم زاد سات دن ہوئے ہیں کہ شہر مکے میں پیدا ہوا ہے عالی خاندان والا دودمان
زمیں مکے کا بیٹا ہے وہ آکر جتنے دیوان سرکش و زبردست ہیں اُنکو زیر کریگا اور ہزاروں کو گرفتار اور اکثروں کو تہ تیغ
بیدریغ کر کے جہنم واصل کر دیگا اور ملک آپکا پھر اُسکی قوت بازو سے آپکے ہاتھ آئیگا اور تمام فتنہ و فساد اس سرزمین سے
دور ہو جائیگا چنانچہ شاہنشاہ نے میری ہی معرفت آپکا گہوارہ اُٹھوا منگوا کر سات روز تک اپنے پاس رکھا اور دیو جن
غول شیر و دیگر جانوران درندہ کا دودھ آپ کو پلوایا کہ جوانی میں آپکی آنکھ کسی سے نہ جھپکے اور سب پر آپکا رعب و اقبال
خدا کی عنایت سے غالب رہے اور آٹھویں دن آپکو اپنے یہاں کے گہوارے میں کہ مغرق بجواہر تھا لٹا کر مکے میں بھیجدیا اور
آپکے والد ماجد کو کہ آپکے گم ہو جانے میں کمال رنج و ملال تھا نہایت راحت و سرور ہوا سو بالفعل وہی وقت آیا کہ
عفریت نام ایک دیو نے ایسا زور پکڑا ہے کہ تمام ملک قاف کا اپنے عمل میں کر لیا ہے شہنشاہ گلستان ارم میں قلعہ بند
ہیں اور اُسکو بھی کہتا ہے کہ خالی کر دو نہایت پریشان نصیب دشمناں مرگ کے آرزومند ہیں شہنشاہ نے مجھ سے کہا
کہ جس لڑکے کا گہوارہ طفلی میں پردۂ دنیا سے تم نے اُٹھوا منگوایا تھا اور از روئے قرعہ کے کمال آب و تاب سے بیان کیا تھا
کہ یہ لڑکا تمھارے سب دشمنوں کو قتل کریگا اور تمھارا ملک از دست رفتہ تمکو دلوا دیگا پس اب تو وہ لڑکا جوان ہوا ہوگا
ہوشیار و فہمیدہ صاحب علم و فراست فخر امثال و اقران ہوا ہوگا دیکھو تو وہ آجکل کہاں ہے کہاں اُسکا مسکن و
مکان ہے میں نے بموجب ارشاد کے قرعہ پھینکا تو از روئے رمل کے اس سبزہ زار میں زخمی پایا شہنشاہ نے سنکر فرمایا کہ
جلد مرہم سلیمانی لیجا کر اُسکے زخم اچھے کر دو اور میوہ کھلاؤ کہ یوماً فیوماً اُسکو قوت حاصل ہو اور میری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ اس
عفریت کافر نے کہ میرے بزرگوں کے وقت میں ایک ادنیٰ پیادہ تھا بدی کر کے سواران یک اسپہ و دو اسپہ و پیادگان است و الو
پہلوانان فیل سوارہ کو اپنے تابع کر کے شطرنج کے فرزین کیطرح کجروی اختیار کی ہے اور مجھے سخت تنگ کیا ہے اور
مجھکو ایک گھر میں کہ گلستان ارم اُسکا نام ہے رخ کر کے قلعہ بند کر رکھا ہے کہ میں آگے پیچھے داہنے بائیں کسیطرف جا
نہیں سکتا ہوں اور مطلق بے بساط ہو رہا ہوں اگر تم سا شاطر میری مدد نکریگا تو نقشہ بدلجائیگا بازی میری مات ہوچکی
ہے کہ حریف کی دست برد نے نقشہ میرا بگاڑ دیا ہے بساط اُلٹ دینے کا ارادہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ میں حضرت سلیمان
کی امت میں ہوں اور تم حضرت ابراہیم کی امت میں ہو لازم ہے کہ ایک پیغمبر زادہ دوسرے پیغمبر کی امت کی مدد کرے
اور حتی الوسع حاجت روائی میں مصروف رہے امیر نے فرمایا کہ عبدالرحمن اگر مجھ سے وہ دیو مارا جاوے اور شاہنشاہ کا
ملک میرے قوت بازو سے مستخلص ہو کر شاہنشاہ کے قبضے میں آوے تو میں چلنے کو حاضر ہوں نہایت رضامند و شگفتہ خاطر
ہوں عبدالرحمن نے کہا کہ میں بخوبی رمل میں دیکھ چکا ہوں پہلے ہی سے یقین کامل ہے اور دل سے معتقد ہوا ہوں کہ

عفریت کش آپ ہی ہیں اور ملک بھی آپ ہی کی عنایت اور اعانت سے مسترد ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہی کے ہاتھ سے
واصل جہنم وہ مرتد ہوگا عمرو کا حال سنیے کہ امیر کے پاس سے جو گیا خواجہ عبدالمطلب ورئیسان مکہ و سرداران فوج
اور مہر نگار سے امیر کی سلامتی کا حال بیان کرکے کہا کہ اگر ایسے مژدہ پر بھی مجھکو خوش نہ کروگے تو کس دن خوش کروگے کب
میرے دامن کو گوہر امید سے بھروگے سبھوں نے موافق اپنے حوصلے کے عمرو کو دیا اور ہر شخص نے بجاے خود سامان جشن کیا
صبح کیوقت پھر امیر کے پاس آیا اور تمام حال اپنے جانیکا اور جشن کا مع مبارک امیر میں پہونچایا امیر نے عمرو سے کہا کہ بھائی
عمرو چند دنونکا سفر ہمکو اور بھی درپیش ہوا ہے دیکھیے کیا مشیت خدا ہے عمرو نے کہا کہ کیسا امیر نے جو کچھ عبدالرحمٰن سے
سنا تھا اُسکا اعادہ کیا عمرو بولا کہ اے حمزہ خیر ہے بیسود کالے کوسوں کا سفر کرنا اور اس محنت و مشقت سے مہر نگار
کو لاکر گوشہ میں بٹھلا رکھنا اور عیش سے درگذر کرنا یہ کیا مضمون ہے عقل صائب کے نزدیک یہ امر بہت زبوں ہے امیر نے
کہا کہ اب اُنکا مجھپر احسان ہے کہ اُنھوں نے آنکر میرے سر کا زخم اچھا کیا ہے میری دوا دارو میں مشغول رہے ہیں میرا آرام
ہر وقت ملحوظ خاطر رکھا ہے باقی تو جانتا ہے کہ میں دیو جن غول جادوگر کے باپ سے بھی نہیں ڈرتا ہوں حافظ حقیقی میرا نگہبان
ہے میں ان باتوں پر کب لحاظ کرتا ہوں اسمیں عبدالرحمٰن نے کہا کہ اے صاحبقران آپ کو تین دن جانے اور تین دن
آنے اور ایک دن اول وہاں رہنے اور ایک دن عفریت کے مارنے میں اور ایک دن جشن فتح میں گزرے گا مجموع نو
دن کا زمانہ اس آمد و رفت میں لگے گا امیر نے فرمایا کہ قبول کیا دونا دو ن اٹھارہ دن لگیں گے تو بھی کچھ قباحت نہیں ایسے
وقت میں چشم پوشی اور انکار کرنا مقتضاے مروت و ہمت نہیں عمرو نے کہا کہ اچھا جیسی آپ کی مرضی میں اٹھارہ دن اور
مہر نگار کی محافظت کرونگا انیسویں دن مجھے کچھ کام نہیں ہے آپ جانیے اور آپ کا کام جانے میں اپنی راہ لونگا امیر نے
فرمایا کہ میں نے قبول کیا جاؤ میرا قلمدان لے آؤ تا میں مہر نگار اور سرداران لشکر کو نصیحت نامہ لکھوں کہ میرے آنے تک
سب تمھاری تابعداری کریں اور آپکو خوش و محفوظ رکھیں لیکن خدا کیواسطے بہت طبیعت داری کو کام نہ فرمائیے گا سرداران
فوج پر بہت حکومت نہ جتائیے گا عمرو روتا ہوا اُس غار سے نکلا اور مکہ کی طرف روانہ ہوا جس وقت عمرو مکہ میں پہنچا
اور خواجہ عبدالمطلب نے امیر کے پردۂ قاف پر جانے کا حال سنا کمال مضطر ہو کے عمرو سے کہا کہ کسی طرح سے
امیر کو سمجھا کر یہ عزم فسخ کرا دیا چاہیے کسی صورت سے یہاں تک لایا چاہیے عمرو نے عرض کی میرے سمجھانے نے کچھ تاثیر نہ کی
مگر حضور ایک خط لکھیں اگر آپکا فرمانا کچھ موثر ہو تو شاید مان جائیں خواجہ عبدالمطلب نے امیر کا قلمدان منگا کر ایک
نصیحت نامہ امیر کو لکھا اور عمرو کے سپرد کیا عمرو وہاں سے لشکر میں آیا اور امیر کے سفر کی خبر سرداران لشکر کو دی وہ بھی
رونے پیٹنے لگے وہاں ایک حشر رات مچ گئی جب عمرو نے مہر نگار سے عزم امیر کا اظہار کیا مہر نگار زمین پر گری اور ڈاڑھیں
مار مار کے رونے لگی پچھاڑیں کھا کھا کر اشکوں سے منہ دھونے لگی عمرو نے کہا ملکہ اس رونے پیٹنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے ضبط کو کام
فرماؤ ہوش میں آؤ جسطرح سے خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو نصیحت نامہ لکھا ہے تم بھی اپنی طرف سے کوئی خط لکھو دیکھو کیا جواب

آتا ہے اصل مطلب کھلا جاتا ہے مہر نگار نے ایک فرقنامہ مشتمل بر نصیحت امیر کو لکھا اور اخیر میں یہ بھی درج کیا کہ بصورت عزم فسخ کمر نیکے مجھ کو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو اور اگر چھوڑ جاؤ گے تو یہ یاد رہے کہ مجھ کو جیتا نہ پاؤ گے میں اپنا خون کرونگی آپ بے تصدق ہو جاؤنگی عمرو نے اس نامہ کو بھی خواجہ عبد المطلب کے نامہ کیساتھ اپنے پاس رکھا اور چپکے سے قلمدان امیر کا بغل میں دبا کر امیر کے پاس گیا قلمدان آگے رکھکر خواجہ عبد المطلب و مہر نگار کے خطوط رکھدیئے اور کچھ حالات بانی بھی عرض کیے امیر نے پہلے تو ایک عرضی اپنے والد کی خدمت میں لکھی بعد ازاں ایک شقہ سرداران لشکر کو لکھا کہ مجھ کو بالضرور ت چند روز کا سفر درپیش ہوا ہے ایسے وقت میں چشم پوشی اور اغماض ہرگز نہیں زیبا ہے جس جسکو میری اطاعت و رفاقت منظور ہو وہ میرے آنے تک خواجہ عمرو کو میری جگہ پر سمجھے نوع عمرو کی عدول حکمی نہ کرے اور مہر نگار کے خط کے جواب میں لکھا کہ میں اٹھارہ دن کے واسطے جاتا ہوں انشاء اللہ تعالےٰ بعد اس مدت کے توقف نہ کرونگا فوراً آتا ہوں شاہنشاہ قاف نے اپنے وزیر کو میرے علاج کے واسطے بھیجا اور اُس نے آکر مجھے تندرست کیا پس اخلاق و مروت و جوانمردی سے بعید ہے کہ میں اُنکی مصیبت میں کام نہ آؤں اور اُس سے اس بُرے وقت میں منہ پھیراؤں میری خاطر اگر تم کو منظور ہے تو اٹھارہ دن کی مفارقت اور بھی میری قبول کرو خدا پر شاکر و صابر رہو اور مرد عورتوں کو مہم میں اپنے ساتھ نہیں لیے پھرتے ہیں کہ میں تم کو لیتا جاؤں اور ہر ہر جنگ و مہم میں تمہارا خیمہ بھی ساتھ رکھوں ہاں اگر تفریحاً سیر و شکار کے واسطے جاتا تو مضائقہ نہ تھا تم کو بھی لیے جاتا اور جب تک میں آؤں عمرو کے کہنے پر عمل کرنا اُسکو اپنا خیر خواہ اور جاں نثار سمجھنا بیوفائی اُس سے کبھی نہ ہوگی اپنے مقدمات میں ہرگز نہ عیار و مکار سمجھنا اور خطوط عمرو کو دیئے کہ مکتوب الیہم کو پہونچا دو اور ہمارے سلاح لا دو مگر کسی کو خبر نہ ہونے پائے دھوکے سے بھی یہ کلام کبھی زبان پر نہ آئے عمرو امیر کے پاس سے شہر میں آیا لیکن خط کسی کو نہ پہونچایا سلاح لیکر امیر کے پاس روانہ ہوا صاحبقراں نہایت عمرو سے خوش ہوئے سلاح بدن پر لگا کے چلنے کی فکر کرنے لگے۔

مارا جانا گستہم کا امیر کے ہاتھ سے اور چھوٹنا اُس مردود کا لشکر کے ساتھ سے

تقدیر اپنا رنگ نیا دکھاتی ہے موت کہاں سے کہاں کھینچ لاتی ہے گستہم کی لڑائی کا بیان ہے جن و انس کے معرکے کی داستان ہے جب امیر مع ملکہ مہر نگار اور لشکر جرار اپنے وطن مالوف کو روانہ ہوئے شقہ نوشیرواں کا گستہم کی طلبی میں روانہ ہوا وہ بزدلہ دو اسپہ منزلیں طے کرکے مدائن میں پہونچا نوشیرواں نے تمام کیفیت امیر کی مدائن تاراج کرنے اور مہر نگار کے لیجانیکی بیان کرکے کہا کہ آج کئی دن ہوئے ہیں کہ ژوپین کاؤس چالیس ہزار سوار سے آیا تھا میں نے عیاشان ملک کو تیس ہزار سوار دیکر اُسکے ساتھ حمزہ کی تنبیہ اور مہر نگار کے لانے کیواسطے بھیجا ہے اگر تم بھی جاؤ بالاتفاق ژوپین و عیاشان ملک حمزہ کو قتل کرو اور مہر نگار کو لے آؤ گستہم تیس ہزار سوار سے اُسکی طرف روانہ ہوا اور اپنے لشکر کو دو منزلہ کرتا ہوا چلا لیکن ژوپین کاؤس لنگ نے مرو کیطرف گیا تھا اور گستہم بیشہ فیض کیطرف سے

جب قریب پہونچا معلوم ہوا کہ حمزہ نے زوبین کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا ہے اور اب مفقود الخبر ہے معلوم نہیں
مر گیا یا جیتا ہے اگر زندہ بھی ہے تو اسکی خبر نہیں قلیل مسلمان سکے میں جا کر ٹھہرے ہیں لیکن کمال بدحواس ہو رہے ہیں
گستہم یہ خبر سنکر دلمیں بہت خوش ہوا اور سکے سے تین کوس کے فاصلے پر خیمے استادہ کر کے طبل جنگ بجوایا ہنوز امیر
قاف کیطرف تشریف فرمانہ ہوے تھے کہ آواز قرنا و کوس کی امیر کے کان میں پہونچی لیکن کوئی فوج نمودار نہ تھی
امیر نے عمرو سے کہا کہ بھائی دیکھو تو یہ طبل کہاں بجا کس کا لشکر پہونچا عمرو یہ سنکر آگے بڑھا تو ایک لشکر بسیار کئی ہزار
سوار کا دیکھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ گستہم تیس ہزار سوار سے لڑنے کو آیا ہے نوشیرواں نے امیر کے قتل اور ملکہ
کے لانے کیواسطے بھیجا ہے پہلے تو عمرو نے قلعے میں جا کر برج و فصیلوں پر لوگوں کو قائم کیا اور تیر انداز اور رعد انداز
و برق انداز و نفط اندازوں کو جا بجا موقع سے بٹھلایا بعد ازاں عمرو نے چاہا کہ امیر کو جا کر خبر دیوے اس کیفیت
سے مطلع کرے کہ ادھر گستہم تیس ہزار سوار سے قلعے پر آ پہونچا اور لوگوں کو حملے کا حکم دیا بموجب حکم کے فوراً کئی ہزار
سوار نے قلعے پر حملہ کیا اور قلعے کے اندر گھسنے کا ارادہ کیا عمرو نے وہ آتشبازی کی بارش کی کہ جتنے آئے تھے جھلس کر
مر گئے باقیماندہ میں سے کسی نے دہشت کے مارے آگے کو قدم نہ بڑھایا خوف سے دہلکر پیش روی سے ڈر گئے
گستہم نے طبل بازگشت بجا کر فوج سے کہا کہ آج ستاؤ کل سمجھ لیں گے آناً فاناً میں شکست فاش دینگے جب حمزہ
نہیں ہے تو اس قلعے کا لینا کتنی بڑی بات ہے اس قلیل فوج کو تھوڑے سے مسلمانوں کو ہمارے مقابلے میں کب
استقلال و ثبات ہے صبح کو گھڑی سواری اس قلعہ کو فتح کر لینگے ان لوگوں کا کام تمام کر کے ملکہ کو ہمراہ لے لینگے عمرو نے فرصت
پائی جو کچھ گذرا تھا امیر سے مفصل شرح وار خبر دی امیر نے فرمایا کہ تم جا کر کوس جنگ بجوا دو اور صبح کو میدان میں نکلکر فوج
کی صف جماؤ میں آ کر سمجھ لونگا انشاء اللہ تعالے شکست دونگا اور سیاہ قیطاس کو قبل از انتشار سپیدۂ صبح میرے
پاس روانہ کرنا اور تمام فوج کو تسلی و تشفی دینا عبدالرحمن نے کہا مرکب منگوانا کیا ضرور ہے جلد اگر تشریف بری منظور
ہے تخت پر سوار ہو کر ادھر کا رخ فرمایئے مرکب کو نہ منگوایئے امیر نے فرمایا کہ اچھی تو بات ہے ایسا ہی کرینگے تخت ہی پر سوار ہو کر
چلینگے عمرو کو سیاہ قیطاس کے لانیکو منع کر دیا اور ارشاد کیا کہ اچھا بھائی عمرو صبح کو میدان رزم میں صف آرا ہو کر ہمارا
انتظار کرنا ہم سے نامردے سمجھ لینگے انشاء اللہ تعالیٰ اسکو یہاں آنیکا لطف دکھا دینگے عمرو نے قلعہ میں آ کر چھوٹے سے بڑے
تک کو مژدہ دیا اور ہر ہر شخص سے کہنا شروع کیا کہ صبح کو تم سب صاحبقران کو دیکھو گے اپنے آقا اور امیر سے ملو گے
میں نے گستہم کا حال بیان کیا تھا سب احوال پوست کندہ کہا تھا فرمایا ہے کہ اسوقت تم جا کر طبل جنگ بجوا دو صبح کو فوج
کو میدان رزم میں صف آرا کر و ہمارے منتظر رہنا ہم آ کر اسے سزا دینگے اسکی سرکشی خاک میں ملا دینگے یہ کہکر کیا یہ حسینی اور
قلایہ حسینی کو کوس سکندری پر ڈنکا دینے کا حکم دیا اور آپ بھی جنگ کے سامان مہیا کرنے لگا واقع میں یہ مژدہ سنکر چھوٹے سے
بڑے تک کو وہ شب شب برات و شب عید ہو گئی شادی و مسرت قریب کلفت و مصیبت بعید ہو گئی رات بھر دونوں لشکروں میں

طبل جنگ بجا کیا رات بھر طرفین میں جنگ کا تذکرہ اور چرچا رہا صبح کو عمرو نے ایک شتر بردعی پر سوار ہو کے جنگ گاہ میں جا کر صف بندی کی نہایت خرم اور ہوشیاری کیساتھ امیر کی فوج غنیم کے مقابلے میں کھڑی ہوئی گستہم بھی عمرو کے مقابلہ میں اپنے لشکر کو لیکر کھڑا ہوا بغور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ صاحبقران تو نہیں ہیں عمرو لڑنیکو آیا ہے یہ نیا رنگ پیدا ہوا ہے خوش خوش اپنے گینڈے کو میدان میں نکالا فوج کو بڑھا دیا ہوا پر سے آگے بڑھا چاہتا تھا کہ مبارز طلبی کرے اور کلمات رجز بیہودہ بکے کہ عمرو نے تخت صاحبقران کا دیکھ کر اپنے سرداران لشکر سے کہا کہ دیکھو وہ صاحبقران آتے ہیں اپنے جمال باکمال سے تم سبکو مشرف فرماتے ہیں جب تخت قریب پہونچا سبھوں نے دیکھا کہ صاحبقران مسلح دو زانو تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں کسیطرح کا تغیر اور اضمحلال بیماری گذشتہ کا نہیں خوش اور محظوظ سب طرح سے ہیں یہ دیکھ کر سب کے سب مارے خوشی کے اپنے گھوڑوں پر سے زمین پر قدمبوسی کو کود پڑے بعضے کا جلدی کے باعث پاؤں رکاب میں پھنسا بعضو نکا رکاب میں الجھا گر پڑے گستہم یہ دیکھ کر بے اختیار قہقہہ مار کے ہنسا اور اپنے سرداروں سے کچھ کہنا شروع کیا عمرو بولا کہ او رونی صورت ہنستا کیا ہے کوئی دم میں روتا ہوا جہنم کو راہی ہوتا ہے وہ دیکھ صاحبقران تیری جان کا ملک الموت آ پہونچا وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا آ میں صاحبقران کا تخت آسمان پر سے زمین پر اترا گستہم اور اسکا لشکر دیکھ کر سخت متحیر ہوا کہ حمزہ بلائے آسمانی کیطرح کدھر سے نازل ہوا اسکی تو ہمنے اور کچھ خبر سنی تھی یہ زندہ پھر کیونکر ہو گیا صاحبقران نے تخت پر سے اتر کر فوراً اسکو للکارا کہ اگر آیا ہے تو سامنے آ او مردود بے نخوت اور غرور سے تو مخمور تھا یہ سنتے ہی نیزہ امیر کے سینے بے کینے پر چلایا امیر نے نیزہ اسکے ہاتھ سے چھینکر اسی نیزے کی ڈانڈ اسکے گینڈے کے سر پر جو ماری بھیجا اسکا نکل آیا اور زمین پر گر پڑا جب گستہم پیادہ پا ہوا تو

مقابلہ کرنا گستہم کا صاحبقران سے اور مارا جانا اسکا ایک ضرب امیر سے

گستہم نے امیر پر تلوار کا وار کیا امیر نے اُسکی تلوار کو جو اپنی تلوار پر کاٹا اُسکی تلوار گرہ کے پاس سے ٹوٹ گئی فقط قبضہ ہاتھ میں رہ گیا بہرگاہ امیر نے ہاتھ اُٹھایا گستہم نے اپنا سر جھکایا امیر نے ایک ہاتھ دو ہتھے کا ایسا صاف لگایا کہ ککڑی کیطرح دو ٹکڑے ہوگیا جہنم کو راہی ہوا یہ دیکھ کر لشکر جو اُسکا چپقلش کر کے آیا عبدالرحمٰن نے اپنے جنوں سے کہا کہ دیکھتے کیا ہو انکو مار لو چار سو جن جو عبدالرحمٰن کے ساتھ تھے ایک ایک و دو دو آدمیوں کو اُٹھا کر آسمان کیطرف لے اُڑے اور اوپر سے ایک ایک آدمی کو دو دو آدمیوں پر مار کے بیس ہزار آدمی گستہم کی جا کیواسطے جہنم کو بھیجے اور قریب تین ہزار آدمی کے عمرو نے پہلے دن جب گستہم نے قلعہ پر دھاوا کیا تھا آتشبازی سے جھلسا کر فی النار و سقر کیے تھے سات ہزار آدمی جو منجملہ تیس ہزار کے باقی رہے تھے اُنھوں نے اپنی جان کو غنیمت جانا گستہم کی لاش دو پارہ کو لیکر مدائن کیطرف رخ کیا جب امیر گستہم کی لڑائی فتح کر چکے عبدالرحمٰن امیر کو لیکر قاف کو روانہ ہوا اور امیر کا لشکر وہیں قائم رہا۔

امیر کا کوہ قاف کی طرف جانا اور وہاں سے اٹھارہ برس کے بعد پھرنا

گستہم کے مارے جانے کی کیفیت اور اُسکے لشکر کی تاراجی اور معاودت کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد واضح ہو کہ امیر تو قاف کو روانہ ہوئے عمرو نے خیمہ و خرگاہ و نقد و جنس لشکر کفار کا اکٹھا کر کے نقد و جنس تو آپ لیا اور زر و اثاثے سے جو کچھ باقی رہا اپنے لشکر کو انعام دیا اور خواجہ عبدالمطلب کے خط کا جواب خواجہ اور مہرنگار کے اشتیاق نامہ کا جواب مہرنگار کو اور سرداران لشکر کا خط سرداران لشکر کو دیکر امیر کے قاف روانہ ہونیکی خبر جمیع کوچک و بزرگ کو دی خواجہ عبدالمطلب نے مجبوراً سنگ صبر اپنی چھاتی پر دھرا اور امیر کے مع الخیر پھر نیکی دعا مانگنے لگے اور اُنکی فتح پر سجدۂ شکر خدا کی بارگاہ میں ادا کیا عمرو سے بعد اس معرکہ کے لشکر اسلام نے کہا کہ خواجہ ہم ہمیشہ سے تمکو دوسرا صاحبقران جانتے ہیں اسیطرح اب بھی تمکو مانتے ہیں ہم کو تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری میں عذر و تامل نہیں اگر آگ میں ڈالدو گے تو جل مرینگے پانی میں ڈالدوگے تو گریں گے عمرو نے سبکو چھاتی سے لگایا اور بقدر حیثیت سب کے ساتھ پیش آیا اور کہا کہ یہ کیا بات ہے تم لوگ صاحبقران کے دوست ہو یا با اطاعت کیسی ہیں سلوک برادرانہ کا تم سے امیدوار ہوں اور تم سب پر میں دل و جان سے نثار ہونیکو تیار ہوں مہرنگار کی محافظت کا خواہاں ہوں اسی فکر میں ہوں صلاح جویاں ہوں کہ نوشیرواں سا بادشاہ اُسکی جستجو میں ہے اپنے نور دیدہ کی آرزو میں ہے اور اب جو امیر کا پردۂ قاف کیطرف جانا سنے گا تو کیا کیا فکر مہرنگار کے چھیننے کی نہ کریگا سرداروں نے کہا کہ خواجہ جبتک ہمارے دم میں دم ہے اور تو کوئی کیا مال ہے اگر خود نوشیرواں مہرنگار کے لینے کو آویگا انشاء اللہ تعالٰے ذلت و خواری اُٹھائیگا عمرو نے کہا کہ مجھکو اس سے زیادہ تم سے امید ہے کیوں نہو یہی مقتضائے شرافت ہے جوانمردی اور رفاقت کی یہی شان ہے یہی ہمت و مروت ہے اور اگر امیر تمکو ایسا نہ جانتے تو اپنے ناموس کو تمھارے بھروسے پر کیونکر چھوڑ جاتے اور کوئی صورت نکال لیتے کوئی اور فکر نہ فرماتے یہ کہکر تمام لشکر کو قلعہ کے اندر

لیجا کر قلعے کو مثل طاؤس مرقع بنایا اور خندق کو غرقاب کر کے دروازے کے آگے پل پختہ اٹھوایا اور فصیل بند دروازے پر ایک شامیانہ کارچوبی کا شانی مخمل کا اپنی نشست کیواسطے استادہ کیا اور اُسکے نیچے کرسی مرصع بچھوا کر سامان جلوس حد سے زیادہ کیا بعد اسکے مہرنگار کے پاس گیا اور مژدہ فتح کا کہا مہرنگار نے فرمایا کہ خواجہ میں تم کو بجائے باپ کے جانتی ہوں اور ہر طرح سے تمہارا کہنا مانتی ہوں بعدہ عمرو نے چھ مہینے کا غلہ خرید کر کے قلعہ میں بھر کے کہنے لگا کہ اب چھ مہینے تک اگر تمام روے زمین کی فوج آوے اور قلعہ کو چاہے کہ خالی کرالے تو کیا مجال ہے خانہ خدا کے سایہ میں آکر پناہ لی ہے ہمارے شامل فضل ایزد متعال ہے یہ کہکر سرداروں اور پہلوانوں کو جابجا فصیلوں پر قائم کیا اور آپ بلباس شاہانہ ملبس ہو کر شامیانہ کے نیچے بیٹھ کے حسب وعدہ صاحبقران دن گننے لگا

کیفیت صاحبقران کی جو راہ میں قاف کے گزری

صاحبقران کے سفر کا بیان ہے نئے طرز کی داستان ہے جنات جو صاحبقران کا تخت لیکر اُڑے زمین سے بقدر بلند ہوے کہ کوہستان و قلعہ جات دیکھنے سے رہ گئے قریب ظہر کے ایک سبزہ زار پر تخت کو اُتارا امیر نے عبدالرحمن سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اور اس جگہ کا کیا نام ہے اُسنے عرض کی کہ ابھی سرحد آدم زاد ہے اور انسان یہانکا بادشاہ ہے اور رستم بن زال کی ورزش گاہ ہے امیر نماز سے فراغت کر کے تفریحاً ورزش گاہ رستم کی دیکھنے کو گئے اور دو ایک مقرب لوگ بھی ہمراہ چلے وہاں ایک گنبد نظر آیا اندر جاکے دیکھا ایک صندوق آہنی مقفل چھت میں لٹکا ہوا ہے اور اُسکو ہر ایک شخص نہیں اُتار سکتا ہے امیر نے اُسے باہستگی تمام اُتار اُسے جو کھولا تو اسمیں ایک کمربند و خنجر و حلقہ کمان دیکھا اور ایک لوح سنگ پر لکھا پایا کہ یہ اسباب رستم کا ہے اور کوئی اسکو نہیں لے سکتا ہے جو شخص کہ صاحبقران ہوگا وہ اُسکو لیگا اور ہمارا رتبہ دار وہی ہوگا صاحبقران اسکو لیکر خوشی خوشی عبدالرحمن کے پاس آئے اور وہ اسباب مع لوح دکھلایا عبدالرحمن نے کہا مبارک ہو یہ شگون غیبی ہے آپکو غیب سے ہاتھ آیا ہے اُسدن اُس جگہ شب باش ہوے صبح کو بدستور پھر سوار ہو کر آخر روز ایک مقام پر اُترے دیکھیں تو کوسوں تک ایک دیوار آہنی ہے خدا جانے کب کی بنائی ہوئی ہے دروازے کا کہیں پتا نہیں انسان کیا حیوان کا بھی وہاں گذر ہوا نہیں حکم دیا کہ دروازے کی جستجو کیجائے جلد کوئی جا کر خبر لائے آخر جنوں نے ڈھونڈھ کر دروازہ نکالا امیر اسطرف متوجہ ہوے دروازہ کھولکر اُسکے اندر جو چلے ایک سبزہ زار دیکھا اور ایک گنبد میں ایک فقیر سالک کو عبادت الٰہی میں مصروف پایا اُسنے امیر کو دیکھا سلام علیک کر کے کہا کہ صاحبقران میں دو برس سے تمہارا منتظر تھا امیر نے سلام علیک کا جواب دیکر پوچھا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا کہ میں صاحبقران ہوں میرا نام کسطرح جانا اُس بزرگ نے کہا کہ میں نے بزرگوں سے سنا تھا کہ یہ سرحد قاف ہے یہاں کوئی انسان نہیں آئے گا مگر ایک شخص حمزہ نام وہ البتہ یہاں تشریف لائیگا سو الحمدللہ کہ میں نے تم کو دیکھ لیا اب اتنا امیدوار ہوں کہ میرا وعدہ برابر آپہونچا مجھے غسل دیکر دفن کرتے جائیے میری مٹی

ٹھکانے لگائیے یہ کہکر کلمہ پڑھ کر جان بحق تسلیم ہوا ملک عدم کا راستہ لیا یہ دیکھ کر امیر نے تاسف کیا اور اُسکی وصیت کی تعمیل کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تھوڑی دیر کے بعد کھانا نوش فرماکر تخت پر سوار ہوے ایک شبانہ روز عبدالرحمٰن لیے چلا گیا دوسرے دن ظہر کے وقت ایک بیابان میں اُتارا امیر نے عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ ابھی تو دن سولہے یہاں تُرنیکا کیا سبب ہے عبدالرحمٰن نے کہا کہ جناب عالی اس مقام پر اسواسطے ابھی سے اُترا ہوں مصلحتاً ٹھہرا ہوں کہ یہاں سے تھوڑی دور پر راہدار نامے ایک دیو رہتا ہے کہ وہ راہزنی اور کشت و خون کیا کرتا ہے جو کوئی اُسکی آنکھ بچاکر نکلجاتا ہے تو جانبر ہوتا ہے اور جسکو دیکھ پاتا ہے وہ اُسکا شکار ہوتا ہے ملک عدم کو اُسکا سفر ہوتا ہے اسلیے میں ابھی سے یہاں اُترا کہ آدھی رات کو سوار ہو کر بے کھٹکے نکلجائینگے اُس تشویش اور تردد سے امان پائیں گے امیر نے فرمایا کہ ہمکو اُسکے مکان پر لیچلا چاہیے کہ ہم بھی اُس کو دیکھ لیں اور اگر موقع ہو تو اُسکو مار کر خلق اللہ کو اُسکے ہاتھ سے نجات دیں عبدالرحمٰن نے کہا کہ یا صاحبقران وہ بڑا ہی موذی ہے اندکے ہیں توقف فرمائیے مصلحت وقت یہی ہے امیر نے فرمایا کہ یہ بتلاؤ کہ زبردست و قوی زیادہ راہدار ہے یا عفریت نابکار ہے عبدالرحمٰن نے کہا کہ عفریت کے آگے راہدار کی کیا حقیقت ہے اُسکے مقابلے میں اُسکی بہت ہی کم حیثیت اور لیاقت ہے صاحبقران بولے کہ یہ طرفہ حالمہ ہے عفریت کے مارنیکو تو مجھکو قاف لیے جاتے ہو اور راہدار سے کہ جو اُسکے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتا ہے لڑنیکو منع فرماتے ہو عبدالرحمٰن نے معقول ہو کر عرض کی کہ ایک بلا اس میدان میں اور بھی نازل ہے کہ جسکے خوف سے اس جگہ کوئی نہیں ٹھہرتا ہے سبکا دل لرزتا ہے امیر نے فرمایا کہ وہ کیا بلا ہے اور اُسکا کیا نام ہے عبدالرحمٰن نے کہا کہ ایک شیر ہے اور نہایت خونخوار وہ شریر ہے امیر شیر کا نام سنکر بہت خوش ہوے اور اُسی دم نیستان کیطرف تشریف لیچلے شیر نے جو دم کی بو پائی نیستاں سے باہر نکلا اور چاروں طرف دیکھنے لگا امیر دیکھیں تو واقعی سر سے دم تک ساٹھ ہاتھ لمبا ہے کمال ہیبت ناک زبردست ہزار شیروں کا ایک شیر بنا ہے امیر نے اُسکو للکارا وہ ڈکارتا ہوا امیر کے اوپر آیا برابر آنا تھا امیر نے بدن چراکر ایک ہاتھ اُسکی کمر پر ایسا لگایا کہ صاف دو ٹکڑے ہوگیا زمین پر گر پڑا جن امیر کی قوت دیکھ کر دنگ ہوگئے فق سب رنگ ہوگئے اور عبدالرحمٰن نے امیر کے قبضے کو چوم لیا اور وہیں سے سوار ہو کر راہدار دیو کے مکان کا قصد کیا امیر تمام رات اس خیال سے نہ سوئے ایسا نہ ہو کہ راہدار کے مکان کی راہ کاٹکر چلے جائیں اور میری حفاظت کے قصد سے مجھے اُس کے مقابل کا نہ جانکر راہ نہ بتائیں صبح ہوتے ہوتے راہدار کے مکان پر پہونچے لیکن جنوں کے بدن میں اُسکے خوف سے رعشہ پڑ گیا ہاتھ پاؤں پھول گئے متصل اُسکے مکان کے تخت کو رکھ کر جتنے جن تھے ادھر اُدھر گوشوں میں چھپ رہے امیر تخت پر سے اُترکے راہدار کی تلاش میں چلے راہدار کا حال سنیے کہ وہ تین سو نہال کو دیکھ کر مسرور ہو کر کہنے لگے کہ خالق ... شاہنشاہ پردہ قاف کس خیال میں ہے کیا فکر کر رہا ہے کس جاہ جاہت و شجاعت کی ہے اور شاہنشاہ کا یہ حال تھا کہ ... کو ایک آدمزاد کے لانیکے واسطے پردہ دنیا پر بھیجا ہے سنا ہے کہ وہ کوتک ہاتھا اور امیر سر جھکائے چپ بیٹھے تھے شاہنشاہ نے امیر کو خطا کا لکھا ہے تاکہ وہ آکر دیوان قاف کو قتل کرے اور شاہنشاہ قاف انکو بی حمزہ کیواسطے آئے راقم پردہ دنیا کا حال کہکر سنائے

تاک میں تھا کہ وہ آدمی کب آوے کہ میں اپنی داڑھ گرم کروں آدمی کا گوشت لذیذ مزیدار چکھوں قضا کار اُسوقت اُدہر قلعہ کوہ
پر بیٹھا ہوا سبزہ زار کی سیر کر رہا تھا کہ صاحبقران اُسکو دکھائی دیے دور سے نظر پڑے تجویز کیا کہ شاید وہ آدمی آیا اور یہ
آدمی اُسی کے ہمراہیوں میں سے ہے اچھا رازق رزاق نے پہونچایا ایک دیو کو حکم دیا کہ اس آدمی کو اُٹھا لا امیر سے دوبدو جیتا لا
وہ دیو امیر کے پاس آیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ امیر کو اُٹھا لیجائے راہدار کی خدمت میں پہونچا دے امیر نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر ایک
جھٹکا جو دیا دیو دوزانو بیٹھ گیا ادھ موا ہوا امیر نے ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر پر مارا کہ مغز اُسکا اُس کی گردن میں گھس گیا
پردۂ قاف سے عدم کو سدھارا راہدار نے یہ کیفیت دیکھ کر معلوم کیا کہ ہو نہ ہو یہ وہی آدمی ہے جسے عبدالرحمٰن لینے
گیا تھا یہ سوچکر تین سو دیو ہمیت امیر کے مقابلہ میں آیا امیر نے اس زور سے نعرہ اللہ اکبر کا مارا کہ تمام بیابان دہل گیا
سارے جنوں کا دم سا نکل گیا راہدار اپنے تین سو دیو لیکر الگ ہوا اور ایک طرف جا کر بارادۂ مقابلہ سنبھلا امیر نے دیکھا کہ
ایک بلائے بد ہے تخمیناً تین سو گز کا قد ہے اور دو شاخیں پچاس پچاس گز کی شکل شاخہائے خشک نخل دیودار سر پر ہیں
اور مانند اژدرے کے دہن کشادہ ہے شعلے آگ کے نکل رہے ہیں قعر دوزخ سے زیادہ ہے طشت خون سی آنکھیں سرخ
ہو رہی ہیں پلکیں ساہی کے کانٹوں کی صورت کھڑی کھڑی ہیں ناک کیا ہے گویا تابوت بزرگ آنکھوں کے نیچے ہونٹوں کے
اوپر رکھا ہے کمر میں شیروں کی کھال کا لنگوٹ کسے ہوئے اُسپر دُم اپنی لپیٹے زنجیریں طلائی زرین مرصع ہاتھ پاؤں
گلے میں ڈالے ہوئے امیر کے برابر آکے کہنے لگا او سیاہ سرفندان سفید تو نے میرے دیو کو کیوں مارا میرا خیال اور ادب
تجھے کچھ نہ رہا اب مجھ سے بچکر کیونکر جائیگا میرے ہاتھ سے کیونکر مخلصی پائیگا یہ کہکر ایک شاخ شمشاد کی جسمیں کئی آسیا سنگ بندھے
تھے امیر کے سر پر ماری امیر نے اُسکو رد کیا اور قریب جا کر ایک ضرب خنجر رستم کی اس زور سے اُسکے پہلو میں لگائی کہ دوسرے
پہلو سے وہ خنجر نکل گیا اُسنے تو بس ایک ہی ضرب میں انت نکال دیے ہوش و حواس سب باد کیے امیر نے خنجر کو میان میں کر کے
تلوار میان سے لی اور تین سو دیو جو سامنے کھڑے ہوئے تھے اُنپر حملہ کیا جسپر ایک ہاتھ لگایا اُسنے سانس نہ لی فوراً جان
دی عبدالرحمٰن نے جنوں سے کہا کہ راہدار تو مر چکا اب تم کو کیا ڈر ہے کس بات کا خوف و خطر ہے اسوقت صاحبقران
کی مدد کیا چاہیے جتنے جن تھے سب دیووں پر ٹوٹ پڑے خوب جی توڑ توڑ کر لڑے اکثر دیو تو داخل جہنم ہوئے ملک عدم میں
داخل ہوئے اور تھوڑے سے جو بچکر بھاگے امیر نے اُن کا پیچھا نہ کیا انکو مطلق العنان کیا اُسیدم عبدالرحمٰن کو لیکر راہدار
کے مکان پر گئے جا بجا جواہرات کے انبار دیکھے اسباب بیش قیمت بیشمار دیکھے امیر نے عمرو کو اسوقت یاد کر کے کہا کہ جاے
عمرو خال
الرحمٰن سے فرمایا یہ جتنا مال ہے یہ سب ملک شہپال کا ہے مجھ کو
ہے تم اسکو اٹھوا کر اپنے شہنشاہ کی خدمت میں پہونچوا دو کہ اسکا
جا شجاعت و سخاوت پر آفرین کی جان و دل سے تحسین کی اور
لو اپنے ہاتھ سے کھوتا ہے بارے راہدار کا سر چار جنوں پر اٹھوا کے

امیر اپنے تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوئے سب رفیق اس شمع کے پروانہ ہوئے ہر گاہ قلعہ غنیم کے نزدیک پہونچے سلاسل
جنی رفیق شہپال چالیس ہزار سوار پریزاد جلو میں لیکر امیر کی پیشوائی کے واسطے آیا اور قلعہ میں لے جا کر آئین شاہانہ
امیر کی دعوت کا سامان بہم پہونچایا دوسرے دن امیر مع سلاسل جنی گلستان ارم کی طرف روانہ ہوئے
راوی لکھتا ہے کہ شہپال امیر کی آمد آمد سنکر گل گل شگفتہ ہوا اور فرمایا کہ ہاں سامان جلوس کمال تزک سے تیار ہو ہم
حمزہ کے استقبال کیواسطے جائینگے اس بات سے ہر شخص خبردار ہو حکم کی دیر تھی تعمیل میں کیا تاخیر تھی شاہنشاہ قاف بڑے طمطراق
سے امیر کے استقبال کیواسطے روانہ ہوا امیر کا حال سنیے کہ داہنے بائیں تو عبدالرحمن و سلاسل کے تخت تھے اور
بیچ میں صاحبقران کا تخت امیر باتیں کرتے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے صدہا تخت رواں جنپر سیکڑوں پریزاد ساز بجاتے
اور گاتے نمودار ہوئے اس کے بعد سیکڑوں تختوں پر ہزاروں پریزاد کہ انسان جنکے حسن و جمال
کو دیکھ کر مثل سایہ زدگان کے بیہوش ہو جائے اُنکے نظارے کی ہرگز تاب نہ لائے ہاتھوں میں گلدستے لیے ہوئے نکلنے اور بخورات
روشن کیے تخت شہپال کے گرداگرد نظر آئے دیکھنے والوں نے بڑے حظ اُٹھائے تمام بیابان خوشبو سے رشک ارم تھا عجب
سامان بہم تھا عبدالرحمن و سلاسل جنی نے دور سے دیکھ کر صاحبقران سے کہا کہ شہنشاہ آپکے استقبال کیواسطے آتے
ہیں آپ کیا فرماتے ہیں جب تخت شہپال کا قریب پہونچا صاحبقران نے اپنا تخت زمین پر رکھوا دیا شہپال نے پریزادوں
سے کہا کہ ہمارا تخت بھی صاحبقران کے تخت سے ملا کر رکھدو کہ اتصال سے دلکو سرور ہو جب شہنشاہ کا تخت زمین
پر رکھا گیا صاحبقران نے تخت پر سے اُتر کر شہنشاہ کے تخت کو بوسہ دیا شاہنشاہ نے امیر کو چھاتی سے لگایا اور پیشانی
پر بوسہ دیکر فرمایا کہ میں نے تکلیف مالا یطاق دی یہ جرأت نامناسب کی مگر ظاہر ہے کہ بزرگ ہی لوگ بزرگوں کے کام آتے ہیں
اور انکے طفیل سے نیازمندوں کے سب کام انجام پاتے ہیں صاحبقران نے کہا کہ اگر میری جان بھی حضور کے کام آئے
تو مجھے دریغ نہیں بلکہ یہ خیر خواہ دلی بڑی نیکنامی پائے یہ کہکر راہداروں کا سر مع جواہرات و مال و اسباب جو ہاتھ آیا تھا شاہ قاف
کی خدمت میں گذرانا شاہنشاہ امیر سے بہت خوش ہوا جملہ حاضرین امیر کی ضرب دست پر آئینہ دار حیران تھے اور انکی چشم
تحیر سے نگراں تھے سبھوں نے امیر کی قوت بازو پر تحسین و آفرین کی اور بہت شاباش دی شاہنشاہ نے اُس جگہ عبدالرحمن
کو خلعت سرفرازی عطا کیا ہمچشموں میں اُسکا مرتبہ بالا کیا پھر امیر کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر بٹھا کر گلستان ارم میں پہونچے
امیر کو بارگاہ سلیمانی میں اُتار کر ایک صندلی جواہرنگار پر بٹھلایا اور جواہرات بیش بہا منگوا کے امیر پر نثار کرایا جسقدر عماید
پریزاد تھے امیر کے روبرو پرے جوڑ کر کھڑے ہوئے اور امیر کے حسن و جمال کو دیکھ کر مسرور ہو کر کہنے لگے کہ خالق نے انسان
ضعیف البنیان کو بھی ایسی صورت و قوت عطا کی ہے اور ایسی وجاہت و شجاعت دی ہے اور شاہنشاہ کا یہ حال تھا کہ بوجود
امیر کی صورت کی کس طرح تعریف کرتا تھا سکتے کے عالم میں مثل پریزادگان امیر کو تکتا تھا اور امیر سر جھکائے چپ بیٹھے تھے شاہنشاہ نے امیر کو خفا
دیکھکر قاف کے انگور کی شراب منگائی کہ اسکے پینے سے حمزہ کا جی ٹوٹے آپ جبتک شراب انگوری حمزہ کیواسطے آئے راقم پردہ دنیا کا حال کہکر سناتے

آگاہ ہونا نوشیروان کا جانے سے امیر کے طرف قاف کے اور روانہ کرنا فوج کا ملکہ کیطرف

مورخان اخبار مشیں اسطرح سے بیان کرتے ہیں کہ شدمین اور عیاشان ملک کا حال سنکر تو نوشیروان مغموم تھا ہی گستہم کی لاش آئی اور ہمراہیوں نے تمام کیفیت کہہ سنائی کہ جسوقت گستہم نے صف بندی کی حمزہ کا تخت مثل بلائے ناگہانی آسمان سے اترا حمزہ نے گستہم کو مارا اور سواروں کو زمین سے کسی نے اٹھا اٹھا کر آسمان پر لیجا کے اسطرح سے نشانہ تاک تاک کے پھینکنا شروع کیا کہ نیچے کے سوار بھی دب دب کے مرگئے چنانچہ اسیطرح بیس ہزار آدمی مارا گیا اور کشندہ نظر نہ آیا بادشاہ نے اس ماجرے کو سنکر تعجبانہ بزرجمہر کی صورت دیکھی بزرجمہر نے تمام واردات پردۂ قاف کی بیان کرکے کہا کہ شہپال بن شاہرخ نے حمزہ کو اپنی اعانت کے واسطے بلوایا ہے اور وہ اسکی مدد کو گیا ہے ہرچند حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ کرکے گیا ہے لیکن اٹھارہ برس وہاں رہیگا اور دیوان قاف کو زیر وزبر کرکے دنیا میں آئیگا اور اسپر کوئی دیو قابو نہ پائیگا پس جسدن اسکا عزم قاف کیطرف روانہ ہونیکا تھا اسی دن گستہم نے لڑائی ڈالی حمزہ نے تو گستہم کو مارا اور جنہوں نے اسکے سواروں کو قتل کیا نوشیروان یہ کیفیت سنکر کمال خوش ہوا کہ اٹھارہ برس تک کون جیے اور کون مرے حمزہ کسی نہ کسی دیو کے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا اس فرقے کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائیگا اسوقت میں مسلمانوں کو بے اجل ہلا لیا چاہیے اور انکو اس کا بدلہ دیا چاہیے یہ سوچکر ولیم و قلیم کو کہ ساسانیوں میں ان سے زیادہ زور آور کوئی نہ تھا تیس ہزار سوار دیکے کیطرف روانہ کیا اور کہا کہ بالفعل حمزہ قاف پر گیا ہے میدان خالی ہے ہرطرح سے فارغ البالی ہے تم جاکر کے کو ویران کرکے ملکہ مہرنگار کو لے آؤ مجھکو اسکا دیدار دکھاؤ وہ دونوں بادشاہ سے رخصت ہوکر کے کیجانب روانہ ہوئے اب شاہ عیاران عمرو عیار کشندۂ کافران و مہرنگار کا حال سنیے کہ جب چندروز اٹھارہ دن پر گذر گئے اور امیر نہ آئے تو بے اختیار ڈاڑھیں مار مار کے رونے لگا مہرنگار کے پاس جو گیا تو اسکو بھی بیتاب دیکھا مہرنگار عمرو سے کہنے لگی کہ کیوں بابا عمرو امیر تو اب تک نہ آئے معلوم نہیں کہ ان پر کیا گذری وہ ملک دیو پری کا ہے اور یہ آدمزاد تنہا ہے خدا ہی امیر کا حافظ ہے اور تو کیا کہوں مگر میں زہر کھا کر مرجاتی ہوں خواجہ نے کہا کہ اے ملکۂ آفاق خیر تو ہے کوئی ایسا کام کرتا ہے کسی کے فراق میں زہر کھا مرتا ہے کیا آیۂ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ تم کو یاد نہیں ہے خدا سے امید امداد نہیں ہے اب میں امیر کا حال دریافت کرنے کیلیے مدائن کو جاتا ہوں بزرجمہر سے دریافت کرآتا ہوں آپ اپنا حال ابتر نہ کیجیے اضطراب کو اپنے دلمیں راہ نہ دیجیے مہرنگار کو سمجھا کر مقبل کے پاس آیا اس سے کہا کہ میں تو مدائن کو امیر کا حال دریافت کرنے بزرجمہر سے جاتا ہوں اور تم کو ایک تدبیر بتاتا ہوں تم اپنے چالیس ہزار تیرانداز بحیطا سے مہرنگار کی محافظت میں مستعد رہنا اور جابجا قلعہ کی فصیلوں پہ پہلوانان قوی ہیکل کو قائم رکھنا اور آپ باب عیاری بدن پر لگا کے بشیۂ فیض کیطرف سے مدائن کیطرف روانہ ہوا چندروز میں منزلیں قطع کرکے ایک بقال کی صورت بنکر بزرجمہر کے دروازے پر جاکے کھڑا ہوا اتفاقاً اسیوقت

بزرجمہر بھی دربار سے پھرے تھے عمرو کو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا کہ آپ کی جاگیر کا رہتا ہوں لوگوں نے بہت ایذا مجھ کو دی ہے میرے ساتھ بڑی دغابازی کی ہے اسواسطے فریادی آیا ہوں اگر آپ میری داد نہ دینگے تو زنجیر عدالت جا کر ہلاؤنگا پادشاہ کو اپنا حال سناؤنگا خواجہ بزرجمہر نے اُسکی عرضی کو خادم سے منگوا کر جو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ عمرو ہے خلوت میں بلا کر گلے سے لگایا خیر و عافیت پوچھی عمرو نے کہا کیا عرض کروں کہ کس مصیبت میں گرفتار ہوں اور کیسا مضطرب و بیقرار ہوں حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے گیا تھا اُسپر اتنے دن اور بھی گزر گئے معلوم نہیں کہ کس بلا میں مبتلا ہوا اسکا کیا حال ہوا مہر نگار زہر کھانے پر مستعد ہے خواجہ نے کہا کہ سچ ہے حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے گیا ہے لیکن اٹھارھویں برس قلعہ تیغ مغرب پر آ کے لیگا اور تمام دیوان سرکش کو قتل کریگا اور اُسکو کسی طرح کا ضرر نہ پہونچے گا اور اس عرصہ میں تجھ کو بہت مہمیں سر کرنی ہونگی ہر طرف سے شاہان و پہلوانان زرنگار تجھپر چڑھائی کرینگے تیرے ایذا دینے پر کمر کسیں گے لیکن تو خاطر جمع رکھ کوئی تجھ شے پر آئیگا تو ہی سب پر فتح پاویگا اور اب جلد کلے میں پہونچکر اپنے قلعہ کی ہوشیاری کر اور کسی سے نہ ڈر نوشیرواں نے ویلم و قیلم کو تیس ہزار سوار سے تیرے لڑنے اور مہر نگار کے لانیکے لیے بھیجا ہے عمرو نے کہا کہ خیر حمزہ کی دوستی میں اگر میری جان بھی کام آویگی تو مجھ کو کچھ عذر نہیں ہے یہ بات میرے دلنشین ہے جہانتک کوشش ہوسکے گی وہانتک کرونگا یہانتک کہ اسکی خیرخواہی میں مرونگا باقی ویلم و قیلم تو کیا چیز ہیں جمشید و کیخسرو بھی اگر گور سے اٹھ آویں اور مہر نگار کا نام زبان پر لاویں تو پھر قبر میں بھیجے جاویں اور اسپر قابو نہ پاویں لیکن آپ ایک خط مہر نگار کو بطور نصیحت کے اپنی طرف سے لکھدیں کہ تسکین پائے اور صبر کا عمل میں لائے بزرجمہر نے قلمدان منگا کر ایک خط مہر نگار کو نصیحت آمیز لکھا اور اسمیں امیر کے آنیکی مدت اور مضمون تسکین مند درج کیا اور عمرو عیار کو دیا عمرو اُس خط کو لیکر مشیئہ فیض کیطرف سے مکہ کیجانب روانہ ہوا اسم ترتیب شبانہ روز منزلیں طے کر کے قلعہ میں داخل ہوا اور بزرجمہر کا خط مہر نگار کو دیا وہ اسکو پڑھ کے زار زار رو کر کہنے لگی کہ وائے قسمت اٹھارہ برس اور حمزہ کے سوز فراق میں جلنا پڑا عمرو نے مہر نگار کو سمجھایا کہ اے ملکۂ آفاق تم ابھی بہت جیو گی انشاء اللہ تعالٰی اٹھارہ برس اٹھارہ دن کیطرح گزرتے ہیں اور وہ بخیر و عافیت تشریف لاتے ہیں عمرو مہر نگار کو سمجھا کر فوج میں آیا اور پڑا باندھ کر ایک ایک سے فرمایا کہ بزرجمہر کی زبانی معلوم ہوا کہ حمزہ اٹھارہ برس قاف میں رہیگا پس جسکو جانا ہو وہ ابھی سے اپنے گھر کی راہ لے اور جسکو رہنا ہے وہ باتفاق برادرانہ رہے جب حمزہ سلامت پھریگا البتہ اسکی رفاقت سے خوش ہو کر بہت عزت اور حرمت کریگا جتنے لشکری تھے کیا سردار کیا یار سبھوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ اے خواجہ ہم نے حمزہ کی اطاعت جان و دل سے قبول کی ہے اُسکی رفاقت نہ چھوڑینگے جبتک جیا میں جی ہے اور حمزہ کی جگہ پر آپ ہیں ہم آپکے پاس سے کہاں جاوینگے کیونکہ آپکی فرمانبرداری سے قدم باہر نکالینگے عمرو نے خوش ہو کر ایک ایک کو چھاتی سے لگا کے کہا کہ تم سب میری جان کے برابر ہو میں تمھارا احسانمند [illegible] بعد جن جن کو قلعہ کی نگہبانی پر قائم کرنا تھا قائم کیا اور کمال حفاظت کا حکم دیا اور آپ لباس شاہانہ پہنکر ایک شامیانہ زری کے نیچے فرش مکلف بچھا کر کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا اور مقبل وفادار کو با تیر اندازان بخطا کھڑا کر کے ویلم و قیلم [illegible] انتظار کرنے لگا دو ساعت کا عرصہ ہوا تھا کہ قلعے کے سامنے سے ایک گرد تیرہ و تاریک نمودار ہوئی

جسکی کثرت سے سب زمین پر چھا رہی تھی جب وہ غبار قریب پہونچا ہوا نے گرد کو اُٹھایا سامان لڑائی کا نظر آیا تین علم دکھائی دیئے اور آگے آگے دو پہلوان قوی ہیکل فولاد پیکر غرق بنظر پڑے عمرو نے جانا کہ دیلم و قیلم یہی ہیں انہوں نے قوتوں نکلتے ہی فوج سے کہا کہ ہاں قلعہ کو گھیر کے مسلمانوں کو مار کے مہرنگار کو نکال لاؤ کہ اسکے عوض میں خلعت و انعام حاصل کرکے اپنے دامن خواہش کو گوہر مقصود سے بھر لیں ہم جلد اُن کو معاودت کریں اور جاکر بادشاہ سے منصب عالی پائیں سواروں نے اُنکے حکم سے گھوڑوں کو دوڑایا اور متصل قلعے کے پہونچا جب قلعے کی زد پر پہونچے عمرو نے ایسا آتشبازی کا مینھ برسایا جو آگے بڑھے تھے اُنکو اُس آگ نے جلایا جو پیچھے تھے اُنھوں نے مارے خوف کے قدم آگے نہ بڑھایا دیلم و قیلم نے دیکھا کہ ان بھی آخر ہوا اور لشکر کا حال بھی ابتر ہوا نقارہ بازگشت بجوا کے قلعہ کی زد سے لشکر دور کیا اور فوج کو محافظت کے لیے روند اور گشت کا حکم دیا عمرو کا معمول تھا جب سے صاحبقران قاف کی طرف گئے تھے دونوں وقت مہرنگار کے دسترخوان پر کھانا کھاتا تھا اور مہرنگار کو تسلی دیکر سمجھاتا تھا شام کے وقت دسترخوان پر جاکے موجود ہوا اور بعد تناول طعام کے دوپہر تک حاضر رہکر ملکہ کو تشفی دیا کیا بعد ازاں اُٹھکر سرہنگ مصری کو بلاکے حکم دیا کہ تم منظر شاہ یمنی کی بیٹی اور ہماری تاجدار کو جاکر لے آؤ اور اس کام کے انجام میں محنت و مشقت اُٹھاؤ کہ وہ اور زہرہ مصری صاحبقران کے آنے تک ملکہ مہرنگار کا دل بہلاتی رہیں اور باتیں دل لگی کی کرتی رہیں یہ کہکر اپنی خوابگاہ میں جاکر چین سے سو رہا جب صبح ہوئی سب کو اپنے اپنے کام کی اجازت دی اور شامیانہ کے نیچے کرسی پر رونق افروز ہوا دیلم و قیلم نے بھی سپاہ لے کر قلعے کے سامنے آکر مقابلہ کیا اور فوج کو بڑھنے کا حکم دیا عمرو نے پہلے دن کیطرح قارورہ ہائے آتشیں و سنگ و خشت و تیر قلعے پر سے مارنا شروع کیے گویا ایک قیامت برپا کی سب فوج بیتاب ہوکر پسپا ہوئی دیلم و قیلم نے فوج کو للکارا سب بھاگنے والونکو پکارا کہ آگے قدم بڑھا کے پیچھے قدم ہٹانا بھاگنا نامردوں کا کام ہے بہادروں اور دلاوروں کا لڑنے میں نام ہے فوج نے پھر گھوڑوں کی باگ اُٹھائی جرأت دکھائی لیکن آتشبازی کی تاب نہ لاسکے قدم آگے نہ بڑھا سکے دیلم و قیلم نے سپریں سر پر رکھ کے گھوڑوں کو جو آسن سے دبایا اپنے تئیں خندق پر پہونچایا فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارے خاکریز پر کھڑے ہیں غیرت جو دامنگیر ہوئی ہرچہ بادا باد کہکر گھوڑے اُٹھائے اپنے سرداروں کے پاس آئے عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ بات تو بُری ہوئی کہ حریف خندق تک آ پہونچا فی الفور ایک حقہ آتشیں پر از روغن نفط زنبیل سے نکالا آگ دیکے کفچہ فلاخن میں رکھ کر دو چار چکر کھا کر دیلم کی چھاتی پر مارا حقہ جو چھاتی پر لگ کر پھوٹا روغن نفط تمام بدن پھیل گیا اور شعلہ جوالہ کیطرح سے جلنے لگا دیلم ہاتھوں سے اُسکو بجھانے لگا انگلیاں مثل فتیلہ جلنے لگیں تیل کی چھینٹیں جو داڑھی پر پڑیں روئی کے گالے کیطرح سے جل گئی منہ پر جو ہاتھ پھیرا بھویں مونچھیں جھڑ کر جل گئیں قیلم نے دیکھا کہ دیلم جلا جاتا ہے اور اُس سے کچھ نہیں بن آتا ہے اُسکا حال دیکھکر بہت گھبرایا اور اُسکے پاس آیا جب اُسکی آگ بجھانے لگا اُسکا حال بھی دیلم کا سا ہوا تو یہ بھی کمال اضطراب سے پیچ و تاب کھانے لگا دونوں بھائی لوٹن کبوتر کیطرح سے لوٹنے لگے

فوج نے دیکھا کہ سردار جلے جاتے ہیں اور کسیطرح آگ سے مخلصی نہیں پاتے ہیں خاک مٹی دونوں کے اوپر ڈالکے بہزار خرابی بصد
وہ آگ بجھائی تب ان دونوں نے تسکین پائی فرودگاہ کیطرف بھاگے اور اُنکے علاج میں مصروف ہوے لڑائی کے سب
سامان موقوف ہوے عمرو چین سے شامیانہ کے نیچے پھر کرسی جواہر نگار پر بیفکر ہوکر بیٹھا جب دو گھڑی دن باقی رہا عمرو کو
عیاری سوجھی اپنے فن کی طرح اری سوجھی کرسی سے اُٹھکر لباس عیاری اپنے بدن پر درست کیا عیاری کرنے پر کمر چست
کیا بھتر آتش نوشیرواں کے عیار کی صورت بنکر بیخوف ویلم وقیلم کے خیمے میں درانا گھسا چلا گیا اور ویلم قیلم سے
جاکر ملاقات کی اور اُن دونوں سے اختلاطا بات کی ویلم وقیلم بھتر آتش کو دیکھکر رونے لگے گوہر اشک برونے لگے
بولے کہ دیکھو بھائی عمرو نے ہماری یہ صورت بنائی ہے اُسکے ہاتھ سے ہمپر کیسی بلا آئی ہے آتش نقلی بولا کہ سنو صاحب عیار
عیار سے سربر ہو سکتا ہے نہ کہ سپاہی عیار سے سوائے اسکے آپ جانتے ہیں کہ عمرو کیسا عیار ہے آج روے زمین پر اپنا ثانی نہیں رکھتا
بے مثل اُسکے کوئی ہمہ دانی نہیں رکھتا ہے چنانچہ یہی سمجھ کر تو بادشاہ نے مجھکو تمھاری حفاظت کیواسطے بھیجا ہے تم نے جلدی کی مجھکو
نہیں آنے دیا جلدی کرکے تمام اپنا کام تباہ کیا بہرحال جو کچھ ہوا سو ہوا گزشتہ را صلوات اب میں آیا ہوں دیکھو تو عمرو کی کیسی سر
بناتا ہوں تمھارے ساتھ جو اُسنے کیا ہے اُسکا مزہ اسکو کیسا چکھاتا ہوں اسمیں درد کی شدت سے وہ دونوں سوختہ آہ و نالہ کرنے
لگے آتش نے کہا کہ اسوقت دو چار پیالے شراب انگوری کے پیجیے کہ طاقت بھی آوے اور درد بھی کم ہوجائے ویلم وقیلم نے کہا کہ تم
سے بہتر بھلا کون ساقی ہوگا اگر یہی مرضی ہے تو دو چار دور پلاؤ ہمارا درد وغم بھلاؤ عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا فوراً جام و
صراحی ہاتھ میں اُٹھاکر دو دو دور تو ویلم وقیلم کو مع ارباب محفل شراب خالص کے پلائے تیسرے دور میں اپنے شعبدے دکھائے
دو چار ہی پیالے پیکر سب کے سب لوٹ پوٹ ہوگئے سارے ہوش و حواس کھو گئے عمرو نے خیمے کے دروازے پر آکر تمام شاگرد پیشہ کو
شراب دی اُنکی تدبیر بھی اچھی طرح سے کی جب اندر باہر سے سب اطمینان ہوچکا پہلے تو سب کے کپڑے اُتار برہنہ تن کر دیا اور جتنا
اسباب اُس خیمے میں تھا فرش تک اُٹھاکے زنبیل میں رکھ لیا اور سبکی ایک طرف کی ڈاڑھی مونچھ مونڈکر دوسری طرف کی مونچھ
میں گھنگرو باندھا اور چونے کتھے کا جل کے ٹیکے ایک خسارے پر دیے اور دوسرے رخسار کو مطلق کالا کیا اور برہنہ کرکے
خیمے کے ستونوں سے اُلٹا لٹکا کے ایک رقعہ لکھکر کہ میں عمرو تھا آج تو تمھاری جان بخشی کی ورنہ تمکو ہلاک کرنے سے نجات دی خیر تو
اسی میں ہے کہ کل یہاں سے کوچ کرکے چلے جاؤ اپنا کارخانہ یہاں سے اُٹھاؤ نہیں تو ابکی دفعہ جان سے مار ڈالونگا تم سبکو
ملک ہستی سے نکالونگا ویلم کے گلے میں باندھ دیا اور اپنا رستہ لیا قلعے میں آکر پوشاک بدل کے کھانا کھاکے چین سے سو رہا اپنے کام
سے فارغ ہو رہا جب صبح ہوئی سرداران لشکر ویلم وقیلم کے مجرے کو آئے سب نے نئے شعبدے پائے اُسی حالت کو دیکھکر جسکو ایک سر
سے کھولا کوئی مارے غیرت کے منھ سے نہ بولا الغرض سب کا منھ ہاتھ دھلایا اپنے اپنے پاس سے کپڑے منگواکر اُن سبکو لباس
پہنایا اور رقعہ جو ویلم کے گلے میں بندھا ہوا تھا اُسکو کھولکر پڑھا معلوم ہوا کہ آتش نہ تھا عمرو تھا ویلم وقیلم نے حجاب بے نقاب
چہرے پر ڈال کے اُسی دن مدائن کو کوچ کیا اپنے تئیں بایں حال خراب نوشیرواں تک پہنچایا

بھیجنا نوشیرواں کا ہرمز خلف اکبر کو عمرو کی تنبیہ کیواسطے

راوی لکھتا ہے کہ جب بلیم و قبلیم منکوب و مخذول مدائن کیطرف راہی ہوے عمرو نے چھ مہینے کی قوت کے لائق غلہ وغیرہ جو کچھ درکار تھا خرید کر کے قلعہ میں بھرا اور مطمئن ہو کر بیٹھ رہا بلیم و قبلیم کا حال سنیے چند روز کے عرصہ میں خستہ حال ذکستہ بال مدائن میں پہونچے اور نوشیرواں کو اپنی صورت خراب کھلا کے عمرو کی شکایت کرنے لگے نوشیرواں انکی ہیئت کذائی دیکھ کر بے اختیار ہنسا اور کہنے لگا کہ فی الواقع عمرو بڑا ہی بدذات ہے اسکی جو حرکت ہے نئی بات ہے دیکھا چاہیے کہ یہ کیونکر گرفتار ہوتا ہے یا مارا جاتا ہے لشکر اسپر کیونکر قابو پاتا ہے یہ کہکر ہرمز کو بلایا اور فرمایا کہ تم جاکر عمرو کو پکڑ کے مہرنگار کو لے آؤ اور بہت بدبہ سے جاؤ اکثر ایسی لڑائیاں بادشاہ اور شاہزادوں کے اقبال سے فتح ہوتی آئی ہیں اور سرداران جاں نثار نے اپنے بادشاہ کی بلند نامی کیواسطے بڑی بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں سوے چالیس ہزار زرہ پوش کے کتنے پہلوانان قوی ہیکل گردن کش ہمراہ کیے اور انکو سب طرح کے اسباب و سامان دیے بختیارک پسر بختک کو بھی ساتھ کیا اور اس سے بھی کوشش اور جانفشانی کا وعدہ لیا اب جبتک یہ کے کو پہونچیں تب تک کچھ حال بابا ے دوندگان عالم کا بیان کروں ایک دن عمرو کے خیال میں آیا کہ بہت دن ہوے بالا وہی کا مزہ نہیں اٹھایا آج چلا چاہیے لباس شاہانہ اتار کے سامان عیاری زیب بدن فرمایا اور قدم کو مدائن کیطرف بڑھایا بیس بائیس فرسنگ گیا ہوگا کہ ایک گرد و غبار معلوم ہوا اپنے دلمیں کہا کہ دیکھا چاہیے کہ اس گرد میں کون پوشیدہ ہے اور اس غبار میں کیا آفت جدیدہ ہے ایک سقہ کیصورت بنکر ایک مشک کاندھے پر رکھ کے گرد کیطرف چلا جب متصل پہونچا دیکھا کہ ہرمز تاجدار مع فوج جرار چلا آتا ہے کہ جسکے لشکر کے ہجوم و سطوت سے طبقۂ زمین لرزہ پاتا ہے مگر پیاس کے مارے کسی کے منہہ سے بات نہیں نکلتی ہے سب کی جان آتش تشنگی سے مثل موم گھلتی ہے ان لوگوں نے جو سقہ کو دیکھا تو ایسے خوش ہوے کہ گویا خضر ملے آنکھوں میں طراوت آگئی کمال مسرت دل پر چھا گئی ایک ایک پیر پانی کیواسطے گرنے لگا ایک سردار نے کہا کہ پہلے اسکو شہزادے کے پاس لیچلو کہ وہ سب سے زیادہ تشنہ لب ہیں پیاس کی شدت سے جاں بلب ہیں ہرمز کے پاس جو سقے کو لیگئے عمرو نے ہرمز کو دیکھ کر پہچانا دیکھا کہ ہرمز کی زبان پیاس کی شدت سے منہہ سے باہر نکل آئی ہے آنکھیں پتھرا گئی ہیں اپنے پرائے کسیکو پہچانتا نہیں چاروں شانے چت زمین پر غش میں پڑا ہوا ایڑیاں رگڑ رہا ہے چہرہ کا رنگ بے آبی سے بگڑ رہا ہے چند شخص چادروں کا سایہ اسپر کیے ہوے کھڑے ہیں اسکی زندگی کی فکر میں پڑے ہیں عمرو نے چند قطرے پانی کے ٹھہر ٹھہر کر ہرمز کے منہہ میں ٹپکائے تب اسکے ہوش و حواس اپنی جگہ پر آئے بارے آنکھیں کھولدیں سقے کو جو پانی کی مشک لیے ہوے دیکھا بولنے کی طاقت نہ تھی اشارے سے پانی مانگنے لگا عمرو نے چند قطرے پانی کے ہرمز کے منہہ میں ٹپکائے تھوڑی دیر کے بعد چلو میں پانی لیکر توقف پلایا گویا اسکو از سر نو جلایا ہرگاہ ہرمز کی جان میں جان آئی اسنے کچھ تسکین پائی اٹھ بیٹھا اور ایک جام پانی کا پیکے کہا کہ اے بہشتی تو نے حقیقت میں کام خضر کا کیا تو نے بڑا ثواب لیا یہ پانی کیا پلایا حقیقت میں میرے گلے میں

آب حیات ٹپکا یا اچھا تھوڑا پانی ہمارے واسطے رکھ کر باقی پانی ہماری فوج کو بلا دے اُن مردوں کو بھی جلا دے عمرو
کے پاس خضر کا دیا ہوا مشکیزہ تھا اُسمیں معجزہ تھا کہ اگر کروڑ آدمیونکو اُس سے پانی پلا دے تو ایک قطرہ اُسمیں سے کم
نہ ہووے اُسکو ویسا ہی بھرا ہوا پاوے عمرو نے تمام لشکر کو مع دواب سیراب کیا سب کو اسی مشک سے پانی دیا وہ مشکیزہ
پانی سے بھرے کا بھرا رہا اس بات پر شکر خدا کیا جب تمام لشکر سیراب ہو چکا ہرمز نے کئی سو دینار زر سرخ انعام دیکر فرمایا
کہ اے بہشتی میں مکے کو جاتا ہوں بادشاہ کا حکم بجا لاتا ہوں اگر عمرو کو مار کے اُسپر فتح پاؤنگا مکے کا حاکم تجھ کو بناؤنگا
تو ایسی راہ بتلا کہ جدھر پانی ملے اور لشکر آرام سے چلے عمرو ایک ایسے قلب جنگل میں ہرمز کو مع فوج لیگیا کہ جہاں
منزلوں تک آب نایاب تھا وہ جنگل شدت حرارت سے جگر آب تھا تھوڑی دور جا کر ہرمز سے کہنے لگا کہ اے ہرمز تو
جو عمرو سے لڑنے کو جاتا ہے یہ کیا خیال خام اپنے دلمیں لاتا ہے اُس سے تو کیونکر سر بر ہوگا عمرو بد بلا ہے خدا جانے
تجھ کو کس بلا میں مبتلا کریگا تجھ سے کیسی دغا کریگا ہرمز بولا کہ اے بہشتی عمرو ایک عیار ہے دیکھنا اگر گھڑی سواری اُسکو
نہ مار دیا تو کچھ نکیا یہ سنکر بہشتی بہت ہنسا اور ایک پھلانگ مار کے ہرمز سے کہنے لگا کہ اے ہرمز تو تو کیا مال ہے اگر تیرا
باپ کہ شہنشاہ ہفت اقلیم ہے وہ بھی اپنی تمام فوج لیکر چڑھ آوے تو عمرو پر غلبہ نپاوے تو نہیں جانتا کہ میں ہی عمرو
ہوں باوجودیکہ میں اس وقت تیری فوج میں تنہا موجود ہوں مگر تو میرا کچھ نہیں کر سکتا
یہ کہکے پیترا بدلکر ہرمز کے سر سے تاج لیکر چلدیا اُسکو برہنہ سر کر دیا ہر چند سواروں نے اُسکے پیچھے گھوڑے ڈالے لیکن کوئی
اُسکی گرد تک کو نہ پہونچا سب حیران و پریشان ہو کر پھر آئے چند سوار دیلم و قیلم کے لشکر کے ٹوٹے پھوٹے جو آگرا ثناے راہ
میں ملے تھے اُنھوں نے بکمال تردد ہرمز کے لشکر کو بر سر راہ لاکے سیدھی راہ کے نشان بتائے چوتھے دن شام کے وقت مکے کے
قریب پہونچے خیمے استادہ کیے سامان لڑائی کے آمادہ کیے لشکر نے اپنی اپنی صف قرینے سے قائم کی شب کو جس وقت ہرمز
کے پاس سرداران لشکر حاضر ہوئے بر سبیل مذکورہ تذکرہ مسلمانوں کا درمیان میں آیا ہر شخص نے اپنا اپنا ارادہ سنایا ذرلع
زرہ پوش نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ خداوند عمرو کیا چیز ہے اور مسلمانوں کا لشکر کیا مال ہے آپکا بڑا اقبال ہے تمام فرقہ
مسلمانوں کا ایکدم میں پامال ہوگا دیکھیے گا ان کا کیا حال ہوگا اگر غلام کو حکم ہو تو اسی تبر سے کہ میرے ہاتھ میں ہے دروازہ
قلعہ کا توڑ کر اپنے زرہ پوشوں سے تمام مسلمانوں کو مع عمرو قتل کر کے ملکہ مہر نگار کو نکال لاؤں اور آپ کو اپنی جرأت
اور دلیری دکھاؤں ہرمز بولا کہ میں جانتا ہوں تم ایسے ہی جوانمرد اور دلیر ہو حملہ میں مثل شیر ہو مگر میں چاہتا ہوں کہ سانپ
مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے اس مہم کو کہ بہ اسباب ظاہر سخت مشکل ہے بسہولیت و آسانی سر کروں اور اپنی کاروانی سے ایک عالم
کو بہرہ ور کروں کیونکہ ادنی عیار سے مقابلہ کرنا میرے واسطے کمال باعث سبکی و ذلت ہے ایک حقیر آدمی سے باایں ہمہ شان و
شوکت مقابل ہونا بڑی خفت ہے بختیارک نے ہرمز کی اس راے پر بہت تحسین و آفرین کی کہ شاہزادہ اور بادشاہوں کو
ایسی ہی دور اندیشی چاہیے کہ اُنکا مرتبہ اعلیٰ ہے ان سے اور کون بالا ہے اور بولا کہ اگر حکم ہو تو فدوی صبح کو اُسے

سمجھا کر حضور کے قدموں پر لا گرادے اور اُسکو نشیب و فراز اور حسن و قبح اس معاملہ کا سمجھائے ہرمز نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے تو خود عقلمند دانشور ہے القصہ رات تو اس منصوبہ میں کٹی جب صبح ہوئی بختیارک اپنے خچر پر سوار ہو کے قلعے کی خندق پر گیا دیکھا کہ عمرو لباس شاہانہ پہنے بکمال شان و شوکت کرسی مرصع پر شامیانہ کے نیچے فیل بند دروازے پر بیٹھا ہے اور سرداران و شاہان تنگ واحل و یمن و ہفت شہر راست و چپ اسکے دست بستہ کھڑے ہوئے ہیں ہر ایک شخص منتظر حکم کا ہے اور مقبل مع بارہ ہزار تیرانداز بجیلا کے ترکش کمر میں اور کمان کاندھے پر لگائے پشت پر بیس کھڑا ہوا ہے بختیارک نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ خواجہ چونکہ میں تم کو اپنا عمو جانتا ہوں اور تم کو بہت بڑا جانتا ہوں اسواسطے خیرخواہانہ سمجھانے آیا ہوں اور ایک پیام کہ جسمیں آپ کیواسطے ہر طرح کی بہبودی ہے لایا ہوں وہ یہ ہے کہ حمزہ قاف کیطرف گیا ہے اور اُسکا دیوؤں کے ہاتھ سے بچکر آنا محض خلاف قیاس ہے اسکے سلامت آنیکی کسیطرح آس نہیں بلکہ سراسر یاس ہے اور تم خوب جانتے ہو کہ تمام شاہان و شہزادگان ہفت اقلیم مہرنگار کے نام پر فریفتہ ہیں ہزار جان سے اُس پر دل باختہ اور شیفتہ ہیں کون ہے کہ چڑھائی نہ کریگا اور اس بات سے طرح دیگا پس بے واسطے اپنے کو مخمصے میں ڈالنا دانائی سے بہت دور ہے اور خلاف عقل و شعور ہے بہتر ہے کہ مہرنگار کو تم شاہزادہ ہرمز کے حوالے کر دو اور اس سے ملکے کی حکومت لو عمرو بولا کہ اے مردک یا زی بازی یا ریش یا باہم بازی تو نہیں جانتا کہ اگر خود نوشیروان کہ شہنشاہ ہفت اقلیم ہے وہ تمام فوج اپنی لیکر آوے تو مہرنگار کو مجھ سے نہ پاوے مجھ کو اپنی ابلہ فریبی سے ڈراتا ہے اور میرے سامنے باتیں بناتا ہے اٹھارہ برس کی حقیقت کیا ہے بات کہنے میں گذر جاتے ہیں یہ تیرے فقرے میرے خیال میں کب آتے ہیں اور دیوان قاف کیا مال ہیں اُن کی کیا مجال ہے کہ حمزہ کو کسی طرح کا ضرر پہونچائیں اور اُس پر غالب آئیں ہٹ میرے سامنے سے دور ہو نہیں ابھی تجھ کو تہ تیغ لاتا ہوں اور تیری باتوں کا تجھے مزہ چکھاتا ہوں بختیارک کی جو شامت آئی بے اختیار اُسکے منہ سے نکلگیا کہ او ساربان زادے دیکھ تو یہ بلبلانا تیرا کیسا تجھ کو زیر بار آفت بلا کرتا ہے اور کیسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اگر تیری ناک میں مہار کی رسی دی تو کچھ نہ کیا عمرو نے اسکی اس یاوہ گوئی پر ایک سنگ فلاخن میں رکھکر گھما کے اُسکی پیشانی پر اس زور سے مارا کہ دو انگل گڑھا بختیارک کی پیشانی میں پڑ گیا جھٹ پٹ خچر کو دوڑا کے بھاگا کہ دوسری ضرب پیچھے کر اس سے پھر زمین ہی میں گرے سر سے پاؤں تک لہو میں ڈوبا ہوا ہرمز کے پاس آیا اُسکو اپنا حال خراب کہا جب مرہم پٹی کے بعد حواس درست ہوئے تب اور عمرو کی تقریر ہرمز سے بیان کی ہرمز سنکر بکمال طیش میں آیا اور عمرو کی نسبت کلمات سخت و درشت زبان پر لایا

عطف عنان شدید قلم بذکر صاحبقران گیتی ستان امیر حمزہ عالیشان صاحب جود و کرم

راویان سخن پرور بیان کرتے ہیں کہ جسوقت پریزادوں نے شراب انگوری حاضر کی شہپال نے اپنے ہاتھ سے

ایک جام شراب انگوری کا صاحبقران کو پلایا اور غنچہ خاطر صاحبقران کا اس نسیم دلکش شراب خوشگوار سے مانند گل کے کھلایا صاحبقران نے وہ جام پیکر شہپال کے تخت کو بوسہ دیا اور اُسکی عنایت و الفت کا بہت شکر ادا کیا ساقیان مہوش کے ہاتھ سے مے انگوری خوب پی اور دل نے ایک کیفیت حاصل کی آنکھوں میں گلابی ڈورے پڑے سرور حاصل ہوا نشہ کامل ہوا آنکھ اُٹھا کر ادھر اُدھر جو دیکھا تو اُس بارگاہ میں چار سو سائبان مخمل و اطلس بگانہ رنگ کے ایسے نظر آئے کہ جسنے ہوش و حواس بھلائے یعنی وہ صنعت صرف کی تھی کہ عقل جسکے مشاہدے سے دنگ تھی اور ایک سائبان پر جو بیچ میں کھنچا ہوا تھا اُسپر تصویر حضرت سلیمان کی مع صورت ارباب محفل جواہرات سے تعبیہ کر کے منقش کی تھی جو کوئی دیکھتا تھا یقیناً جانتا تھا کہ حضرت سلیمان دربار میں بیٹھے ہوئے ہیں دربار عام ہے اور چار ہزار چار سو چوالیس تخت و کرسی طلائی و نقرئی عاجی و آبنوسی و صندلی و دونگی فولادی زر کوفتہ و مغرق بجواہر سرداران قاف کے بیٹھنے کے واسطے اُس بارگاہ میں بچھے ہوئے تھے اور سب کے بیچ میں ایک تخت نہایت بڑا اور نفیس کہ جسپر حضرت سلیمان بیٹھے تھے اور اب اُسپر شہپال بیٹھتا ہے بچھا ہوا تھا صاحبقران بارگاہ کی کیفیت دیکھ کر وجد میں آئے بڑے بڑے لطف اُٹھائے واضح ہو کہ آسمان پری نام شہپال کی ایک بیٹی تھی حسن و جمال میں یگانہ پری تھی شہپال کے تخت کے پیچھے اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی ہر چند ایک اوٹ مرصع تخت کے آگے لگا تھا اور اُن دونوں کے درمیان میں اُسکا پردہ تھا لیکن اُسنے جو اوٹ کی اوٹ سے صاحبقران کو دیکھا ایسے بےنظیر جوان کو دیکھ بے اختیار فریفتہ ہو گئی جان و دل سے شیفتہ ہو گئی ساعت بساعت بیقرار و بیتاب ہونے لگی القصہ جب ایک شبانہ روز اس صحبت میں گذرا عبد الرحمٰن نے شہپال سے کہا کہ صاحبقران بہت عدیم الفرصت ہیں میں اس قرار پر لایا ہوں کہ تین دن آتے اور تین دن جاتے اور ایک روز ضیافت کھاتے اور ایک دن عفریت کے مارتے اور ایک دن عوت رخصت میں ہوگی یہ نو دن آپکو اتفاق قیام ہوگا ان سب کاموں کا بخوبی انجام ہوگا سوا اسکے اگر دسواں دن لگے تو میں گنہگار ہوں آپکے عتاب کا سزاوار ہوں شہپال نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا یا صاحبقران کیا کہوں جیسا ان دیووں کے ہاتھ سے میں تنگ آیا اور انکی بدذاتی سے میں نے رنج اُٹھایا اگر آپنے ازراہ مہربانی اُنکو دفع کیا تو زندگی تک بندہ احسان ہونگا آپکا تابع فرمان رہونگا صاحبقران نے کہا یہ کیا بات ہے اللہ کی مدد میرے ساتھ ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگر آپکے اقبال سے ایک ایک سرکش کا سر نہ کاٹا اور آپ کا ملک بدستور آپکے زیر نگیں نہ کیا تو پھر حمزہ میرا نام نہیں اور مجھ سے کسی کام کی امید سرانجام نہیں آپ طبل جنگ بجوائیں پھر قدرت خدا کی ملاحظہ فرمائیں شہپال نے امیر کے کلام سے خوش ہو کر عبد الرحمٰن سے کہا کہ وہ چار دن تلواریں حضرت سلیمان کی لا کر صاحبقران کے آگے رکھدو کہ اُسمیں سے جسکو چاہیں پسند کریں اپنی طبیعت کو خرسند کریں عبد الرحمٰن نے اُسی دم تلواریں حاضر کیں شہپال نے امیر کے روبرو دھریں اور فرمایا کہ اسکا نام صمصام اور اُسکا نام قمقام اور اسکا نام عقرب اور اسکا نام ذو الحجام ہے اسمیں سے جو تلوار آپ پسند کریں

اُسکو سیوہیں امیر نے عقرب سلیمانی کو اُٹھا لیا اپنا زیب کمر کیا جتنے پریزاد کھڑے تھے بے تحاشا خوشی کے مارے
غل مچا مچا کر شاہنشاہ کو مبارکباد دینے لگے اور بکمال انبساط سے امیر کی بلائیں لینے لگے امیر نے عبدالرحمٰن سے پوچھا
کہ یہ کیا مضمون ہے عبدالرحمٰن نے کہا کہ یا صاحبقران یہ چاروں تلواریں حضرت سلیمانؑ کی کمر کی ہیں اور حضرت
سلیمان نے اکثر فرمایا ہے کہ میرے بعد دیوان سرکش کے سر عقرب سے تراشے جائینگے اور وہ مردود اسی تلوار سے اپنی بداعمالی
کی سزا پاوینگے اس سبب سے یہ سب خوش ہوے کہ آپ نے باوجود ناواقفیت کے عقرب ہی کو لیا اور بالہام ربانی سے
اُسکو پسند کیا امیر یہ بات سُنکر بہت خوش ہوے عبدالرحمٰن نے امیر سے کہا کہ ایک دلیل اور باقی رہ گئی ہے اُسکو بھی
سن لیجیے اور اُسپر دل سے اعتقاد کیجیے فرمایا کہ وہ کیا ہے عبدالرحمٰن نے عرض کی ایک درخت چنار کا ہے اُسکو پریزاد
عفریت کے جسم و قد کے برابر شمار کرتے ہیں اور یہ سخن تمام قاف میں مشہور ہے اور اُسکا بہت اعتبار کرتے ہیں کہ جو
کوئی اس درخت کو عقرب سلیمانی سے ایک وار میں قلم کریگا وہ عفریت کو بھی مسافر ملک عدم کریگا امیر نے اُس درخت
کے نیچے جاکر ایک ہاتھ عقرب کا اُسکے تنے میں بسم اللہ کرکے جو لگایا صابون کے تار کیطرح تلوار پار نکل گئی مگر درخت گرکے زمین
پر نہ آیا امیر سمجھے کہ شاید ابھی درخت نہیں کٹا بکمال رنجیدہ ہوے حتی کہ آبدیدہ ہوے عبدالرحمٰن نے امیر کو مبارکباد دیکر
کہا کہ درخت بالکل کٹ گیا اسکو جنبش دیکر دیکھ لیجیے اور بکمال محظوظ ہوکر کنار میں لیا امیر نے ایک ہاتھ اُسکے تنے پر رکھکے دھکا
جو دیا وہ درخت تڑاتڑاکے گر پڑا شہپال نے امیر کے دست و بازو کو بوسہ دیا اور بکمال محظوظ ہوکر کنار میں لیا اور کہا کہ
اے حمزہ واقعی تو نظر یافتہ حضرت سلیمانؑ ہے تب تو جسم میں اسقدر تاب و توان ہے سوائے تیرے کسکا مقدور ہے کہ
عفریت کو قتل کرے اور ایسے معرکہ جانگداز میں اس بہادری سے پاؤں دھرے امیر نے کہا انشاءاللہ تعالے
شہنشاہ قاف کے اقبال سے عفریت پر کیا موقوف ہے جتنے سرکش ہیں سب کا سر کاٹتا ہوں اور اس میدان کو دیوان سرکش
کی لاشوں سے پاٹتا ہوں مگر اب لشکر کو آپ حکم دیویں کہ گلستان ارم سے نکلکر میدان میں خیمہ زن ہوا اور طبل جنگ بجا دیں
اور اپنا دبدبہ صف شکنی انکو دکھا دیں شہنشاہ کا حکم ہوتے ہی جتنی فوج تھی اپنے کیل کانٹے سے ہوشیار ہو گلستان ارم
کے باہر نکلی اور شاہنشاہ بھی بارگاہ سلیمانی کو میدان میں نصب کرکے داخل ہوے اور اپنی فوج ہمراہی کے ساتھ اُس
گروہ میں شامل ہوے یہ خبر عفریت کو بھی پہونچی کہ شہپال نے پردۂ دنیا سے ایک آدمی اپنی مدد کو بلایا ہے
اور وہ بڑی شان و شوکت اور دعوے سے آیا ہے اُسکے بھروسے پر آپ سے لڑنے کے واسطے لشکر لیکر شہر سے باہر آیا ہے اور
میدان میں اپنے لشکر کا پڑا جمایا ہے عفریت قہقہہ مارکر بہت ہنسا کہ کہاں آدمی اور کہاں دیو چلو خوب ہوا اسی بہلنے شہپال
شاہ شہر سے باہر نکلا یہ کہکر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور تمام فوج کو آمادہ جنگ و جدال کیا شہپال شاہ نے بھی اپنے
لشکر میں طبل جنگ بجوایا اور اپنا طنطنہ شجاعت اُنکو سنایا بارہ سو جوڑ سونے روپے کے نقاروں کے جھڑ جھڑ بجنے لگے
گویا بادل گرجنے لگے عفریت کے لشکر میں طبل کے بدلے دیو جو تڑا اپنا بجاتے تھے اور پتھر سے پتھر لڑاتے تھے القصہ تمام رات

دونوں لشکروں میں شور وغل ہونے لگا جب قریب ہوئی عفریت کی لاکھوں دیو میدان میں نکلا کوئی دیو تو شیر کی کھال کوئی اژدہے کی کھال کوئی ہاتھی کی کھال گلے میں ڈالے ہوئے تھا دوسری شاخوں پر فولادی خول چڑھے ہوئے تھے زنجیریں توڑے فولادی گلے بازو کمر ان میں پیچیدہ تھے گلے میں کھوپڑیوں کے ہار ڈالے بھالا گرز چماق چادر آسیا سنگ شمشاد اور پشت نہنگ ہاتھوں میں لیے اس صورت سے مستعد جنگ ہوئے مگر شہپال کی صورت سے دنگ ہوئے شہپال ایک تخت پر آپ سوار ہوا اور ایک تخت پر صاحبقران کو سوار کر کے لشکر کو ہمراہ لیکر عفریت کے لشکر کے مقابل میں صف آرا ہوا تاکہ دیو اس سامان کو دیکھ کر اپنے جی میں ڈریں اور اپنی بیباکی سے خوف و ہراس کریں دیووں نے جو صاحبقران کو دیکھا عجیب و غریب حرکتیں کرنے لگے کوئی ناف میدان میں آکر اپنے جوتڑ مٹکا کے ناچتا تھا کوئی کلقاریاں مار کے اچھلتا تھا کوئی اپنی داڑھی پکڑ کے ٹھٹھکیں کرتا تھا کوئی طرارہ بھر کے آسمان کی طرف جاتا تھا اپنے تئیں ہوا میں اڑاتا تھا اور وہاں سے قلابازیاں کرتا ہوا زمین پر آتا تھا کوئی دانت نکال کر صاحبقران کو ڈراتا تھا کوئی اپنی دم ہاتھ میں لیکر چک پھیریاں لیتا تھا کوئی ایک دوسرے پر سوار ہو کر چکر دیتا تھا امیر کو یہ حرکتیں انکی دیکھ کر بے اختیار ہنسی آئی اور انکے اس مسخرے پن سے انکے دلمیں ان بیہودوں کی بیوقعتی اور خفت سمائی پہلے پہلے اہرمن پدر عفریت کہ جسکا قد پانچ سو گز کا تھا دار شمشاد ہاتھ میں لیکر صف سے نکلا اور سامنے آکر للکارا اور بڑے زور و شور سے نعرہ مارا کہ وہ لازل قاف کو چک سلیمان کہاں ہے جو بہت اپنی دلیری اور شجاعت پر نازاں ہے میرے مقابل آوے کہ چاشنی مرگ کی اسکو چکھاؤں اور اسکو اس جرأت سے قاف میں آنیکا اور دیووں سے لڑنے کا مزہ دکھاؤں امیر شہپال سے اجازت لیکر میدان میں آئے اور کسی طرح کا ہراس اور وسوسہ اپنے دلمیں نہ لائے اور ایک نعرہ اللہ اکبر کا اس زور سے کیا کہ تمام میدان کانپ گیا اہرمن لعین للکارا کہ اے لازل قاف اتنے سے قد پر ایسا چلاتا ہے کہ ہمکو اس آواز سے ڈراتا ہے لا کیا ضرب کھاتا ہے صاحبقران نے کہا کہ اپنا دستور سبقت کرنیکا نہیں ہے اپنے خاندان کی روش سے اپنا قدم باہر دھرنیکا نہیں ہے پہلے تو حربہ کر لے پھر میں حربہ کرونگا اور اپنی بہادری تجھکو دکھاؤنگا وہ بولا کہ تجھ سے کوتاہ قامت ضعیف البنیان پر جو میں پہلے حربہ کرونگا مجھکو کیا دیو کہینگے سب مجھکو بے حقیقت سمجھ کر حیرت میں رہینگے اور میرے حربے سے تو کب بچیگا کہ مجھ پر حربہ کریگا صاحبقران نے کہا کہ جہاں قد و قامت کی تقسیم ہوئی تھی وہاں تو تھا اور جہاں قوت و زور بٹتا تھا وہاں میں تھا سوائے اسکے تو نہیں جانتا کہ میں ملک الموت ہوں تیری روح قبض کرنیکو پردہ دنیا سے آیا ہوں تیرے لیے جام مرگ لایا ہوں اہرمن نے دار شمشاد صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے اسے خالی دیکر عقرب سلیمانی میان سے لیکے فرمایا کہ او ناپاک یہ نہ کہنا کہ مجھکو غفلت میں مارا خبردار ہو جا کہ میں حربہ کرتا ہوں اور تیرے خون ناپاک سے اپنی شمشیر آبدار کو بھرتا ہوں یہ جملہ تمام کرنیکے ساتھ ہی ایک ہاتھ اسکے سر پر ایسا لگایا کہ وہ جیفہ خوار دو ٹکڑے ہو کر آدھا ادھر آدھا ادھر زمین پر آیا شہپال نے شکر کیا اور پریزادوں کو شادیانہ بجانے کا حکم دیا عفریت نے ایک آہ کر کے کہا کہ اے آدم زاد غضب کیا تو نے میرے باپ

مقابلہ کرنا اہرمن کا صاحبقران سے اور مارا جانا اُسکا ایک ضرب شمشیر صاحبقران سے

پہلوان کو مارا اُسکا سر اُسکے تن سے اُتارا لیکن تو بھی بچکر نہیں جانے پاتا ہے دیکھ کہ کیسا صدمہ اُٹھاتا ہے یہ کہکر اور ایک دیو کہ اہرمن سے بھی قوی ہیکل تھا صاحبقران سے مقابلہ کرنیکو بھیجا صاحبقران نے اُسکو بھی جہنم داخل کیا مُردوں میں داخل کیا القصہ تھوڑے سے عرصہ میں تو دیو زور آور کہ عفریت کے لشکر میں نامی تھے اہرمن کیطرح انکو بھی بیجان کیا عفریت کو حیران و پریشان کیا تب تو عفریت نے کانپ کے ایک آہ کی اور فوراً طبل بازگشت بجوا کر اپنے باپ کی لاش کو اٹھوا کر گریاں و نالاں بکمال یاس و ہراس اپنی فرودگاہ کی راہ لی شہپال شاہ امیر پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا قلعہ گلستان ارم میں داخل ہوا اور اُسکو امیر کی شجاعت و دلاوری سے نہایت سرور حاصل ہوا

داستان خواجہ عمرو عیار کے بیان میں

اب دو کلمے داستان بابا سے و وندگان عالم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری کے سنیے جب بختیارک عمرو کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ہرمز کے پاس گیا فراع زرہ پوش نے کہا کہ اگر حکم ہو تو طبل جنگ بجوایا جائے کہ عمرو عیار اپنے کیے کی سزا پائے اور پھر کبھی سر نہ اُٹھائے ہرمز نے کہا کہ مجھ کو کسیطرح بندگان خدا کا کشت و خون منظور نہیں ہے اور جنگ و جدال سے میری طبیعت مسرور نہیں ہے شبانہ روز طلایہ پھرا کرے رسد کسی طرف سے قلعہ میں جانے نہ پائے کوئی قلعہ والا کچھ نہ پائے اور بھوک پیاس کی تکلیف اُٹھائے اور جنگل کٹوا کر رنگدمہ اور سیڑھیاں تیار کراؤ کہ وقت پہ کام آویں اور جب جمع ہو سیڑھیاں لگا کر چڑھ جاویں سبکو یہ رائے پسند آئی اور سیڑھیاں بنانیکی تدبیر کی گئی چار مہینے کے عرصہ میں رنگدمہ اور سیڑھیاں تیار ہوئیں ہرمز نے حکم دیا کہ رنگدمہ کو قلعہ کے مقابل میں قائم کرو اور سیڑھیاں بھی اُسکے پاس رکھو اور ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجواؤ کل ہم قلعے پر چڑھائی اور شمشیر آبدار سے قلعہ والوں کی صفائی کریں گے

یہ خبر عمرو کو بھی پہونچی کہ زنگڈھ قلعہ کے مقابل قائم کیا گیا اور سیڑھیاں بھی تیار ہوئی ہیں اور سپاہیوں کو قلعے پر چڑھنے
کا حکم دیا گیا اور طبل جنگ بھی ہرمز کے لشکر میں بجا ہے سب طرح کا سامان جنگ تیار ہوا ہے عادیکرب سے
کہا کہ تم بھی کوس سکندری پر ڈنکا دلواؤ ہم ذرا سیر کو جاتے ہیں اور تھوڑی دیر میں پھر آتے ہیں یہ کہکر لباس شاہی اتار
اور پوشاک عیاری پہنکے اسباب بدن پر لگا کے ایک پیادے کی صورت بنکے زنگڈھ کیطرف روانہ ہوا دیکھا کہ چار سو پیادے
مشعلیں جلائے ہتھیار لگائے زنگڈھ کے گرد طلایہ پھر رہے ہیں عمرو نے اُنسے جا کر کہا کہ ہرمز نے مجھے دیکھنے کو بھیجا ہے کہ
محافظان زنگڈھ میں سے کون ہوشیار ہے کون غافل ہے اور کس کام میں شاغل ہے جو جو غافل ہو اُنکی اسم نویسی لکھ لاؤ
اور مجھ کو بہ تفصیل دکھلاؤ کہ صبح کو اُنپر سیاست کیجائے وہ غافل اپنی غفلت کی سزا پائے اور جو ہوشیار ہو اُنکے واسطے
ابھی کچھ انوش عنایت کیا جائے اور انعام بھی دیا جائے ہوشیار و غافل خوشامد کرنے لگے عمرو کے پاؤں پر سر دھرنے لگے
اور بولے کہ آپ مہربانی کرکے عرض کر دیجیے گا کہ کوئی غافل نہیں ہے سب ہوشیار ہیں اپنے اپنے کام میں مستعد اور تیار
ہیں عمرو وہاں سے قلعہ میں آیا کئی من شیرینی دارو بیہوشی آمیختہ خوانوں میں لگا کر عیاروں کی صورت بدلکر اُنکے سر پر
خوان رکھوائے اور زنگڈھ پر آئے اور کہا کہ ہرمز نے یہ شیرینی تم لوگوں کیواسطے بھیجی ہے لیکن صبح کو تقسیم ہوگی کہ میں تمھارے
سردار کو نہیں پہچانتا ایک نے آکر عمرو سے کہا کہ میں ان سب پیادوں کا سردار ہوں ہر شخص کے حال سے خبردار ہوں
شاطر میرا نام ہے اور یہی میرا کام ہے اور یہ انگوٹھی فیروزے کی شاہزادے کو نشانی دینا اب کہو کہ بھائی تمھارا کیا نام
ہے اور تمھارے تعلق کس خدمت کا انصرام ہے عمرو بولا کہ مہتر عقیق مجھ کو کہتے ہیں اور بہت سے لوگ میری اطاعت
میں رہتے ہیں فراش خانہ کے داروغہ کا داماد ہوں یہ کہکر وہ خاتم اُس سے لے لی اور خوان شیرینی کے اُسکو دیے
مہتر شاطر نے وہ مٹھائی سبکو تقسیم کرکے اپنا حصہ آپ لیکر کھایا جتنے پیادے تھے سبھوں نے ہونٹ چاٹ چاٹ کر وہ
مٹھائی کھائی اور پہلے تو خوب لذت پائی اور تھوڑی دیر کے بعد سب بیہوش ہوگئے خواب غفلت میں سو گئے عمرو
نے عیاروں کو خبر کیواسطے لگا ہی رکھا تھا خبر پاتے ہی جا کر سبکو خنجر سے کاٹا اور اس میدان کو اُنکی لاشوں سے پاٹا
اور زنگڈھ نردبانوں پر روغن نفط چھڑک کر آگ لگا دی جب دھڑ دھڑ جلنے لگا آپ قلعہ میں آکر چین سے پاؤں
پھیلا کے سو رہا اور میدان کو اُنکی اُس خلش سے پاک کرکے مطمئن ہو رہا جتنی سیڑھیاں تھیں زنگڈھ سمیت رات بھر
میں جل گئیں جب تنور خورشید گرم ہوا ہرمز چار ہاتھی کے تخت پر سوار ہوا اور فوج کو ساتھ لیکے چلا کہ آج سیڑھیاں
لگا کر پہلوانان و سرداران لشکر کو قلعہ پر چڑھا کے مسلمانوں کو قتل کیجیے اور اُن سے انتقام لیجیے تھوڑی دور فرودگاہ
سے گیا تھا کہ عیاروں نے آکر کہا کہ زنگڈھ نردبانوں سمیت جلکر راکھ کا ڈھیر ہوا پڑا ہے اور چوکیدار سر کٹے پڑے
ہیں ایک اُنمیں نہیں بچا ہے ہرمز نے جو یہ سنا ایک شعلۂ آگ کا تلووں سے لگ کر دماغ کے پار ہو گیا کمال ہراس سے بے اختیار
ہو گیا بختیارک سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھیے عمرو کی شرارت نے میری چار مہینے کی محنت برباد کی بختیارک بولا کہ حضور خوب

جانتے ہیں جسقدر زیادہ شریر ہے بڑا صاحب بیروی سوار تو ہو ہی پیچھے ہو جا کر قلعے سے لڑائی ڈالو اور اپنے دل کا حوصلہ نکالو شاید فتح میسر
نصیب ہو اور ہو ہرمز نے قلعہ کے سامنے آکر دس ہزار سوار اپنے کے چاروں طرف محاصرہ کیواسطے متعین کیے اور انکو جو جو حکم
مناسب تھے دیے عمرو نے دیکھا کہ آج نقشہ بدلا ہی قلعہ نشینوں کے دلمیں کثرت فوج اعدا سے ہول ہے اُسنے بھی چاروں طرف سے
قاروسے باندھی تیر و تفنگ مارنے شروع کیے ایسا ایسا آتشبازی کا مینہ برسایا کہ تمام لشکر ہرمز کا گھبرایا اور اُس آگ کی تاب لایا
ہزاروں گھر جلکر خاکستر ہو گئے ہرمز کے لشکر میں قیامت بپا ہوئی اور سب پر نازل ایک بلا ہوئی یا قیامت قلعے کی ضرب سے پیچھے
ہٹے سارے زور گھٹے ہرمز نے ذراع زرہ پوش سے کہا کہ تم ہو اُس دن کہتے تھے کہ اگر مجھ کو حکم ہو تو میں قلعہ توڑ کر اپنے
زرہ پوشوں سے مسلمانوں کو قتل کروا کے مہرنگار کو نکال لاؤں آج جاؤ اور اپنی بہادری دکھاؤ اور اسی دم قلعہ کو توڑ کے
مہرنگار کو لے آؤ ذراع نے کہا کہ حضور نے کب فرمایا میں بجا نہیں لایا ذراع نے اپنے چار ہزار زرہ پوشوں سے گھوڑے
اٹھائے سب دوڑ کے متصل قلعے کے آئے ذراع تو سر پر سپر رکھکے خندق کے پار جست کر کے جا کھڑا ہوا لیکن سوار اُسکے خندق
سے آگے نہ جا سکے ایک قدم گھوڑوں کو نہ بڑھا سکے عمرو نے سوار دنکو تو قارورہ ہائے آتشیں مار کر خندق سے ہٹایا لیکن
ذراع زرہ پوش تنہا خندق کے پار کھڑا رہا جرأت کو کام فرما کے قدم نہ ہٹایا بختیارک نے کہا کہ حقیقت میں ذراع بڑا بہادر ہے
بے شبہہ لاوہی ہے اُسنے جو کہا تھا سو کیا لیکن کیا کرے کہ اکیلا ہے فوج اُسکی عمرو کی آتشبازی سے بیتاب ہو کر پسپا ہوئی یہ حرکت
اُنسے بہت بیجا ہوئی اسوقت حضور اپنے لشکر کو حکم دیں کہ ذراع کی مدد کریں ہرگز اسوقت مرنے سے نہ ڈریں ہرمز نے اپنی فوج کو حکم دیا
دیکھو ذراع اکیلا قلعے کے دروازے پر کھڑا ہے کیسا اپنی بات پر اڑا ہے تم لوگ اُسکی مدد کرو تو ابھی قلعہ فتح ہو جائے جتنے سا سانی تھے
سبھوں نے اپنے اپنے گھوڑے اٹھائے اور لب خندق آئے لیکن خندق کے پار جانیکی کسی کو جرأت نہوئی عمرو نے فصیل کے اوپر
آکے ذراع سے کہا کہ اے بہادر قلعہ تو لیچکا ہم لوگونکو شکست دیچکا اب میں تجھ سے ملتجی ہوں کہ بہادر دنکا دستور ہی غنیم ہزیمت خوردہ
کو امان دیتے ہیں اور پناہ دیکر نیکنامی لیتے ہیں اگر تو جا کر ہرمز سے میرا قصور معاف کرا دے تو میں تیرا بہت ممنون ہوں اور قلعہ خالی کر کے
مہرنگار کو تیرے حوالے کروں ذراع نے جواب دینے کیلیے سپر کو سر سے ہٹایا گھوڑے کو ذرا بڑھایا سپر کا سر سے ہٹانا تھا کہ عمرو نے
ایک سنگ تراشیدہ خوش فلاخن میں رکھ کے گھما کر چلایا اور اُسکے دونوں ابروؤں کے بیچ میں ایسا مارا کہ مغز اُسکا خشخاش کے مانند پھٹکر نلی
راہ سے نکلگیا اور تڑپ کر آب خندق میں جا پڑا ساسانی جو لب خندق کھڑے تھے پانی میں کود کر اُسکی لاش کو نکال کر لیگئے ہرمز کا رنگ
اڑگیا کہ بڑا بہادر سردار مارا گیا اُسکے مرنے پر کف افسوس ملا کیا آتش حسرت سے جلا کیا گھبرا کر بختیارک سے کہنے لگا کہ کیا کروں
عمرو سے کیونکر انتقام لوں اُسنے کہا کہ اسوقت فوج بدحواس ہے سب لشکر کو ہراس ہے طبل بازگشت بجوا کر خیمہ میں چلیے کل سمجھ
لیجیے گا کچھ اور تدبیر کیجیے گا ہرمز نے طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا ساری فوج نے رستہ لیا ہرمز ملول و محزون اپنے خیمہ
میں داخل ہوا اور بذریعہ عرضی تمام کیفیت سے نوشیرواں کو مطلع کیا جب وہ عرضی نوشیرواں کے ملاحظہ میں آئی اُسنے
بھی یہ حال دریافت کر کے بڑی کوفت اٹھائی بزرجمہر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا دیکھتے ہو عمرو کی بدذاتی میرے

کیسے کیسے پہلوانوں کو ہلاک کرتا ہے اور میری سطوت و جباری سے ذرا نہیں ڈرتا ہے بوذرجمہر نے عرض کی کہ فی الواقع وہ ایسا ہی بد خصال ہے اُسکو استخارت کا کیا خیال ہے مگر آپ کا اقبال بڑا ہے وہ کبھی کہیں کہ تقدیر سے نا آشنا ہوتا ہو تو ڈرکر کسطرح سے زندہ پکڑا ہوا منگوا ہوتا بوذرجمہر کی گفتگو تمام نہ ہوئی تھی کہ ساسانیوں نے نوشیرواں کے سامنے داد بیداد کرنی شروع کی کہ ساربان زادہ کو دیکھیے اور قلیم و قلیم و فراع سے پہلوانوں کو قتل کرنا ذلت و بنا نظر کیجیے اب جبتک ہم اُسکا بدلہ اُس عیار بے اعتبار سے نہ لینگے اس سرکشی کی سزا نہ دینگے ہمکو چین نہ پڑیگا نوشیرواں نے اُنکی دلدہی کی اور اخضر فیلگوش کو کہ ساسانیوں میں سردار اور پہلوان نامی ہے ستر ہزار سوار جرار سے ہرمز کی مدد کو بھیجا اور ہرمز کو لکھا کہ تم گھبرا کر قصد معاودت نہ کرو اور ہرگز نہ ڈرو میں نے اخضر فیلگوش کو تمھاری مدد کو روانہ کیا ہے میں نے اُسکو خوب سمجھا دیا ہے بعد ازاں نوشیرواں دربار برخاست کرکے شبستان حرم میں گیا مہر انگیز نے نوشیرواں کو ملول و محزون دیکھکر پوچھا کہ آپ اسوقت ملول و محزون کیوں ہیں نوشیرواں نے کہا کہ تمھاری بیٹی کی بدولت ہر دم مغموم رہتا ہوں ہزاروں رنج و الم سہتا ہوں جب سے ہرمز کو بھیجا ہے وہ ساربان زادہ تین شکستیں اُسکو دے چکا ہے اور کیسے کیسے میرے پہلوان مارے ہیں اُنکے سر تن سے اُتارے ہیں میرا جی جانتا ہے میرے غم کو کون پہچانتا ہے مہر انگیز نے کہا کہ جہاں پناہ سلامت اُسکے مانگنے کی یہ تدبیر ہے کہ خواجہ نہال کو کہ اُسنے مہرنگار کو پالا ہے تحف و ہدایا ساتھ دیکر مہرنگار کے پاس بھیجیے اور ایک خط خفیہ اُسکو لکھیے کہ حیف ہے تیرا خون ایسا سفید ہوگیا کہ ماں باپ تیرے سوز فراق میں جلتے ہیں تیری مفارقت میں شمع کیطرح پگھلتے ہیں اور تجھکو اتنا بھی خیال نہیں آتا ہے کہ ماں باپ کے دل کی آگ کو آب دیدار سے بجھائے اور اُنکو اپنا دیدار دکھائے بہرحال ہم پر رحم کھا کے خواجہ نہال کے ساتھ اسطرف روانہ ہو کہ ہماری جان بچے اور عمرو کے واسطے بھی کچھ زر نقد ارسال کیجیے اور اُسکو طمع دیجیے کہ وہ طمع میں آکر خواجہ نہال کو قلعہ کے اندر بلائے اور قلعہ کے اندر جانے دے ہر گاہ خواجہ نہال قلعے کے اندر پہونچے چند روز میں دل ملا کر عمرو کو زہر دے اور دروازہ قلعہ کا کھولکر فوج کو بلا کے مسلمانوں کو قتل کرے اور مہرنگار کو لیکر چلا آئے ہمکو تو بس دو جانسوز سے چھٹکارا ہو بادشاہ نے مہر انگیز کی رائے بہت پسند کی اور خواجہ نہال کو پست و بلند سمجھا کر مع تحف و ہدایا و زر نقد مکہ کیطرف رخصت کیا

روانہ ہونا خواجہ نہال کا مہرنگار کے لانے کیلیے مکے کیطرف اور مرنا عمرو کے ہاتھ سے

راویان شیرین سخن لکھتے ہیں کہ بادشاہ نے بعد رخصت خواجہ نہال کے ایک شقہ ہرمز کے نام اس مضمون کا لکھکر پیک عیار کے ہاتھ روانہ کیا اور اُسکو پیام دیا کہ اے فرزند پرسوں میں نے اخضر فیلگوش کو ستر ہزار سے تیری مدد کو بھیجا ہے وہ بکمال احتشام و شوکت سے اسطرف کا عازم ہوا ہے اور آج خواجہ نہال کو ایسا ایسا سمجھا کر با تحف و ہدایا روانہ کیا ہے اور اُسکو سب نشیب و فراز اس معاملہ کا سمجھا دیا ہے چاہیے کہ کسی تدبیر سے خواجہ نہال کو قلعہ کے اندر پہونچاؤ کہ ہمارے حکم کی تعمیل کرے اور تم بھی اس مصیبت سے نجات پاؤ اور اگر کسی طرح خواجہ نہال قلعہ میں پہونچ سکے تو اخضر فیلگوش کو لیکر گھیر کے قلعہ توڑ ڈالو اور اپنا مطلب نکالو خواجہ نہال کا حال سُنیے کہ اخضر فیلگوش کی روانگی سے ایک ہی دن پیچھے

خواجہ نہال روانہ ہوا تھا وا سپہ کوچ کرکے اخضر فیلگوش سے جا کر ملا اور اُس سے تدبیر او رمشورہ کا حال ظاہر کیا اور دونوں بالکیدگر مل کے منازل و مراحل طے کرتے چلے تخمیناً تین مہینے کے عرصہ میں ہمزہ کے لشکر میں داخل ہوئے اور بعد ملازمت شقہ ہائے بادشاہ ہمزہ کو دیئے اور سب مراتب بخوبی بیان کیے ہرچند ہمزہ اُن شقوں کے مضمون سے بسبب اُس شقے کے جو عیار کے ہاتھ سے پہونچا تھا واقف ہو چکا تھا لیکن بہرحال شقے کو پڑھ کے دونوں شخصوں کو خلعت دیا اور اُن کو عنایت اور نوازش سے بہت خوش کیا چونکہ دونوں راہ کے تھکے ماندے تھے جلد رخصت ہو کر اپنے اپنے خیمے میں گئے یہ خبر ایک عیار نے عمرو کو پہونچائی اور سب کیفیت اُنکے آنیکی سنائی کہ نوشیرواں نے بڑی فوج ہمزہ کی مدد کو بھیجی ہے عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ دریافت تو کیا چاہیے کہ اسکی مرتبہ کون سردار بنکر آیا ہے اور کس نے نوشیرواں کیطرف سے منصب سرداری پایا ہے دھوبی کی صورت بنکر ہمزہ کے لشکر میں گیا جہاں دو چار آدمیوں کو باتیں کرتے دیکھا وہاں کھڑا ہو کر سُن گن لینے لگا ایک مقام پر کئی آدمی کھڑے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ابکی تو نوشیرواں نے اخضر فیلگوش کو ستر ہزار سوار جرار سے ہمزہ کی مدد کو بھیجا ہے یقیناً قلعہ فتح ہو اور عمرو مارا جائے اور یہ لشکر اپنی مراد پائے ایک بولا کہ خواجہ نہال کو بھی تو بھیجا ہے دوسرے نے کہا کہ اُسے لڑنے کو حکم نہیں دیا ہے بلکہ یہ ارشاد کیا ہے کہ کسی طرح سے قلعہ میں رسائی پیدا کر کے عمرو کو دغا سے مار کے مہرنگار کو لے آئے اور اُسکے عوض میں بہت نقد اور خلعت نیکنامی پائے سو منصوبہ تو اپنے خیال میں کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ عمرو ایسا نہیں ہے کہ کسی کے دم میں آئے اور وہ کسیطرح کا فریب دغا کھائے ہاں اگر اخضر فیلگوش سے کچھ کام بن پڑے تو قریب قیاس ہے اگرچہ ظاہر میں اس بات سے بھی یاس ہے باقی خیریت ہے عمرو نے وہاں سے ہٹکر دھوبی کی صورت بدل کے ایک سائیس کی صورت بنائی اور دوسری تدبیر لگائی توبڑا دانے کا ہاتھ میں لیکر پکار پکار کر کہنے لگا کہ یارو کوئی خواجہ نہال کا خیمہ بتادو شام کو دانہ لینے کے لیے آیا تھا اب رات ہو جانے سے رستہ بھول گیا ہوں گھوڑا دانے کیواسطے تاپتا ہوگا جو کوئی مہربانی کر کے پہونچا دے بڑا اجر پائے ایک شخص بول اُٹھا کہ چل بھائی میں تجھے خواجہ نہال کا خیمہ بتادوں اُسکی بارگاہ تک پہونچا دوں چند قدم جا کر اُسنے کہا کہ دیکھو وہ سامنے خواجہ نہال کا خیمہ نظر آتا ہے جسکی تلاش میں تو اسقدر گھبراتا ہے عمرو نے بصورت اصلی بنکر خواجہ نہال کے خیمہ پر جا کے چوبداروں سے کہا کہ خواجہ نہال کو خبر دو کہ عمرو تمھاری ملاقات کو آیا ہے اور ایک مژدہ تمھارے واسطے لایا ہے خواجہ نہال عمرو کا نام سنکر بہت سراسیمہ و پریشان ہوا اپنے دلمیں متامل و حیران ہوا کہ عمرو اسوقت میرے پاس کیوں آیا ہے کون کار ضروری اسوقت اُسکو لایا ہے مگر استقبال کر کے عمرو کو لے آیا اور اپنے برابر مسند پر بٹھلایا بہت ہی گرمجوشی کے ساتھ کہا کہ آپنے بڑی مہربانی کی کہ تشریف لائے اور اس حقیر کے پاس آئے آپ اگر آج نہ آتے تو میں کل تمھاری ملاقات کے واسطے قلعے میں جاتا اور آپکے جمال باکمال کے دیکھنے سے حظ اُٹھاتا کیونکہ باہم ملاقات کرنا دوستی کا نتیجہ ہے اور اگر غور کیجیے تو حقیقت میں زندگی مستعار کا یہی مزہ ہے عمرو نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ خواجہ کیا کہوں سخت مصیبت میں گرفتار ہوں ایسا تردد ہے کہ زندگی سے بیزار ہوں خواجہ نہال نے کہا خیر تو ہے ارشاد فرمایئے اور حال مفصل مجھے سنائیے عمرو بولا کہ سوائے شر کے خیر کہاں از امیری طرف

متوجہ ہو کر سنیئے اور میرے رفع تردد کی تدبیر کیجیے حقیقت یہ ہے کہ حمزہ مہرنگار کو مجھے سونپ کر اٹھارہ روز کا وعدہ کر کے پردہ
قاف کی طرف گیا تھا سو اُسکو اتنا عرصہ ہوا معلوم نہیں کہ جیتا ہے یا کسی دیو کے ہاتھ سے مارا گیا اور اب میں مہرنگار
کو رکھ نہیں سکتا کہ وہ بھی گھبراتی ہے اور تنہائی کے سبب سے بہت رنج اُٹھاتی ہے اگر ہرمز کو سونپ دیتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ میں نے
بڑی بڑی بے ادبیاں کی ہیں بہت سی اذیتیں دی ہیں دیکھیے میرا قصور بادشاہ معاف کرتا ہے یا مجھ سے انتقام لیتا اور
مجھ کو میرے کردار کی سزا دیتا ہے اگرچہ نوشیرواں رحیم و کریم ہے عجب نہیں کہ معاف کر دے اور مجھ سے اپنا عوض نہ لے لیکن
بختک بختیارک جو میرے دشمن ہیں وہ بڑے پُرفن ہیں یہ ضرور بادشاہ کو ورغلا کے مجھکو قتل کرا دینگے اپنی خباثت سے
باز نہ آئینگے آج تجویز کیا تھا کہ جو ہونی ہو سو ہو ہرمز سے ملکر اپنا قصور معاف کرایا چاہیے اُسکی خدمت میں جایا چاہیے لشکر میں آنکر
آپکے آنے کی خبر سنی کمال اُنکو خوشی حاصل ہوئی سو اب میں مہرنگار کو تو آپکو سونپ کے سبکدوشی پاؤنگا باقی جدھر میرا سینگ سمائیگا
اُدھر چلا جاؤنگا خواجہ نہال عمرو کی تقریر سنکر بہت نہال بکمال خوشحال ہوا اور عمرو کو چھاتی سے لگا کر کہنے لگا کہ خواجہ عمرو
کس کی طاقت ہے کہ میرے تمھارے مقدمہ میں بادشاہ سے کچھ بدی کر سکے اور بادشاہ کے مزاج کو تمھاری طرف سے برہم کرے
تمھاری تقصیر معاف کروانا اور ملک مکہ کی حکومت بادشاہ سے تمکو دلانا میرا ذمہ ہے یہ میرا اقرار واثق سمجھیے اور مجھ کو اس وعدہ
میں صادق سمجھیے عمرو نے کہا مجھ کو آپ سے اس سے زیادہ امید ہے یہ کہکر جھولی سے خرمے نکالکر دیئے کہ مکہ کا تبرک ہے اور کہا کہ
انکو نوش جان فرمائیے اور خط اُٹھائیے خواجہ نہال کی جو شامت آئی بے پس و پیش خرمے کھا گئے اور کچھ وسوسہ دل میں نہ لائے
عمرو یہ کہکر رخصت ہوا کہ میں گھر جاتا ہوں مہرنگار کو لیے آتا ہوں عمرو نے باہر آکر مکہ کا تبرک سب شاگرد پیشہ کو کھلایا اُن احمقوں
کو بھی اُسی دام میں پھنسایا خواجہ نہال نے اپنے دل میں کہا کہ تیرا اقبال ہے کہ گھر بیٹھے مطلب حاصل ہوا ایک ساعت نہ
گذری تھی کہ باہر تو شاگرد پیشہ اور خیمے میں خواجہ نہال بیہوش ہو گئے سب کے سب بیہوش ہو گئے عمرو نے خیمے میں آکر زنبیل سے
کنجیاں نکالیں اور صندوقوں کو کھولکر جسقدر نقد و جنس تھا زنبیل میں رکھا اور ایک صندوق بہت پُر تکلف تھا اُسکو جو کھولا
اُسمیں سے ایک خط مہرنگار کے نام بادشاہ کی طرف سے چند غلافوں میں لپٹا ہوا پایا اُسکو بھی لیکر زنبیل میں چھپایا اور بدستور صندوقوں
میں قفل لگا دیے ایسے ایسے شعبدے کیے پھر خواجہ نہال کو ایک گڑھا کھود کے زندہ گاڑ دیا اور آپ خواجہ نہال کی صورت
بنکر اُسکے پلنگ پر سو رہا سب اپنے کاموں سے فارغ ہو رہا ہرمز کا حال سنیے کہ صبح کو بختیارک سے مصلحتاً کہنے لگا کہ میں چاہتا ہوں
کہ خضر فیلگوش کی اور خواجہ نہال کی دعوت کروں اُنکو اپنے یہاں بلاؤں اور اچھے اچھے کھانے کھلاؤں بختیارک نے
کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے بہت مناسب ہے یہ بات تو آپ پر واجب ہے ہرمز نے جشن کی تیاری کی اور سب سامان دعوت کی کارگزار
کو اجازت دی خضر فیلگوش و خواجہ نہال کو بلوایا جتنے سردار تھے مع خضر فیلگوش حاضر ہوئے سب کو اپنے
اپنے مقام پر بٹھایا تھوڑی دیر کے بعد خواجہ نہال نقلی یعنی عمرو عیار نے بھی حاضر ہو کر مجرا کیا اور مؤدب دست بستہ
شاہزادے کے سامنے کھڑا ہوا ہرمز کو حرکت اُسکی بہت پسند آئی اُسی وقت خلعت سرفرازی سے مخلع کر کے اُسکے حال پر

بہت عنایت فرمائی کہ اے خواجہ نہال شرط ادب کی تم بجالائے ہمکو یہ مراتب تہ شناسی تمھارے بہت بھائے اب آؤ
برادرانہ مجلس میں بیٹھو اور جیسے غم دنیائے دوں فراموش کرو خواجہ نہال نقلی بولا کہ غلام کا یہ رتبہ کب ہے آپکے سامنے بیٹھنا
ترک دیجیے فرمایا کہ اس گفتگو کو اسوقت بالائے طاق رکھو اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس کرسی پر بٹھلایا اور بہت سا التفات کیا
سازندے اور خوانندے جسقدر لشکر کے ہمراہ تھے سوا اُسکے اور جو ملک کے گرد و نواح سے آئے تھے سبھوں نے ساز ملا کر گانا شروع
کیا حاضرین مجلس کے دلکو اپنی خوش آوازی و نغمہ سرائی سے لبھانا شروع کیا اور آوازہ نوش بادہ ہوش بادکی بلند ہوئی کہ محفل
اسوقت نہایت مزہ دار ہے سبکی طبیعت اس کیفیت سے کمال خرسند ہوئی تمام دن تو اس طرح پر چرچا رہا جب شب ہوئی مشعلچیوں
نے موم کافوری بتیاں دوشاخوں سہ شاخوں پنجشاخوں میں چڑھا کر روشن کیں ہرمز نے ایک جام مے دو آتشہ کا اپنے ہاتھ سے
بھر کر اخضر فیلگوش کو دیا وہ آداب بجالایا اُسکو پیا اور ایک جام اُسنے بھی لبریز کر کے ہرمز کو دیا اُسوقت یہ مقرر ہوا کہ جو کوئی
کسی کو پلا دے دوسرا بھی عوض بجالائے الغرض ہر ایک اسی طرح سے دوسرے کو پلانے لگا مزہ شرابخواری کا اُٹھانے لگا
جب پہر رات گئی خواجہ نہال علی نے اُٹھکر عرض کی کہ اسوقت غلام ساقی گری کرنیکا امیدوار ہے کہ یہ محفل اسوقت نہایت
مزہ دار ہے ہرمز نے خوش ہو کر کہا کہ بہت مبارک اس سے کیا بہتر ہے تمھیں اپنے تئیں ساقی بناؤ اور اپنے ہاتھ سے سب کو پلاؤ
خواجہ نہال علی نے جام و صراحی ہاتھ میں لیکر پہلے تو ہرمز کو ایک جام پلایا اور اپنی کارستانی سے اُسکا ہوش اُڑایا بعد ازاں
مجلس میں دورہ کیا دو دور تک تو وہی شراب جو پہلے سے چل رہی تھی پلائی تیسرے دورے میں دارو بیہوشی شیشے میں ملائی
اور سب کو پلانے اور چھکانے لگا چونکہ پہلے سے نشے میں سرشار تھے وہی پیا تو نہیں بیہوش ہو گئے سب کے حواس کھو گئے
خواجہ نہال علی نے دیکھا کہ مجلس کی مجلس اُلٹا چت ہو گئی جام و صراحی لیکر باہر نکلا جتنا شاگرد پیشہ تھا سب کو پلا کر بیہوش کیا اور
خیمے میں آ کر فرش و ظروف اسباب و کپڑے حتی کہ شاگرد پیشہ کا لوٹا بوریا تک مع ہرمز کے پشتارہ کے زنبیل میں رکھ لیا اور
اخضر فیلگوش کی داڑھی مونچھ مونڈ کر بات تک کے ٹیکے تو اس رخسارے پر جسطرف کی مونچھ مونڈی تھی دیئے اور جدھر
کی مونچھ قائم رکھی تھی اُسمیں گھنگرو باندھا اور اُس طرف کے رخسارے کو مطلق کالا کیا اور بڑ کوہی کی کھال کی قبا اُسکے گلے
میں پہنائی ایسی صورت بنائی اور بختیارک کی بھی داڑھی مونچھیں مونڈ کر منہ کالا کر کے صورت اُسکی عورت کی سی بنا کر ہاتھ
میں سیندور تیل سے لت کر کے لگایا اس بیچارے کو بھی مسخرہ بنایا اور دونوں پاؤں اُسکے گلے میں ڈالکر تسمہ میں باندھ دیے اور
ایک پلنگ کا اخضر فیلگوش کی گود میں اُسکو لٹا دیا سب کے ساتھ ایک نیا شعبدہ گیا اور جتنے سردار حاضرین محفل شراب کے
نشے سے بیہوش غافل تھے سب کو ننگا کر داڑھی مونچھیں مونڈ کر منہ سیاہی سے رنگ کر اُلٹا ستونوں سے باندھ دیا اور اسطرح
خواجہ نہال کی صورت بنا ہوا خیمے سے باہر نکلا اور اپنے قلعے میں جا کر کمال اطمینان سے استراحت کی اور جو کام کرنا منظور
تھا اس سے فراغت کی جب اجالا ہوا لوگوں نے دیکھا کہ بارگاہ میں سرداران لشکر ستونوں سے اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں بلکے
شاگرد پیشوں نے سب کو کھولا مارے شرم کے کوئی منہ سے نہ بولا پھر انکے مکانوں سے اُن کے کپڑے لاکر ہر ایک کا منہ

ہاتھ دھلا کے کپڑے پہنائے تب وہ کمبخت سب آدمی کی صورت میں آئے اتنے میں بختیارک بھی ہاتھ دھو کے لیٹے
بیٹھ کر آیا اور اخضر فیلگوش کو سمجھایا کہ بھلے آدمی سوائے عمرو کے اور بھی کسی کی ایسی طاقت ہے کہ میرا عیار ایسا حال بنائے
اور ہم لوگوں کے اوپر ایسی خرابیاں لائے اخضر نے غصہ سے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ عمرو بے وزیر ہوں دیکھو تو میں
اس سے کیسا پیش آتا ہوں اور اسکو ان حرکتوں کا کیسا مزہ چکھاتا ہوں گھنگرو چھن سے بولا معلوم ہوا کہ تمھارے ابھی
اور داڑھی نہیں ہے اور ایک مونچھ میں گھنگرو بند صاحب ہے اخضر نے اور بھی تاؤ پیچ کھایا بختیارک نے کہا کہ ہماری دانست میں
تو یہ گت بنی ہے معلوم نہیں کہ ہرمز اور خواجہ نہال کا کیا حال ہوا شب کو جو خواجہ نہال ساقی گری کرتا تھا وہ خواجہ
نہال نہ تھا عمرو تھا یقیناً خواجہ نہال کو مار کے اُسکی صورت بنکر آیا تھا تحقیق کیا تو وہ تنہا اپنے خیمہ میں خواجہ نہال ہے
اور نہ اُسکا کچھ اسباب مال ہے اور ہرمز کو بھی لیگیا ہے یہ بڑا داغ ہمکو دیگیا ہے اخضر جھنجھلا کر طبل جنگ بجنے کا حکم دیکے بولا کہ اگر
قلعے کی اینٹ سے اینٹ نہ بجاؤں اور اس ساربان زادے کی بوٹیاں کاٹ کر چیل کوؤں کو نہ کھلاؤں اور اس صحرا میں
مسلمانوں کے خون سے ندی نہ بہاؤں تو میرا اخضر نام نہیں مجھکو ایکدم قرار اور آرام نہیں آخر دوسرے دن ستر ہزار اپنے
اور تیس ہزار سوار ہرمز کے لشکر کے ہمراہ لیکر قلعے کا محاصرہ کیا اور فوج سے دلاوری اور جانفشانی کا وعدہ لیا عمرو نے
اُسوقت ہرمز کو زنبیل سے نکالا دیکھا کہ بیہوش ہے چند قطرے سرکہ تند کے اُسکے منھ میں ٹپکائے اور چھینکے اندر پہونچائے
ہرمز نے آنکھیں کھولیں دیکھا کہ عمرو ایک کرسی جواہر نگار پر رونق افروز ہے اور چپ و راست سرداران و شاہان یمن [illegible]
و ہفت شہر ہر ایک اُسکی خدمت سے بہرہ اندوز ہیں اور مقبل وفادار بارہ ہزار تیرانداز بیخطا لیے اور پہلوانان تیغ زن
جابجا مورچوں پر مستعد برق انداز و رعد انداز و قارورہ انداز و سنگ انداز دل کو فصیلوں پر ہوشیار اور اپنے کو پنجہ حریف میں
گرفتار دیکھ کر زندگی سے مایوس ہو کر بے اختیار رونے لگا اور خوف و ہراس سے مضطرب و بیقرار ہونے لگا عمرو
نے ہرمز کو گریاں دیکھ کر تسکین دی اور اسکی بہت سی تشفی کی کہ اے شہزادے تو خوف نہ کھا میں تیرے ساتھ کسیطرح کی بدی
نکرونگا تجھ کو کسی طرح کی اذیت نہ دونگا مگر تین سوال کرتا ہوں اگر تینوں میں سے ایک کو بھی منظور کرے تو مجھ پر اور اپنے اوپر احسان
کر اور ہر صورت سے اطمینان کر ہرمز نے پوچھا وہ کیا سوال ہیں بیان کر میں سنوں پھر اُنکا جواب دوں عمرو نے کہا اول تو میرا یہ سوال
ہے کہ تو مسلمان ہو کر مسلمانوں پر فرمانروائی کر کفر کو ترک کر کے اپنے حق میں بھلائی کر ہرمز بولا کہ یہ مجھ سے نہوگا کہ میں آبائی مذہب
کو چھوڑ دوں اور اپنے بزرگوں کے دین سے منھ موڑوں عمرو نے کہا کہ اگرچہ مسلمان ہونا تیرے حق میں بہتر تھا کہ دین دنیا میں
تیرا بھلا ہوتا اور بعد مرگ چین سے قبر میں سوتا لیکن تیرے خیال میں نہیں آتا مجبوری ہے تیری قسمت میں بہتری نہیں ہے دوسری
دوسرا سوال یہ ہے کہ نوشیرواں کو سمجھا کر تا آنے صاحبقران کے مجھ سے نہ لڑے مزاحمت نکرے میری حکومت میں
پاؤں نہ دھرے جب صاحبقران قاف سے آجائے اُنسے جسطرح سے چاہے پیش آئے وہ مہر نگار کو میرے پاس امانتاً
چھوڑ گیا ہے میں اُسکے آنے تک امانتداری میں کوتاہی نکرونگا اور اُسکی غیبت میں کسیطرح کی بدخواہی نکرونگا اگر وہ میرے

درپے رہیگا تو خدا جانے کہ مجھ سے کس وقت کیا بے ادبی ہوجائے اُسکے دلمیں کدورت آئے سمجھ لے کہ اسوقت جو میری جی چاہے وہ بدی تیرے ساتھ کرونگا و کسی طرح سے نہ ڈرونگا ہرمز نے کہا کہ دوسرا سوال تیرا البتہ ممکن ہے کہ نوشیروان قبول کرے عمرو بولا کہ اے ہرمز میں جانتا ہوں کہ نوشیروان اس بات کو قبول نہ کریگا اور اگر قبول بھی کریگا تو بختک اور بختیارک اب اپنی بدذاتی سے باز رہینگے اور اس مقدمہ میں رانداری کی باتیں کہینگے بہرحال اس سے بھی میں قطع نظر کرتا ہوں اور اس بات سے بھی درگزر کرتا ہوں تیسرا سوال میرا یہ ہے کہ اب تو مجھ سے لڑنیکا قصد کبھی نہ کرنا اور اگر کریگا تو میں ناچار ہوں آیندہ کو میری شکایت سے درگزر کرنا ہرمز نے کہا کہ میں تجھ سے وعدہ واثق کرتا ہوں کہ اب کبھی تجھ سے مقابلہ نہ کرونگا لڑائی کا نام بھی نہ لونگا یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اخضر فیلگوش سپاہ لیکر قلعے کے سامنے آپہونچا عمرو نے دیکھا کہ اخضر فوج کثیر لیکر قلعے پر آرہا ہے اور فوج کو برسر جنگ لایا ہے ہرمز کو فصیل پر کھڑا کرکے کہا کہ اے اخضر تو یقین سمجھ جان لے اگر کسی نے آگے قدم بڑھایا تو میں نے ہرمز کا سر تن سے کاٹ کر خندق میں گرایا پیچھے جو کچھ ہوگا سو ہو رہیگا بختیارک نے اخضر سے کہا کہ تعجب نہیں اگر یہ ساربان زادہ جیسا کہتا ہے ویسا ہی کرے اور ہرمز اسکے ہاتھ سے مرے تو اس سے طبل بازگشت بجوا کر پھر چلنا بہتر ہے ورنہ ہرمز کی جان جانیکا ڈر ہے اخضر فیلگوش طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے کی طرف پھر گیا عمرو نے ایک خلعت لائق شہزادے کو پہنا کر گھوڑے پر سوار کیا اور نسکا رہند پکڑ کے ہرمز کو اُسکے لشکر تک پہونچا دیا اور آپ مہرنگار کے پاس آکر سارا قصہ ظاہر کیا اور اپنی کارگزاری اور اُنکی خرابی حال سے خوب ظاہر کیا مہرنگار نے خوش ہوکر کہا کہ اے بابا میں رات دن تیری فتح کی دعا مانگا کرتی ہوں کہ میں اُن لوگوں کی کثرت فوج اور قوت جنگ و جدال سے بہ نسبت تیرے بہت ڈرتی ہوں ہرمز کا حال سنیے کہ لشکر میں جاکر بختیارک اور اخضر فیلگوش سے کہا کہ میں نے عمرو سے عہد کیا ہے اور اُس نے مجھ سے اس بات میں پیمان و قول لیا ہے کہ آج کے دن سے میں تجھسے لڑنیکا ارادہ نہ کرونگا اور میدان جدال میں ہرگز قدم نہ دھرونگا اور بادشاہ کو بھی سمجھا کر جنگ و جدال سے باز رکھونگا اور عداوت عمرو سے بکمال اصرار مانع ہونگا پس تو بھی اے بختیارک اپنا مکر و فریب اور جوڑبازی چھوڑ دے اور کینہ و فساد اور مکاری اور عناد سے منھ موڑ دے بختیارک نے کہا کہ میں تابع فرمان ہوں اور آپکی رضامندی کا طالب بدل و جان ہوں مجھسے جیسا فرمایا جائیگا یہ تابعدار ویسا ہی بجا لائیگا مگر اخضر نے کہا کہ ہم تو قلعہ کے توڑنے اور مسلمانوں کو مارنے اور مہرنگار کو لیجانے کیواسطے آئے ہیں ہم نے تو یہی حکم بادشاہ سے پائے ہیں بغیر تعمیل حکم بادشاہ اور انجام ان امورات کے قطب آسا یہاں سے پاؤں نہ اُٹھائینگے جبتک اپنا مقصود نہ پائینگے ہرمز کو یہ کلام اُسکا پسند نہ آیا اُسکے اس کہنے پر عمل نہ فرمایا اور بولا کہ میں نے خوب آزمایا ہے کہ جسکا بدن بادی ہوتا ہے بلغم کے زور سے اُس سے کوئی کام شجاعت و بہادری کا بن نہیں آتا ہے ایسا شخص جو کام کرتا ہے اسمیں زک اُٹھاتا ہے اخضر یہ سخن ہرمز کا سُنکر بہت چراغ پاؤں ہوا کہنے لگا کہ اے شاہزادے بہادروں کے نعرے کی آواز جس سے گوش رعد کر ہوا اور دلاوروں کی برق شمشیر کی چمک جس سے حریف کی آنکھوں میں چکا چوند آوے

آپ کو نظر نہیں آتی ہے اس سبب سے آپ کے دل میں یہ بات سمائی ہے اور شاہزادوں اور بادشاہوں کو ایسا نہیں چاہیے
کہ سپاہیوں سے کج بحثی کریں ہرمز اسکی گفتگو سے چیں بجبیں ہو کر اسی وقت کوس رحلت بجوا کے اپنے لشکر سمیت مدائن
کیطرف روانہ ہوا لیکن اخضر نے طبل جنگ بجوایا وہ اپنی بدذاتی سے باز نہ آیا عمرو طبل جنگ کی آواز سنکر چونکا ہوا کہ
ابھی ہرمز مجھ سے وعدہ کر کے گیا ہے کہ میں جیتے جی تجھ سے نہ لڑونگا اور اس بکھیڑے میں کبھی نہ پڑونگا اب لشکر میں آ کر
طبل جنگ بجوایا اپنے اقرار کو بالکل دل سے بھلا دیا پھر اگر دریافت تو کیا چاہیے کہ یہ کیا کیفیت ہے اور کیا ماجرا ہے عمرو
تو قلعے سے باہر نکل کر ہرمز کے اُردو کیطرف گیا معلوم ہوا کہ ہرمز تو اپنی فوج سمیت مدائن کو کوچ کر گیا لیکن اخضر ہرمز
سے بحث کر کے رہ گیا ہے اُسنے یہ طبل جنگ بجوایا ہے عجب نہیں کہ یہ بات ہو اور اپنی فوج سے اقرار لیا ہو کہ کل یا مرنا یا قلعہ فتح کرنا عمرو
نے یہ ماجرا سنکر دل میں ٹھانا تو اُدھر اُدھر کا تماشا دیکھے صورت اپنی ایک پیادے کی بنائی اور اخضر فیلگوش کے لشکر میں گھسا تو دیکھا کہ
ہر ایک سردار جنگ کے سامان میں مشغول ہے عمرو ہر ایک کی آنکھ بچا بچا چھپتا چھپاتا اخضر کے خیمے کے قریب پہونچا
دیکھے تو دروازے پر کئی مشعلیں روشن ہیں مگر چوکیدار سب سو رہے ہیں اور خواب غفلت میں بیہوش ہو رہے ہیں
ایک طرف سے قنات کی میخ اکھاڑ کے خیمے میں گیا انھیں خواب اخضر فیلگوش پلنگ پر پایا روشنی کو چادر عیاری گھما کر خاموش
کیا مکان میں اندھیرا کر دیا مگر ایک فتیلہ عیاری کیواسطے روشن رکھا پہلو میں بیٹھ کے نے ہفت بند جوڑ کر دو مثقال عبیر
بیہوشی اُسمیں بھر کے بیرہ بینی سے لگا کر جو پھونکا تمام عبیر بیہوشی اُسکے دماغ میں پہونچا بے اختیار چھینک مار کے بیہوش
ہو گیا اور سے بیہوشی کی تاثیر سے بیہوش ہو گیا عمرو نے وہاں سے اٹھ کر خدمتگاروں کو بھی غافل کیا اور جہانتک اسباب
خیمے میں تھا سب کی پوٹ باندھ کر زنبیل کے حوالہ کیا اور اخضر فیلگوش کا پشتارہ باندھ کے کاندھے پر اٹھایا اور ایک
ستون خیمے کا لیکے باہر آیا لشکر کے اُردو میں چوراہے پر اُس ستون کو گاڑا اور اخضر کا ایک کان کاٹ کے تمام بدن اُسکا
کالا کر کے جابجا سات رنگ کے ٹیکے لگائے اپنی عیاری کے نئے نئے شعبدے دکھلائے اور اُلٹا کر کے لٹکا دیا اور
ایک بالشت بھر کی بیرق بطور دم کے لگا دی اُس اپنے دشمن کو یہ بُری گت دی اور بھیڑیے کی جگہ ایک تاؤ کاغذ ہفت
رنگ میں کچھ لکھکر لگا کے سرے پر وصل کر کے اپنے قلعے کی راہ لی اور پھر کچھ اسکی عداوت اور فوج کشی کی پرواہ نہ کی
قلعے کے دروازے پر کچھ لوگ دیکھ کر متوحش ہوا اس معاملے کو دیکھ کر مشوش ہوا پھر خندق کے پار جست کر کے جو گیا
فصیل پر سے آواز آئی کہ کون عمرو نے کہا میں ہوں عمرو مگر یہ تو بتا کہ خندق کے اُدھر مجمع کیسا ہے مہتر عقیق بولا کہ
سرہنگ مصری ستر ہزار زر نقد سرخ اور سات قطار شتر بردعی و بغدادی کے اور چند قطار قاطر محمولہ تحائف لیکر
تین سو عیاروں کی جمعیت سے آیا ہے یہ سب سامان تمھارے واسطے لایا ہے عمرو یہ خبر سنکر بہت شاد ہوا اور اُس تشویش سے
آزاد ہوا اور سرہنگ مصری کو بلا کر گلے سے لگا کے مال و اثقال سمیت قلعے میں داخل ہوا اور اُسکی ملاقات اور
اسقدر مال و اسباب اور عیاروں کے لانے سے عمرو کو نہایت سرور حاصل ہوا جب صبح ہوئی سرہنگ مصری کو

منظور وہ زربفتی باشم تاج مرصع قیمتی پروہ کو بہرشاہ ہوا تنبیہ کیے ہوے تھے مع خنجر مرصع نگار و سپر و شمشیر عنایت کر کے کہا
کہ جو کچھ اپنے ہمراہ تم لائے ہو اُسے زہرہ مصری کے پاس لیجاؤ ان سب اشیا کو اُسکے پاس پہونچاؤ سر منگ مصری
نے عمرو کے حکم کی تعمیل کی اور اس ارشاد کی تقدیم میں بہت تعجیل کی زہرہ مصری اُن اسباب کو ملکہ مہرنگار کی خدمت میں
لائی ہر ایک چیز اُسکو علیحدہ علیحدہ دکھائی مہرنگار نے خنجر مذکورہ بالا مع دیگر اسباب اُسکے حوالہ کیا اور لباس و زیور جو پہنے ہوئے
تھی اُتار کر زہرہ مصری کو دیا عمرو نے احوال اخضر فیلگوش کا جو تلک سے بیان کیا ملکہ ہنسکر بولی کہ خواجہ خدا نے
تم کو اسلام کا بادشاہ کیا ہے بڑا رتبہ دیا ہے چالیس اولیا کا سایہ تمہارے سر پر رہتا ہے تم ہمیشہ مظفر و منصور ہوگے کبھی
کسی سے مغلوب و مقہور نہوگے عمرو اس بات سے خوش ہوکر مہرنگار کو دعائیں دینے لگا اور کمال مسرت سے اسکی بلائیں
لینے لگا اور مہرنگار سے کہا کہ میرا قصد ہے کہ منجملہ اس ستر ہزار من کے تیس ہزار من کا غلہ تخریدہ کے قلعے میں بھر دوں اور
سب لوگوں کو کھانے پینے کی طرف سے مطمئن کر دوں اور چالیس ہزار من دیکے سر منگ مصری کو بارہ ہزار غلامان حبش
و زنگ خریدنے کیواسطے بھیجوں اُن سے بڑے بڑے کام نکلیں گے وہ لوگ بہت امور عظیمہ کو انجام دینگے انکو نفط اندازی
و قارورہ اندازی و برق اندازی و خشت اندازی و سنگ اندازی سکھاؤنگا پھر دیکھنا کہ اس لشکر کے اوپر کیسی آفت
لاؤنگا ملکہ نے کہا کہ یا بارا تمہاری عین صواب پر ہے تم سے زیادہ کون دانشور ہے اب دو کلمہ داستان
اخضر فیلگوش کے سنئے کہ وہ تمام رات ستون بیرق کی دم لگائے بندھا پڑا رہا اور وہ ستون اسی طرح سے کھڑا
رہا اور لشکر میں طبل جنگ بجا کیا جب صبح ہوئی فوج تیار ہوکر ڈیوڑھی پر موجود ہوئی سامنے دیکھیں تو اُردو کے چوراہے
پر ستون میں ایک آدمی اُلٹا لٹکا ہے نہ ہاتھ جھٹکتا ہے نہ پاؤں ہلاتا ہے پاس جا کر دیکھا تو سر سے پاؤں تک کالک
سے سیاہ ہے نہایت بحال تباہ ہے اور زرد و سفید نیلے لال سب رنگ کے ٹیکے دیے ہوے ہیں عجب طرح کے کام
مسخرگی کے اُس بیوقوف کے ساتھ کیے ہوے ہیں اور ایک کان بھی کٹا ہوا ہے ہر چند غور کر کے دیکھا کہ صورت آشنا ہے
یا نہیں مگر کوئی نہ پہچان سکا ہرگز اُس نیرنگ سازی کو نہ جان سکا بیرق کے کاغذ کی تحریر پر جو نظر گئی اُسپر لکھا دیکھا کہ
او گبرو تو ہرمز سے بحث کر کے میرے مارنے اور قلعہ توڑ کر مہرنگار کے لیجانے کو رہ گیا تھا اسواسطے یہ قدرے گوشمالی میں نے
تجھ کو دی تیرے ساتھ ایسی حرکت کی کہ ایک کان تیرا کاٹا اور سبرق اُڑائی ایسی بھیانک تیری صورت بنائی دیکھو اب
بھی پنبہ غفلت گوش سے دور کر کے ہوش میں آ اور اپنی جان کو میرے ہاتھ سے بچا نہیں تو لوگ مجھ کو شاہ عیاران عیار
تراشندہ ریش کفار سر برندہ سرکشان روزگار گوشمالی دہندہ نصیحت ناشنوایان ناہنجار قلم پھاڑ خواجہ عمرو عیار
کہتے ہیں میری عیاری سے سب شخص خوف و ہراس میں رہتے ہیں ابھی تو یہی گت بنائی ہے تھوڑی سی آفت تیرے سر پر
آئی ہے آیندہ در صورت سرتابی کے دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا کیا کرونگا کسقدر تجھ کو ذلیل و رسوا کرونگا لوگوں نے
اُس کاغذ کے پڑھنے سے معلوم کیا کہ اخضر فیلگوش ہے جھٹ پٹ اُسے کھولکر خیمے میں لے آئے اُسکے بدن کے وہ سب

سیاہ داغ چھوڑ ائے اور اُس ہیبت مکروہ سے اُسکو نجات نہ دیگا اور کیفیت یہ ہوا نے اخضر بد گہر کہنے لگا کہ میں کیونکر پھر اُن
جاکر کسی کو منھ دکھاؤنگا میں ایسا ذلیل و خوار ہوا ہوں کہ وہاں جیتے جی نہ جاؤنگا یہ کہکر خنجر اس زور سے اپنے پہلو میں مارا
کہ دوسرے پہلو میں نکل گیا پھر دوسرا خنجر اور کھینچ کر گردن میں مارا اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بہ حال خراب سیاہ جہنم کو سدھارا
لشکر بے سردار کہیں لڑتا نہیں پھر لشکر کا پاؤں میدان میں اُٹھتا نہیں ستر ہزار کا ستر ہزار اُسکی لاش کو لیکر مدائن کی طرف
رواں ہوا اور اُس جگہ سے محو اُنکا نام و نشان ہوا یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ اس طرح سے اخضر نے اپنے آپ کو ہلاک کیا
اور اپنے ہاتھ سے اپنے گریبان ہستی کو چاک کیا اور لشکر اُسکی لاش کو لیکر مدائن کو چلا گیا بہت خوش ہو کر اسیم
کعبے میں جاکر نماز شکرانہ ادا کی اور قلعے کا دروازہ کھلوایا اور یہ مژدہ مہر نگار کو سنایا مہر نگار نے بھی سجدہ شکر ادا کیا
عمرو کو فتح و ظفر کا مژدہ دیا عمرو نے رئیسان مکہ کی دعوت کر کے استدعا کی کہ تیس ہزار من کا غلہ مجھکو مہیا کر دیا چاہیے
اتنا احسان مجھ پر کیا چاہیے وہ بولے کہ اے خواجہ خدائے عز و جل تم کو ہمیشہ مظفر و منصور رکھے غلہ حاضر ہو سکتا ہے
لیکن ہم کو نہایت خوف و خطر ہے اور اس بات کا بڑا ڈر ہے کہ ہر گاہ نوشیرواں کو اخضر فیلگوش کی لاش نظر
آئیگی اسکی طبیعت کیسی پیچ و تاب کھائیگی نہیں معلوم کہ کسقدر فوج بھیجے گا یا آپ چڑھ آئیگا اُس وقت ہم لوگوں سے
غیر از مرنے کے کچھ بن نہ پڑے گا اُس سے بھلا کون لڑیگا اس سے بہتر ہے کہ سر دست کوئی اور مضبوط سا قلعہ تجویز
کر کے اُس میں غلہ بھروا کے شہر کے بچانے کی کچھ تدبیر کرو اور ہم چھوٹے سے بڑے تک تمہارے دعاگو ہیں کعبے میں
بیٹھے ہوئے تمہاری نصرت و ظفر کی دعا کیا کرینگے اور در پردہ تمہاری خبر بھی لیا کرینگے عمرو نے خواجہ عبد المطلب
سے کہا کہ اس طرح سے عائد مکہ کہتے ہیں خواجہ بولے کہ نفس الامر میں جو کچھ بیچارے کہتے ہیں بجا کہتے ہیں اُنکے حق بجانب
ہے جو اس ہراس و خوف میں رہتے ہیں عمرو کو معلوم ہوا کہ خواجہ کی بھی یہی مرضی ہے کہ ہم یہاں سے دوسری جگہ چلے جائیں
تاکہ مکے کے لوگ نوشیرواں کے ہاتھ سے نجات پائیں عمرو نے اپنے لشکر کے سرداروں سے حقیقت کہکر مشورتاً پوچھا
کہ کہاں چلا چاہیے عادی نے کہا کہ بالفعل قلعہ تنگ رواحل میں چل کر قیام کیجیے اور وہیں چندے آرام کیجیے پھر اور
پھر اور کوئی قلعہ مضبوط سا دیکھ کر لے لیا جائیگا اور سامان کیا جائیگا عمرو نے اُسی وقت لشکر کو
قلعہ سے باہر کیا اور دو پہر رات گئے مہر نگار کو محافے میں سوار کر کے سرداران یمن و تنگ رواحل و ہفت شہر کو
اُسکے محافے کے ساتھ کر کے اُسکی محافظت کا حکم دیا آخر شب تک وہ قافلہ چلا گیا جب صبح ہوئی ایک صحرا میں عمرو نے
لشکر کو اُتار کر دانہ و گھاس دواب کے واسطے اور اسباب خوردنی لشکر کے واسطے مہیا کیا اُس جنگل میں ٹھہر کر کچھ آرام لیا
ڈیڑھ پہر دن چڑھے مقبل و جمیع سرداران کو مہر نگار کی محافظت کی تاکید کی اور آپ درویش صاحب کمال کی
صورت بنکر قلعہ تنگ رواحل کی طرف راہ لی ٹھیک دوپہر ہوگئی کہ قلعہ تنگ رواحل کے قریب پہونچا لیکن تمازت
آفتاب سے بھوبھل کیطرح سے جلنے اور لُو چلنے لگی جسکی شدت حرارت و تیزی گرمی سے ہڈی ہڈی پگھلنے لگی چونکہ تمام

ریگستان تھا وہاں درخت کہاں کہ سایہ میں بیٹھ کر سستا لیتا مجبوراً اسی جگہ کسی طرح کا آرام نہ پاتا حیران و سرگرداں ہر طرف
پھرنے اور دیکھنے لگا کہ کوئی جگہ ایسی کہ ہاتھ آئے تو دل مضطر چند ساعت اس تکلیف سے آرام پائے ناگاہ
ایک طرف چند درخت سایہ دار دکھائی دیے اسنے اپنے ہوش و حواس بجا کیے خوش خوش قدم مارتا ہوا اُس طرف کو
گیا دیکھتا کیا ہے کہ ایک چوپان کملی بچھائے اُن درختوں کے سایہ کے نیچے قرار پکڑے ہے وہ ایک مرد ضعیف پیر ہے
عمرو کو دیکھ کر سلام کرکے پوچھنے لگا کیوں شاہ صاحب آپ کدھر سے آتا ہوا اس طرف گذرنے کا کون سبب تھا
اور کیا بہانہ ہوا عمرو نے کہا باپ اور ماں کے پیٹ سے آیا ہوں شہر دل آدمی کا جایا ہوں چوپان بولا کہ حضرت
وہاں سے تو سب ہی آئے ہیں آپ نے تو یہ مراتب کچھ نہیں پائے ہیں آخر فرمائیے تو کہ آپ کدھر سے آئے اور کہاں
جاتے ہیں اور درویش بنکر یہ رنج کیوں اُٹھاتے ہیں عمرو نے کہا کہ بابا روم سے آتا ہوں اور مدائن کو جاؤنگا جب
وہاں پہونچونگا تب آرام پاؤنگا مگر اسوقت بھوک کے مارے میرا بُرا حال ہے زندگی مجھ پر وبال ہے اُسنے چند بکریوں
کا دودھ دوہ کر عمرو کے سامنے رکھکر کہا کہ داتا یہ تو اسوقت موجود ہے اور سامان کھانے کا تو مفقود ہے عمرو بولا
کہ بابا فقیر ہر دم اللہ کی یاد میں سیر رہتا ہے ہر حال میں خدا کا شکر اپنے دل و جان سے کہتا ہے میں فقط تجھ کو آزماتا
تھا کہ تو فقیر دوست ہے یا نہیں بھلا اللہ تیرا بھلا کرے اس مہربانی کا تجھے اجر دے تھوڑی دیر کے بعد ناواقفانہ اس سے
پوچھنے لگا کہ اس قلعے کا کیا نام ہے اور اس قلعہ میں کن لوگوں کا قیام ہے اور اسکا حاکم کون ہے وہ بھی فقیر پرورست یا
نہیں غریبوں کے حال پر اُسکو نظر ہے یا نہیں چوپان بولا کہ شاہ صاحب آگے تو یہاں خدا پرستوں کا عمل تھا جب سے
عمرو نامے ایک عیار باغی ہوا ہے شہنشاہ ہفت کشور نے جابجا اپنے سردار بھیجے ہیں چنانچہ اس قلعہ میں جو سردار
آیا ہے اسکا نام عمران زریں کمر ہے ایک سردار دانشور ہے عمرو یہ افسانہ سنتے ہی سن ہوگیا دل میں کہنے لگا کہ خدا نے
بڑا فضل کیا کہ میں ستمگار کو وہاں نہ لیگیا نہیں تو بڑا غضب ہوا تھا میری خرابی کا سبب ہوا تھا اپنے ہاتھوں اژدہے کے منہ
میں پڑا تھا گویا جیتے جی زمین میں گڑا تھا یہ سوچکر ایک نَے نکالی اور چوپان کے آگے رکھدی چوپان اُس کو دیکھ کر کہنے لگا کہ
شاہ صاحب اگرچہ نے میرے پاس بھی تھی مگر چند روز سے گم ہوگئی ہے اور ایسی نے تو میں نے خواب میں بھی نہیں دیکھی یہ
نے تو بیمثال ہے اسکی تعریف کرنا کسکی مجال ہے عمرو بولا کہ اچھا بابا اگر تجھ کو پسند آتی ہے تو حاضر ہے لیجیے اور اپنے دل کو
خوش کیجیے بھلا فقیر کی یہ نشانی اگر تیرے پاس رہیگی تو تیری طبیعت کبھی نہ اداس رہیگی چوپان نے نَے کو لے کر
کہا کہ شاہ صاحب حقیقت میں آپنے یہ نے نہیں دی گویا مجھ کو بادشاہت عطا کی اس عطیہ کا شکر کیونکر ادا کروں
بجا ہے اگر آپ پر اپنی جان فدا کردوں عمرو نے کہا کہ ہم فقیر ہیں سب کے دلوں سے آگاہی رکھتے ہیں ہمارا دل کثرت ریاضت
سے مثل آئینہ کے صاف ہے یہ دعوی ہمارا خالی از لاف و گزاف ہے بھلا اسوقت کوئی زمزمہ تو بجاؤ اس نَے کی
آواز بجا کر ہم کو سناؤ ہم بھی سنیں کہ تم نے کیسی بجاتے ہو کس انداز سے نغمے میں سر لگاتے ہو چوپان نے بیدھڑک نَے کو منہ سے

لگاکر جو سر کھینچا تو نے کے اندر کا غبار چوپان کے حلق میں جا رہا کھانسنے کو انیتے چھینک جو آئی بیہوش ہو گیا دفعۃً غافل ہوکر مدہوش ہو گیا عمرو نے اسی مقام پر ایک گڑھا کھود کر چوپان کو توپ دیا اور جب اپنے تئیں اس کام سے فارغ کیا آپ اسکی صورت بنکر قلعے کے دروازے پر جا کے لوٹنے لگا اور اپنا ایسا حال بنایا کہ سب کو حیرت میں ڈالا لوگ اسکے گرد جمع ہو گئے دیکھیں تو خاص گلہ بان حمران کا ہے اور ملازم اسی امیر والاشان کا ہے ایک پیادے نے یہ خبر حمران کو دی وہ اسکی خستہ حالی مرض کی حمران اسکو بہت پیار کرتا تھا حکم دیا کہ جلد اسکو میرے پاس لاؤ اصلی کیفیت مجھکو دکھاؤ اسکا علاج کیا جائے وہ اس رنج والم سے نجات پائے شام کا وقت بھی قریب پہونچا تھا لوگ اسکو حمران کے پاس اٹھا کر لائے حمران نے اس کو دیکھ کے آنسو بہائے عمرو حمران کو دیکھ کر اور بھی زمین پر لوٹنے لگا اور بیقرار ہوا کہ حمران کو اور زیادہ تر انتشار ہوا حمران نے کہا کہ ارے سہی تجھکو کیا ہوا کس آفت میں تو مبتلا ہوا گلہ بان علی نے کہا کہ کیا عرض کروں اپنا کیا ماجرا حضور سے کہوں ایک قافلہ ... میں بدستور بکریاں چرا رہا تھا خوش دلی سے جنگل کی ہوا کھا رہا تھا کہ تیسرے پہر کو ایک لشکر کہیں سے یہاں آیا ایک عیار اور چند محل عماری کے گرد تھے بڑے اہتمام سے کئی سو آدمی تھا اور کچھ عیار قطوری تنومند نیمچہ سقرلاتی بند ہوئے تھے وہ سب باکمال حشمت و جاہ تھے انہیں سے ایک عیار سردار وضع مجھ سے آگر پوچھنے لگا کہ یہ گلہ کس کا ہے کون شخص مالک اسکا ہے میں نے حضور کا نام لیا اُسے آپکی شان و شوکت سے آگاہ کیا اُسنے گلہ کو ہنکا کر کہا کہ ہمنے کئی چند روز سے فاقہ کشی کی ہے اس سفر نے ہمکو بڑی تکلیف دی ہے ہم ان بکریوں کو کھاوینگے انکے گوشت سے اپنی بھوک کی آگ بجھاوینگے میں مزاحم ہوا اس نے اور عیاروں کو بلا کر مجکو پٹوایا کہ مجھکو بڑی دیر تک ہوش نہیں آیا بوٹی بوٹی میری درد کرتی ہے اور نہایت بیتاب ہوں مبتلائے عذاب ہوں حمران نے پوچھا کہ پھر وہ قافلہ کدھر کو گیا چوپان علی نے کہا کہ یمن کیطرف روانہ ہوا حمران نے خوش ہوکر کہا کہ معلوم ہوا وہ عمرو تھا اہل مکہ نے نوشیرواں کے خوف سے اسے نکال دیا اپنے شہر سے اُسکا اخراج کیا مہر نگار کو لیے ہوئے یمن کو جاتا ہے اسی دم جتنا لشکر اسکے پاس قلعے میں تھا ساتھ لے کر چڑھ دوڑا کہ مہر نگار کو چھین کر اپنے قبضے میں لائے نوشیرواں کے نزدیک بہت عزت پائے عمرو قلعے سے نکلکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا سلطان بخت مغربی کو حمران کی صورت بنا کے مع فوج اور سواریاں قلعے میں داخل ہوا جو لوگ کہ قلعے میں باقیماندہ تھے انکو تہ تیغ بیدریغ کر کے فصیل اور برجوں پر اپنے لوگ تعینات کیے اور پل تختہ خندق سے اٹھا کر باطمینان تمام آرام کیا اور عیاری میں اپنا نام کیا اب حمران کا حال سنیے کہ بیس بائیس کوس تک دوڑ مارکے کسی کو جو نہ پایا تو مایوس ہوکر پھر آیا قریب صبح قلعے کے خندق پر پہونچا فصیلوں سے قرابہ ہائے آتشیں اور خشت و ناوک و تیر برسنے لگے بہت سے لوگ اُسکے مارے گئے اپنی جان سے وہ بچا بیٹے گئے حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے قلعے والے کیوں مجھ سے منحرف ہوکر بر سر عناد ہوئے مستعد فتنہ و فساد ہوئے مجبور قلعے کی زد سے ہٹکر کھڑا ہوا اور دوربین لگا کر لوگوں کو جو دیکھا تو اپنے لوگ جو قلعے میں تھے انمیں سے ایک بھی نظر نہ آیا سب کو اجنبی محض پایا آخر سوچتے سوچتے عقل سے دریافت کیا

کہ قلعہ وہ بیابان نہ تھا جو مار دہا کرتا تھا عمرو تھا اس فریب سے اُسنے قلعے سے مجھکو نکالکر اپنا عمل کیا سرداروں نے مشورہ
دیا کہ سوائے اسکے اور کوئی تدبیر نہیں ہے کہ قلعے کو محاصرہ کرکے بیٹھ رہیے چپ ہو جیے اور کچھ نہ کیجیے جب غلہ تمام ہو جائیگا
عمرو خود گھبرائیگا رسد کسی طرف سے قلعے میں جانے نہ دیجیے یہ فکر ضرور کیجیے آپ سے آپ قلعہ خالی ہو جائیگا کوئی شخص بے غلہ کے
قلعے میں رہنے کی مجال نہ پائیگا حمران نے کہا کہ اسقدر انتظار کون کرے بہتر یہ ہے کہ نوشیرواں کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کیفیت سے
اطلاع دوں اور تمام احوال مفصل کہوں وہ جو مناسب جانیگا سو کریگا جیسا چاہیگا ویسا حکم دیگا یہ بات ٹھہرا کر حمران نے
مدائن کی جانب کوچ کیا سب فوج کو ساتھ چلنے کا حکم دیا اب تھوڑا احوال ہرمز کا سُننا چاہیے کہ جب عمرو سے عہد و پیمان
کرکے مدائن کی جانب روانہ ہوا چند روز کے عرصے میں وہاں پہونچا بادشاہ اسوقت دربار میں اپنے امور سلطنت کے کاروبار
میں تھے ہرمز سر دربار جاکر قدمبوس ہوا بادشاہ نے اسکو اپنی چھاتی سے لگایا اُسکے حال پر بہت التفات فرمایا سب
احوال پوچھا اُس نے تمام سرگذشت بیان کی سب حقیقت سے بادشاہ کو اطلاع دی اور کہا میرے نزدیک حضور
بھی اگر تابع ہو جیے صاحبقران کے طرح دیں تو بہت مناسب ہے اب یہی امر مصلحت وقت در واجب ہے بادشاہ غضب
میں آکر کہنے لگا کہ جب تجھ سا نامرد میں بھی ہوں تو البتہ ایسا کروں بزرجمہر نے عرض کی کہ بادشاہ سلامت یہ نامردی
نہیں ہے بسبب عقلمندی ہے مقتضائے حال کی پابندی ہے دو سبب سے پھر آئے ہیں ایک تو شہزادے ہو کر ادنیٰ
عیار بے اعتبار سے کیا مقابلہ کریں اپنے تئیں تمام آدروں میں خفت دیں دوسرے گئے ہوئے بھی بہت دن ہوئے تھے
حضور کی قدمبوسی کی بھی خواہش تھی آپکی مفارقت میں انکی جان کو کاہش تھی بادشاہ نے بختک کی طرف مخاطب ہو کر کہا
کہ بختیارک جو گیا تھا اُس سے بھی کچھ تدبیر اُس ساربان زادے کی گرفتاری کی نہ بن آئی اُسنے بھی اُسکے ہاتھ سے
رنج اٹھائی ہرمز نے عرض کی کہ اُسکی تو داڑھی مونچھیں عمرو نے پیشاب سے مونڈکر عورت کی صورت بناکر برہنہ اخضر
فیلگوش کی گود میں سُلایا تھا یہ حال عجیب بنایا تھا بادشاہ اس بات کو سنکر بے اختیار خنداں ہوئے اور عمرو کی
چالاکی سے حیران ہوئے بزرجمہر نے کہا کہ جناب عالی اخضر فیلگوش سا پہلوان آج ساسانیوں میں کم ہوگا ہرگاہ وہ گیا
ہے تو یقیناً عمرو کو گوشمالی دیگا ساسانیوں نے جو سُنا کہ بزرجمہر اخضر کی تعریف کرتا ہے بہت مسرور ہو کر بزرجمہر کے سخن
کی تائید کرنے لگے اسکی خیرخواہی کا دم بھرنے لگے بادشاہ دربار کو برخاست کرکے مع ہرمز شبستان حرم میں داخل ہوا اور
تین روز تک جشن میں مصروف رہکر سب غم و اندوہ سے غافل ہوا چوتھے دن محل سے برآمد ہو کر دربار کیا سب
امیروں کے احضار کا حکم دیا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ زنجیر عدالت کی آواز آئی کسی فریادی نے دہائی مچائی نوشیرواں
نے کہا کہ دیکھو تو کون ہے حضور میں بُلاؤ حکم کی دیر تھی کہ فریادیوں کو حاضر کیا دیکھا کہ ایک تابوت اُنکے پاس ہے اور چہرہ سب کا
اُداس ہے عند الاستفسار عرض کیا کہ اس تابوت میں لاش اخضر فیلگوش ہے اسی غم میں سب فوج سیہ پوش ہے پوچھا کہ یہ
کیونکر مرا اُسکا حال ایسا کیونکر ہوا ہمراہیوں نے مفصل بدسلوکیاں عمرو کی بیان کیں بادشاہ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ

اس ساربان زادے نے بہت سر اُٹھایا ہے اپنے کو بڑا نیرنگ ساز بنایا ہے اچھا ہمارا پیش خیمہ روانہ ہوا ور لشکر ہمارا جمع ہو
ہم آپ جاکر اُسے سزا دینگے اُس سے خوب سا انتقام لینگے چنانچہ پیش خیمہ روانہ ہوا چار دن میں نو لاکھ آدمی جمع ہوا
ہنوز بادشاہ نے کوچ نہ کیا تھا کہ خبر ہوئی کہ تُرو مین کابلی زابل سے پھر فوج لیکر حاضر آیا ہے اُسکے دلمیں شوق قدمبوسی
سمایا ہے چند سرداروں کو حکم ہوا کہ استقبال کرکے لے آئیں کہ ہم بھی اُسکی ملاقات سے حظ اُٹھائیں ایمیں حمران زرین کمر
نے حاضر ہوکر ابتدا سے انتہا تک قلعے کے ہاتھ سے جانیکی کیفیت عرض کی بادشاہ کو اُس حال سے اطلاع دی بزرجمہر نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہے اہل مکہ نے عمرو کو نکالدیا اُسکو اپنے شہر سے باہر کیا اب عمرو کی لڑائی کا فتح ہونا کچھ بڑی بات نہیں ہے
جا ئیگا فتح پائیگا حضور اپنے عزم کو فسخ کریں اپنے تئیں تکلیف سفر نہ دیں بادشاہ نے بزرجمہر سے کہا کہ بہتر ہے ہمارا پیش خیمہ
پھر آئے سفر موقوف ہو سب فوج اپنے اپنے مقام پر جائے لیکن تم شاہزادوں کو لیکر جاؤ اور عمرو کے خرخشہ کو حسن تدبیر سے
مٹاؤ بزرجمہر بولا کہ مجھکو کیا عذر ہے میں تابعدار ہوں جانے کو تیار ہوں بادشاہ نے بزرجمہر و زروبین و بختیارک و پانچ
پہلوانان نامی کو چالیس ہزار سوار سے ہرمز و فرامرز اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ عمرو کی تنبیہ و شہر نگار کے لانے کے
واسطے ہر ایک کو اُسکے لائق خلعت دیکر رخصت کیا اور سامان لڑائی کا جیسا کہ چاہیے سب لشکر کو دیا ہرگاہ یہ فوج قلعہ
تنگ رواحل پر پہونچی زروبین نے دیکھا کہ قلعے کے شاہ برج پر ایک شگیرا اطلس زرد خطائی کا مرصع نگار کھنچا ہوا ہے اور کمال
زیب و زینت اور اسباب پر تکلف سے سجا ہوا ہے اور اُسکے نیچے ایک کرسی جواہر نگار پر شاہ عیاران عیار یعنی خواجہ عمرو
بن امیہ ضمیری لباس شاہانہ پہنے ہوئے رونق افزا ہے اور سب اسکے تابعین سامنے پرا جمائے اور مقبل وفادار بارہ ہزار
تیر انداز بیحطا سے پشت پر ایس کھڑا ہے اور چپ و راست سرداران دشاہان مین تنگ و احل و ہفت کشور کرسیوں پر بیٹھے
ہیں اور ہر برج و فصیل پر برق انداز و خشت انداز و سنگ انداز و قار ورہ انداز و آتشباز و نفط انداز اپنا اپنا حربہ لیے مستعد کھڑے
ہیں اور قلعے کے برجوں پر بڑے بڑے نشان اور پھریرے گڑے ہوئے ہیں شاہزادوں نے بزرجمہر سے کہا کہ اسوقت کیا کیا
چاہیے کہ قلعہ ہاتھ آئے بزرجمہر نے کہا کہ لوگ قلعے پر ہر طرح کی ضرب لیے ہوئے مستعد اور ہوشیار ہیں اُسکی حفاظت میں جان
دینے کو تیار ہیں اسوقت ان سے مقابلہ کرنا فوج کو ضائع کرنا ہے فوج بیچاری کی مفت میں مرنا انہیں سے تو کوئی نہیں مارا جائیگا
مگر ادھر کے آدمی بہت نقصان ہونگے اور لشکر کا سہارا جائیگا شہزادوں نے بختیارک سے پوچھا تمھاری کیا صلاح ہے بتلاؤ
کس بات میں فلاح ہے وہ بولا کہ ہر چند خواجہ سچ فرماتے ہیں اور خوب باریکی سمجھاتے ہیں لیکن محاصرہ کرکے بیٹھ رہنے میں بھی
کچھ فائدہ نظر نہیں آتا ہے یہ کام بھی ہمکو نہیں بھاتا ہے میری دانست میں تو تازہ فوج آئی ہے انمیں سب طرح کی توانائی ہے
ایک حملہ قلعہ پر کیا جائے اگر قلعہ مفتوح ہوا تو کیا کہنا ورنہ پھر اور کسی تدبیر میں رہنا ہے اور سوائے اسکے قلعگیوں پر رعب
ہو جائیگا اُنکا دل دہشت کھائیگا شہزادوں نے زروبین سے کہا کہ قلعہ پر حملہ کرو آج میدان جرات میں قدم دھرو زروبین نے
فوج کو لیکر قلعے کیطرف گھوڑے اُٹھائے اپنے زور دلاوری کے دکھلائے عمرو پہلے تو چپکا بیٹھا تماشا دیکھا کیا ہرگاہ فوج نزدیک

پہونچی اپنے بہادروں کو اشارہ کیا اہل لب آگے بڑھنے نہ پائیں یہ سب اسکی جگہ ڈھونڈ کر کھائیں قلعے پر سے مار پڑنے لگی جو کچھ
کافر جیتے واصل جہنم ہوئے تھے بہت باقی لوگ پیچھے ہٹے مارے خوف کے انکے پیچھے پیچھے زوبین کی جو شامت آئی سر کو
سر پر رکھے گھوڑے سے کود آگے بڑھتا یا عمرو نے ایک پتھر گوپھن میں رکھ کر چرخ دیکر اس زور سے زوبین کی چھاتی پر لگایا کہ
وہ گھوڑے پر سے گر پڑا اپنا تھا کہ ایک پتھر بغل پر سوار پر ہو سکے ذرا ہوشیار رہو دے کہ دوسرا پتھر اور عمرو نے مارا کہ وہ بھی اسی طرح
بیتاب ہو کر زمین پر گر طرح زمین پر لوٹنے لگا ہوش و حواس سب برباد ہوئے جو باقی سب حیران تھے چند سوار اسکے
نکال کے لے بھاگے تو یا اُنکے بخت جاگے شاہزادوں نے بختیارک سے پوچھا کہ اب کیا تدبیر ہے عمرو کی عیاری کا تو عجب رنگ
ہے ہماری تو عقل دنگ ہے بختیارک بولا کہ حضرت یہ قلعہ اس طرح سے فتح ہوتا ہے آپکا کیا خیال ہے یہ بات بہت مشکل ہے
شاہزادے بولے کہ اور جو اعتراض ہے تو ہی نے تو اسوقت لڑائی کروائی اور ہمکو شکست کھلوائی اور تو ہی کہتا ہے کہ اسطرح سے
قلعہ ہاتھ نہیں آتا ہے اب ایسی بات سناتا ہے وہ بختیارک بولا کہ برا کیا ہوا یہ تو اہل قلعہ کو معلوم ہو گیا کہ ہم سے لڑنیکو آئے ہیں
بڑے سامان سے لشکر لائے ہیں اب طبل بازگشت بجوا کر قلعے کو محاصرہ کیجیے چین سے بیٹھ رہیے چند روز کچھ نہ کیجیے جب
غلہ قلعے کا تمام ہو جائیگا ہر شخص کا مارے بھوک کے کام ہو جائیگا اُسوقت روٹیاں دکھا کر ایک ایک کو پکڑ لینا اور
پھانسی دینا شہزادوں نے طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا اور بختیارک کے کہنے پر عمل کیا سب اپنے اپنے خیمے میں داخل ہوئے
عمرو کا حال سنیے ہر گاہ ہرمز و فرامرز کے لشکر نے قلعہ کو محاصرہ کرکے لڑنا موقوف کیا عمرو نے اپنی فوج کے سرداروں کو
حکم دیا کہ اس قلعے میں رہکر حریف کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے غنیم کا لشکر بیشمار ہے لہذا ضرورت ہوئی کہ کوئی اور قلعہ مستحکم
بہم پہونچایا جائے کہ دشمن بھی قابو نہ پاوے تم لوگ تا آنے میرے قلعے سے ہوشیار رہو ہر صورت سے خبردار رہو میں دو تین دن میں
کوئی قلعہ تجویز کرکے آتا ہوں تم سب کو اپنے ساتھ اس قلعہ میں لیجاتا ہوں یہ کہکر لباس عیاری بدن سے لگا کر چلتا ہوا کوہ کوہ
دشت دشت جنگل جنگل ڈھونڈھتا چلا جاتا تھا سیکڑوں طرح کی تکلیف اٹھاتا تھا دوسرے دن قلعہ تنگ کوہ سے چل کے ساٹھ
کوس کے فاصلے پر جانب مغرب ایک قلعہ پر شکوہ نظر آیا اسکے قریب اپنے تئیں پہونچایا چار طرف سے پھر کر دیکھا تو قلعہ قلب معلوم
ہوا دریائے فکر میں غوطہ لگانے لگا کہ اس قلعے کو کیونکر لیجیے کونسی تدبیر کیجیے ناگاہ ایک گھسیارہ گٹھا سر پر رکھے چلا آتا تھا
بیچارہ اپنی گھاس بیچنے کو جاتا تھا جھٹ پٹ سائیس کی صورت بنکر اس سے پوچھنے لگا کہ گھاس بیچیگا وہ بولا کہ صاحب یہ میرا
کام ہے عمرو نے پوچھا کہ تو اسی قلعے میں رہتا ہے وہ بولا کہ ہاں صاحب اسی قلعے میں رہتا ہوں میں سات پانچ برس سے
رہتا ہوں پھر پوچھا کہ اس قلعہ کا نام کیا ہے اسکا کون حاکم ہے مسلمان ہے یا کافر عادل ہے یا ظالم گھسیارے نے کہا کہ
اسکو گرگستان کہتے ہیں اور دو بھائی اسکے حاکم ہیں ایک کو داراب کہتے ہیں اور دوسرے کو سہراب میاں مگر
صاحب بڑی روک ٹوک ہے خود قلعے کا دربار قلعے سے باہر جانے کے جب آتے ہیں تو نظر بچا کر آگے سے دیکھا منہ
بھانکتے ہیں جب جانتے ہیں کہ قلعے کا دربار ہے تب نام و نشان لکھتے ہیں اور تب بھیتر جانے دیتے ہیں عمرو گھسیارے سے باتیں کر رہا تھا

کہ ایک جوان نوخاستہ برس بیس اکیس کا سن و سال مرکب بادپیما پر سوار پانچ ہزار سوار کے حلقے میں نمودار ہوا اور عیار و شاطر جلودار جلو دیتے جاتے تھے راہ سے لوگوں کو ہٹاتے تھے عمرو نے اُس گھسیارے سے پوچھا کہ کس کی سواری ہے وہ بولا کہ سہراب میاں انھیں کہتے ہیں عمرو سہراب کا نام سنکر بہت خوش ہوا گھسیارے سے کہا تو ٹھہر میں پاس سے جاکر اس جوان رعنا کو دیکھ آؤں اسکے احوال پر اطلاع پاؤں درختوں کی اوٹ میں جاکر بصورت اصلی بنکے یراق عیاری بدن پر لگایا اور بہت سلیقے سے سہراب کے پاس آیا اور با ادب شرائط آداب بجا لاکر زار زار رونے لگا اور ظاہر میں کمال بدحواسی سے بیتاب ہونے لگا سہراب نے دیکھا کہ ایک عیار لباس مرصع نگار پہنے گریاں ہے خدا جانے اسپر کیسی مصیبت پڑی اور اسقدر پریشان ہے گھوڑے کی باگ لیکر پوچھا کہ اے عزیز تو کون ہے اور کیوں روتا ہے کیوں اپنے آہ و نالہ پر درد دیکھنے والوں کے ہوش کھوتا ہے عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ حضور نے عمرو عیار کا نام سنا ہوگا سو یہی غلام ہے اور آپ سے مجھ کو کچھ کام ہے مہر نگار نوشیرواں کی بیٹی کا کچھ پیام لیکر آپکے پاس آیا ہوں خلوت ہو تو کچھ عرض کروں تمام قصہ آپ سے کہوں سہراب نے جو نام مہر نگار کا سنا باچھیں کھل گئیں اسقدر خوش ہوا کہ پیرہن میں نہ سمایا اور عیار کو بہت نزدیک بلا لیا جتنے لوگ ہمراہ تھے سب کو ایک پرتاب تیر کے تفاوت سے ہٹا کر عمرو سے کہا کہ کیا کہتا ہے جلد کہہ کہ میرا دل بیقرار ہے اس پیام کے سننے کا مجھے انتظار ہے عمرو نے رومال سے آنسو پونچھکر کہا آپ نے سنا ہوگا کہ حمزہ نامے ایک عرب تھا وہ آدمی بڑا بدمذہب تھا اُسنے مہر نگار کو بزور شمشیر نوشیرواں کے گھر سے نکالکر اپنے گھر میں رکھا تھا مگر ہنوز گل باغ امید اسکا نسیم مراد سے شگفتہ نہ ہونے پایا کہ اسکو ایک معاملہ پیش آیا یعنی اٹھارہ دن کا وعدہ کرکے قاف گیا اور مہر نگار کو میرے سپرد کیا اور مجھ کو بڑی تاکید سے حکم دیا کہ تا آنے میرے اسکی محافظت کرنا اور کسی طرح اسکی حفاظت سے غافل نہ ہونا اور نہ کسی سے ڈرنا میں نے جہانتک ہو سکا اسکی محافظت کی اور مہر نگار کی ہر طرح سے خبر لی لیکن چونکہ حمزہ کو اٹھارہ دن کے کئی برس ہو گئے معلوم نہیں کہ جیتا ہے یا مر گیا یا کسی دیو کی غذا ہوا اب عربوں نے چاہا کہ مجھے پکڑ کے نوشیرواں کے پاس بھیجدیں اور مہر نگار کو مجھ سے چھین لیں میں مہر نگار کو لیکے بھاگا کہ اس کو انکے ہاتھ سے بچاؤں اور حمزہ کا کہنا بجا لاؤں چنانچہ پانچ ہزار عرب میری تلاش میں پھرتے ہیں کہ مجھ کو قتل کرکے ملک عدم میں پہونچائیں اور مہر نگار کو اپنے قبضے میں لائیں مہر نگار نے مجھ سے کہا کہ اے خواجہ تجھ کو میں نے بابا کہا ہے اور تو میرا ہر طرح سے سرپرست رہا ہے اتنا مجھ پر احسان کر کہ کسی کو مناسب جانکر مجھ کو حوالے کر کہ میں اس سے راحت پاؤں اور کسی صورت سے ذلت نہ اٹھاؤں میں اسی تلاش میں نکلا تھا کہ آپ کو میں نے دیکھا چونکہ حمزہ کی شباہت حضور سے بہت مشابہ ہے لہذا اُسے یاد کرکے رویا اور اب حضور میں یہ عرض ہے کہ اگر حضور کو میری پرورش بھی حمزہ کیطرح سے منظور ہو تو مہر نگار کو آپکے حوالے کردوں اور خود مطمئن ہو رہوں لیکن ایسا نہ ہو کہ بعد لینے مہر نگار کے مجھ کو پکڑ کر نوشیرواں کے حوالے کردو اور اس باب میں اپنی نیکنامی سمجھو سہراب مہر نگار کا نام سنتے ہی اشتیاق

کے مارے آپ میں نہ رہا تخت سے اُتر کر عمرو کو گلے سے لگایا اور کہا کہ خواجہ میں تجھ کو حمزہ سے بھی اچھی طرح سے رکھونگا اور کسی بات کی تکلیف نہ دونگا اور نوشیرواں تو کیا مال ہے اگر زمانہ اُلٹ جائے تو بھی تجھ کو مجھ سے کوئی نہ پا سکیگا یہ قلعہ بنایا ہوا اسکندر ذوالقرنین کا ہے اگر تمام جہان روئے زمین بالاتفاق چاہیں کہ اسکو لے لیویں محض محال ہے یہ بات انکو حاصل ہونا خام خیال ہے کہ بنانے والے نے بہت مستحکم بنایا ہے چل میں تجھ کو قلعہ کے مکانات دکھاؤں سب قلعے کی سیر کراؤں یہ کہکر عمرو کو ہمراہ لیکے قلعے کی طرف چلا جب قلعے میں پہونچے عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ شکر ہے افسوں میرا کارگر ہوا یہاں کا آنا بہت بہتر ہوا انشاء اللہ تعالےٰ اس قلعے کو بھی باقبال حضرت صاحبقران میں لیتا ہوں اور سہراب کو کیسی زک دیتا ہوں مکانات قلعے کے دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ فی الواقع ایسا قلعہ روئے زمین پر بہت کم ہوگا اعدا کہ سکندر سا رتبہ کسیکو کب بہم ہوگا سہراب نے عمرو کو اپنے دیوان خانہ میں ٹھہرایا اور اُسکے واسطے سامان راحت کا تیار کر دیا اور اپنے بڑے بھائی داراب سے عمرو کی تقریر بیان کی اور عمرو عیار کے آنے سے اطلاع دی اور کہا کہ یہ لات و منات کی مہربانی ہے کہ مہر نگار سی معشوقہ اور عمرو سا عیار نصیب ہوا داراب بہ نسبت سہراب کے مرد عاقل تھا اسکو فہم کامل اور ادراک صحیح حاصل تھا بولا کہ معلوم ہوا کہ تقدیر تیری برگشتہ ہوئی ہے تیرے اقبال پر زوال آیا کہ تجھ کو ایسا بیہودہ خیال آیا دیکھا چاہیے کہ عمرو تجھ کو کس حادثے میں گرفتار کرتا ہے اور تجھ کو کیسا مجبور و ناچار کرتا ہے سہراب ایسا عمرو کے دم میں جمیں آیا تھا کہ اسکو سمجھانا اسکا اثر کرتا اور وہ اپنے نیک و بد پر نظر کرتا بولا کہ عمرو کی تقریر لغو نہیں معلوم ہوتی ہے اسکے کلام سے سراسر راستی و صداقت مفہوم ہوتی ہے آپ بھی اُس سے گفتگو کرکے ان پر غور فرمائیں اور اُس کے راست و دروغ کو خوب اپنے ذہن میں لائیں داراب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے عمرو کو بلوائیے اور باتیں مجھے سنوائیے سہراب نے عمرو کو داراب کے سامنے بلوایا عمرو داراب کے پاس آیا اور بہت تہذیب سے آداب بجا لایا داراب کو سلام کرکے دعا دی اور ایسی تقریر کی کہ داراب نے بھی عمرو کو گلے سے لگا کر بہت تشفی کی عمرو نے دیکھا کہ داراب بھی میرے دام میں آیا اُٹھ کر تسلیم کی اور کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں مہر نگار کو جا کر لے آتا ہوں آپکی خدمت سے اسکو مشرف کرتا ہوں لیکن دربان قلعہ کو حکم ہو جائے کہ دن ہو یا رات جس وقت میں آؤں دروازہ کھول دیوے مجھ کو کوئی روکنے نہ پائے آگے پیچھے پر نہ رکھے داراب نے دربان کو بلا کر تاکید کر دی کہ خبردار خبردار جس وقت عمرو آئے اُسی وقت دروازہ کھول دینا کہ بے تکلف قلعے کے اندر چلا جائے اور جو کوئی عمرو کے ساتھ ہو اُسکو قلعے کے اندر آنے دیجیو کسی طرح سے مزاحمت نہ کیجیو اور آج سے قلعے کا مالک عمرو ہے جو کوئی اُسکا حکم نہ مانے گا وہ اپنی سزا کو پہونچے گا نوکروں کو اسمیں کیا گفتگو تھی سبھوں نے قبول کیا اور ایک نے دوسرے کو یہی حکم دیا عمرو رخصت ہو کر قلعے سے باہر نکلا سہراب نے داراب سے کہا کہ میں بھی عمرو کے ساتھ جاتا ہوں وہاں کی کیفیت دیکھ آتا ہوں مبادا اثنائے راہ میں عرب آ گریں اور مہر نگار کو چھین کر لیجائیں اور ہم اپنا مقصود و مطلب پائیں تو یہ نعمت غیر مترقبہ آئی ہوئی ہاتھ سے نکل جائے ہمارا دل اس رنج سے ہزار دل

پیچ تاب کھاتے قلعہ دار نے کہا تمہارا جانا کسی طرح میرے نزدیک مصلحت نہیں ہے عمرو کی گفتگو میرے ذہن نشین ہے عمرو جس طرح مناسب جانیگا ہے آویگا اُسکی چالاکی کو اور کوئی کیا پائیگا سہراب نے نہ مانا اور پانچہزار جوان تیرانداز مسلح اپنے ساتھ لیکر عمرو کے ہمراہ روانہ ہوا جب قلعہ تنگ واصل پانچ کوس باقی رہا عمرو نے سہراب کو مع لشکر اسی مقام پہ ٹھہرایا اور اُسکو نیا فقرہ سنایا کہ آپ یہاں ٹھہریے میں قلعہ کو اطلاع کروں بلکہ بہتر تو یہیں سے آؤں سہراب تو عمرو کا محکوم تھا فوج کو لیکر اس جگہ اُتر پڑا اور عمرو نے قلعہ تنگ واصل میں آکر اپنے لشکر کے سرداروں سے مفصل حال بیان کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے قلعہ گرگستان میں نے لیا اور اُسکے حاکم کو میں نے بڑا دھوکا دیا قلعے کی مضبوطی کی بہت سی تعریف کی جتنے تھے سب خوش ہوئے اور عمرو کی چالاکی اور دانشوری پر بہت آفرین کی ہر شخص نے دل و جان سے تحسین کی صبح کو اس فکر میں غلطاں و پیچاں ہوا کہ سہراب کو کسی سے لڑوا کے مروڈالا چاہیے جب یہ قتل ہو تو بے خرخشہ اپنا کام نکالا چاہیے مگر کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا آخر تجویز کیا کہ حمزہ کے لشکر میں چل کر کچھ کارستانی کیا چاہیے اُسے کچھ فریب دیا چاہیے جاسوسوں کی صورت بنا کر حمزہ کے لشکر کے کوتوالی کے چبوترے کے نیچے سے ہو کر نکلا پیادوں نے جاسوس سمجھ کر گرفتار کیا ہر چند پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے گونگوں کی طرح سے بھاں بھاں کیا کسی کو کچھ جواب نہ دیا کوتوال نے بزرجمہر سے جا کر کہا کہ ایک شخص جاسوس وضع گرفتار کیا ہے ہزار ہزار طرح سے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کس نے تجھ کو یہاں بھیجا ہے گونگوں کی طرح سے بھاں بھاں کرتا ہے ہم لوگوں کو سخت حیران و پریشان کرتا ہے بات نہیں کرتا ہے اپنی گوں گاں سے نہیں گذرتا ہے بزرجمہر نے بلوا کر عربی فارسی ترکی کشمیری پشتو مغربی حبشی زنگباری انگریزی پرتگیزی فرانسیسی روسی دنیاماری لاطینی رومی ہندی کرناٹکی بھوجپوری دکنی چینی ختنی رانگڑی سندھی زبانوں میں اس سے پوچھا کہ تو کون ہے کس ملک کا رہنے والا ہے جو تیرا انداز سب سے نرالا ہے مجھ سے مفصل بیان کر ابھی انعام دیکر تجھے چھوڑ دونگا اور تجھ کو بہت خوش کرونگا جب کچھ نہ بولا تو پہلوان جو بزرجمہر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے بولے کہ جناب عالی سیدھی انگلیوں سے گھی نہیں نکلتا ہے موم کہیں بے آگ کے پگھلتا ہے ٹکٹی میں لے بندھوا کر کوڑے لگوائیے خوب مار اسکو کھلوائیے ابھی بتا دیتا ہے اپنے شہر کا جلد پتا دیتا ہے بزرجمہر نے کہا کہ ایسے کام نرمی ہی سے نکلتے ہیں سختی اس موقع پر کام نہیں آتی ہے بات بگڑ جاتی ہے یہ کہکر خلعت جو نوشیرواں کا دیا ہوا پہنے ہوئے تھے اتار کر پانچ توڑے اشرفیوں کے اُسپر رکھ کے اُسکے روبرو رکھدیے اُسکو اس تدبیر سے خوشنود کیا اور کہا کہ اے عزیز سچ بتا کہ تو کون ہے مجھ کو نوشیرواں کے سر کی قسم اگر بتادے اور بر سر گفتگو آوے تو یہ خلعت و توڑے ابھی تجھ کو دیکے چھوڑ دوں اور تجھ کو بہت خوش کروں خلعت و اشرفیاں دیکھ عمرو کے منہ میں پانی بھر آیا زبان مغربی میں مفصل حال بیان کیا کہ قلعہ گرگستان کو لیا چاہتا ہوں اپنا کام کیا چاہتا ہوں اسواسطے سہراب قلعہ دار کو لگا لایا ہوں میں بھیس بنا کر آیا ہوں آج وہ شبخون آپکے لشکر پر ماریگا اُسکو کسی طرح سے

مار لیجیے یا پکڑ کے قید کیجیے یہ مہم سر کر کے مجھ کو تقویت دیجیے کہ یہ بلا میرے سر سے جائے میرا دل ٹھکانے آئے خواجہ بزرجمہر نے ہزار اشرفی اور بھی اضافہ کر کے عمرو کو دیکر رخصت کیا اور ہرمز سے جاکر بیان کیا کہ ایک جاسوس گرفتار ہو کر آیا تھا ہمارے لشکر کا کوئی آدمی اُسے گرفتار کر لایا تھا میں نے اُسکو طمع دیکر دریافت کیا عمرو و سہراب نے ملکر قلعہ دار کو لگا لایا ہے وہ عمرو کے دام میں آیا ہے آج وہ ہمارے لشکر پر شبخون ماریگا ہرمز و فرامرز نے کہا کہ پھر آپ کی کیا صلاح ہے آپنے اس باب میں کیا سوچا ہے بزرجمہر نے کہا کہ سرداران فوج کو بلاکر تاکید کر دیجیے کہ آج سویرے کھا پی لیں اور چار گھڑی رات گئے پہاڑ کے دامن میں دبک کر بیٹھے رہیں جب شبخون کرے اور لشکر غنیم کا لوٹنے میں مشغول ہووے تب فوج ہماری کمین گاہ سے نکلکر حریف کی فوج کو مارے کہ ہمارا مطلب دلی حصول ہووے اور مقدور بھر سہراب اور عمرو کو زندہ پکڑ لو تاکہ اس قلعے کی تسخیر کا سامان ہو ہرمز و فرامرز نے اسی دم سرداران لشکر کو بلاکر اس کیفیت سے مطلع کیا اور جو کچھ بزرجمہر نے کہا تھا وہ حکم دیا اب عمرو کا حال سنیے کہ قلعے میں جاکر اپنے لشکر کے سرداروں کو حکم دیا کہ سواریاں سر شام تیار رہیں اور سب لوگ کمریں باندھ کے ہوشیار رہیں جس دم میں آؤنگا اُسی دم یہ قلعہ خالی کر کے قلعہ گرگستان میں سب کو لیکر اپنے ساتھ جاؤنگا جب سب بندوبست کر چکا سہراب کے پاس منھ بنائے ہوئے گیا سہراب نے کہا خیر تو ہے خواجہ اُداس کیوں ہو اسقدر بدحواس کیوں ہو عمرو نے کہا کہ کیا عرض کروں کچھ عرض کر نہیں سکتا کہ کیا حال ہے مجھ کو بڑا ملال ہے میں حضور سے رخصت ہو کر مہرنگار کے پاس آیا اور آپکی شان و شوکت و شجاعت اور مروت کا حال اُسکو سُنایا حضور کے حسن و جوانی کی صفت سن کے دل سے مشتاق ہوئی اور اشتیاق ملاقات سے طاقت طاق ہوئی چاہتا تھا کہ محافے میں سوار کر کے قلعے سے نکلوں اور آپکے سامنے سرخرو ہوں کہ ناگاہ ایک عیار نے آکر خبر دی کہ کچھ فوج قلعے کی زد سے ہٹ کر اُتری ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ فوج کس کی ہے اور کہاں سے آئی ہے اور اُسکا کیا مطلب ہے اور کس پر چڑھائی ہے میں نے جاکر جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ بزرجمہر کو نوشیرواں نے بھیجا ہے کہ تم جاکر مہرنگار کو سمجھا کے لے آؤ اُسکو اس قید محنت سے چھڑاؤ یہ حال جب سے معلوم ہوا ہے جان میں جان نہیں کیونکہ وہ حکیم ہے البتہ اسکے کلام میں بڑی تاثیر ہے اور اسکے ہر کام میں تدبیر اثر پذیر ہے تعجب نہیں ہے مہرنگار اسکے کہنے میں آجائے اور اسکی شیریں زبانی سے دھوکا کھا جائے اگر اسوقت میرے پاس ہزار جوان بھی ہوتا تو بزرجمہر پر شبخون مار کر اس جگہ سے اُسکو ہٹا دیتا اور اسکے سب لشکر کو بھگا دیتا سہراب نے کہا کہ عمرو یہ کون بڑی بات ہے اسکی تجویز میرے ہاتھ ہے تم ایسے متردد نہ ہو آخر میں جو پانچ ہزار سوار سے تمھارے ساتھ آیا ہوں تو کیوں آیا ہوں جس جگہ وہ فوج اُتری ہے ذرا مجھ کو چل کر دکھا دو پھر میں سمجھ لونگا اور اسکے دفع کرنیکا سامان کرونگا عمرو ہشاش بشاش ہو کر اور بھی باڑھیں دینے لگا کہ حق تو یہ ہے عاشق صادق ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے حضور ہیں واقعی آپ بڑے غیور ہیں اور ملکہ مہرنگار کے اچھے نصیب تھے کہ آپ سا خاوند چاہنے والا پایا اور طالع یاور نے اسکے بخت خفتہ کو جگایا سہراب اور بھی اپنے میں نہ سمایا اس بات سے

سننے سے اپنے غنچۂ دل کو کھلایا فوج کو ساتھ لیکر مونچھوں پرتاؤ دیتا ہوا عمرو کے ہمراہ روانہ ہوا باکمال حشمت و جاہ ہوا
جب قلعے کے نزدیک پہونچے عمرو سہراب کو ٹھہرا کر ہرمز کے لشکر میں گیا دیکھے تو سب سرداروں کا خیمہ خالی ہے
سب طرح سے فارغ البالی ہے وہاں سے آنکر سہراب کو لیجا کے خیمہ گاہ ہرمز بتا کر الگ ہوا سہراب جو جا کر دیکھے تو
خیمے کھڑے ہیں سب اسباب بے مالک پڑے ہیں ایک متنفس نظر نہیں آتا کسی آدمی کا نشان پایا نہیں جاتا سوچا کہ
شاید کسی جاسوس سے خبر پا کے میرے رعب سے بھاگ کر کہیں پوشیدہ ہوے ہیں کوئی مصلحت سوچکر لڑائی سے دست کشیدہ
ہوے ہیں سواروں نے سہراب کے جا تنک مال و اثقال ہرمز کے لشکر میں تھا اٹھا لیا اپنے کو تیار کیا ہنوز وہاں سے
چل نہ نکلے تھے کہ ہرمز کے چالیس ہزار سوار چار طرف سے آگیے اور بزن بزن کشش کی آواز بلند ہوئی بھاگنے کی
راہ ہر سمت سے بند ہوئی کثرت سے لوگ مارے گئے قلیل جو بچے تھے وہ سہراب کے ساتھ گرفتار ہوے مصیبت میں
پھنس گئے مجبور ناچار ہوے ہرمز نے لوہاروں کو بلا کر اسیروں کو پا بجولان کیا سب کو محبوس زندان کیا عمرو کا حال
سنیے کہ وہاں سہراب کو ہرمز کے لشکر میں داخل کر کے اپنے قلعے میں آیا اور انکو یہ حکم سنایا کہ تم مہرنگار کو مع
مستورات دیگر سوار کر کے فوج کو ساتھ لیکر مغرب کیطرف چلو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں اور تم کو راہ مقصود دکھاتا
ہوں لشکر تو زنانی سواریاں لیکر قلعے سے روانہ ہوا عمرو نے اپنی صورت کا ایک پتلا بنا کے اپنی نشستگاہ پر بٹھلایا
یہ ایک طلسم بنایا اور کئی سو پتلے بنا کے جا بجا فصیلوں پر اور برجوں پر قائم کیے انکے ہاتھوں میں نیرنگ دیے اور دو دو
کتے متصل باندھے کہ ایک کو دیکھ کر ایک غل مچائے شب کو اپنی آواز کو سنائے اور ایک گدھا قلعے کے دروازے
پر باندھ دیا اور اسکو بھی جھول و گھنا نئی طرح کا دیکر بشکل مہیب کیا اور چند مرغ طاقچوں پر بٹھلا کے قلعے کے باہر کا
پل تختہ اٹھا جست کر خندق کے پار ہوا گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوا اپنے لشکر کی طرف رخ کیا کئی کوس پر جا کر لشکر
سے ملا اور راتوں رات لشکر کو دوڑاتا ہوا لیگیا دو گھڑی رات باقی ہوگی کہ قلعہ گرگستان کے دروازے پر جا پہونچا
سرداران لشکر سے کہا کہ میں قلعے کا دروازہ کھلواتا ہوں اور تم کو یہ تدبیر بتاتا ہوں تم زنانی سواریاں لیکر قلعے
میں داخل ہو کے ایک قلم سب کو تہ تیغ بیدریغ کرنا کسی کے شور و غوغا سے نہ ڈرنا مگر جو شخص مسلمان ہووے
اسکو امان دینا باقی سب کو زیر شمشیر لینا سرداران لشکر سے یہ کہکر قلعے کے دروازے پر جا کے دربان سے پکار کے
کہا کہ جلد دروازے کو کھول میں عمرو ہوں مہرنگار کو لیکر آیا ہوں معشوقۂ سہراب کو حسب وعدہ لایا ہوں دربان کو تو
پہلے سے حکم مل چکا تھا اسنے جھٹ پٹ دروازے کو کھولدیا اور دروازہ کھولنے میں کچھ تامل نکیا عمرو مع لشکر او
مہرنگار قلعے کے اندر داخل ہوا اسکا مطلب دلی حاصل ہوا مہرنگار کو تو اسکے ہمراہیوں سمیت ایک مکان محفوظ میں
اتار کے مقبل کو اسکی حفاظت کیواسطے تعین کیا اور مہرنگار کی خبرداری اور حفاظت کا حکم دیا اور آپ لشکر کو
لیکر قلعگیوں کو قتل کرنے لگا سب اہل قلعہ پر دفعتہً غضب الٰہی اترنے لگا جو شخص مسلمان ہوا وہ تو بچا باقی سب

جتنے واصل ہوے سب زنجیروں میں شامل ہوے داراب نے یہ ہنگامہ دیکھ کر جانا کہ عمرو آیا اور قلعہ ہاتھ سے گیا معلوم نہیں لشکر سہراب کا حال کیا ہوا وہ کس آفت میں مبتلا ہوا عمرو نے جب داراب کے مارنے کا قصد کیا داراب نے کہا کہ اے خواجہ میں مسلمان ہوتا ہوں میرے قتل سے باز آ اور مجھ کو کلمۂ شہادت پڑھا عمرو نے اسکو چھاتی سے لگایا اور بہ سر رحم آیا کہ مجھکو تمھارے قلعہ اور مال و اسباب سے کچھ کام نہیں ہے میرا اس قلعہ میں کچھ تمام عمر قیام نہیں ہے تھوڑے دن کیواسطے تمھارے پاس آکر بنیاد لی ہے دشمنوں کے ہاتھ سے اپنی جان بچانیکی یہ تدبیر کی ہے کہ حمزہ کا ناموس صدموں سے محفوظ رہے اور وہ مجھکو میری غفلت پر نفریں نہ کرے بعد ازاں تم جانو اور تمھارا قلعہ جانے پھر مجھکو تم سے کچھ سروکار نہیں ہے مجھ سے تم سے پرخاش زنہار نہیں ہے داراب اسوقت کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اپنی خوش قسمتی سے صاحب ایمان ہوا اور قلعے میں عمرو کا بندوبست ہوگیا قلعہ والونکا حوصلہ پست ہوگیا اب ذرا سہراب کا حال سنیے کہ وہ جو ہرمز کے لشکر میں اسیر ہوا عمرو کی عیاری سے وہ بیچارہ برگشتہ تقدیر ہوا بختیارک و زوبین نے ہرمز اور فرامرز و بزرجمہر سے کہا کہ قیاس چاہتا ہے کہ عمرو قلعہ گرگستان میں پہونچا ہوا اور اُسنے اس قلعہ پر عمل دخل کیا ہو صبح کی پو پھٹتے ہی عیاروں کو قلعہ تنگ واصل کی خبر کو بھیجا کہ دریافت کریں کہ قلعہ خالی ہے یا نہیں عیاروں نے قلعہ کو دیکھ کر جا کے کہا کہ آدمی جابجا بدستور فصیلوں پر قائم ہیں گدھے اور کتوں کی آواز آتی ہے مرغ بانگ دے رہے ہیں کیونکر کہیے کہ خالی ہوا کچھ آثار قلعہ خالی ہونے کے پائے نہیں جاتے ہم تو اس قلعے کی آبادی ویسی ہی پاتے ہیں بختیارک بولا کہ یہ بات محض لغو ہے ہرمز و فرامرز سے کہا آپ طبل جنگ بجوا کر دیکھیے تو میری بات درست ہے یا غلط ہرمز و فرامرز نے بزرجمہر کو تو اسیروں کی محافظت کیواسطے لشکر میں چھوڑا اور آپ طبل جنگ بجوا کے قلعے پر گیا زوبین نے بختیارک سے کہا دیکھ تیرا کیا خیال خام تھا کہاں قلعہ خالی ہوا ہے وہی سب سامان اگلا پہلے ہے جابجا لوگ فصیلوں پر قائم ہیں عمرو فلاخن لیے مستعد کھڑا ہے ہر ایک نشان اپنی اپنی جگہ پر گڑا ہے بختیارک نے پھر غور سے دیکھ کر کہا کہ اے زوبین یہ عمرو نہیں ہے عمرو نے ایک پتلا بنا کر اسکے ہاتھ میں فلاخن کو دیا ہے نیا شعبدہ کیا ہے اور جتنے لوگ کہ فصیلوں پر معلوم ہوتے ہیں یہ سب پتلے ہیں وہ دیکھ ہوا سے گو ہمیں ہلتی ہے فلاخن کے پتھر کی ڈوری ایک دوسرے سے ملتی ہے زوبین آگے بڑھا قضارا کار ہوا کے زور سے فلاخن کا پتھر چھوٹ کر زوبین کے سر پر جس جگہ عمرو نے پہلے پتھر مارا تھا وہیں پر لگا اور زخم کہن پھر نیا ہوا زوبین کو اور بھی یقین ہوا کہ یہ پتلا نہیں ہے عمرو ہے لہو میں ڈوبا ہوا سر پر پاؤں رکھ کے وہاں سے فرار ہوا پتھر کے صدمے سے نہایت بیقرار ہوا بختیارک نے کہا کہ او زوبین کہاں جاتا ہے کیوں بزدلی کر کے ذلت اُٹھاتا ہے حیف ہے کہ تجھسا نامرد کیاوس کی اولاد میں پیدا ہو کے انکی بہادری کا نام مٹائے اور مردوں سے اُسے شرم نہ آئے زوبین بولا کہ یہ بھی عجیب بات ہے صریح عمرو پتھر مار رہا ہے اور تو کہتا ہے کہ عمرو نہیں ہے تو پھر بتلا کہ یہ کیا ماجرا ہے جسکے ہاتھ سے یہ آفت برپا ہے بختیارک بولا اے ڈرپوک ہوا کے زور سے پتھر فلاخن سے نکلکر تیرے سر میں لگا ہے تیرا سر توڑا ہے یہ بھی اتفاق کی بات ہے اور اگر عمرو ہوتا تو اب تک پتھروں کے مارے دم نہ لیتا کسی کو بھاگنے کی فرصت نہ دیتا اور فصیلوں پر سے وہ آتشبازی کا بازار گرم کرتا کہ

ہر شخص بے مارے مرتا اور بھڑ بھونجے کے بھاڑ کے چنوں کی طرح سے لشکر بھن جاتا سب کو سوختہ عدم ایکدم میں پہونچاتا
جا دروازے کو توڑ میرے کہنے سے منہ نہ موڑ بارے زوپین بختیارک کے کہنے سے خندق کے پار ہوکر گرز سے
دروازہ توڑ کر ہرمز و فرامرز و بختیارک و دیگر سرداران فوج کو قلعے میں لیگیا دیکھے تو دروازے سے لگا ایک گدھا بندھا
پایا اسکو بہت تعجب آیا پھر کیا دیکھا کہ طاقچوں پر مرغ بیٹھے بانگ دے رہے ہیں فصیل قلعے پر دو دو کتے مقابل بندھے
دیکھے اور کئی سو پتلے کاغذ کے جابجا قائم پائے ایسے ایسے نیرنگ قلعہ کے اندر سب کو نظر آئے زوپین نے شرمندہ ہوکر
ایک گرز عمرو کی تصویر پر لگایا تو اور ایک نیا شعبدہ دیکھنے میں آیا عمرو نے ایک گیدڑ کا بچہ اس پتلے کے پیٹ میں بند
کیا تھا پیٹ کے پھٹتے ہی وہ گیدڑ بھاگا زوپین نے بختیارک سے کہا کہ یہ کیا بلا آئی اس قلعے سے تو نئی نئی بات دکھلائی
بختیارک بولا کہ یہ عمرو عیار کی روح ہے یہ جانے نہ پائے اسکو کوئی دوڑ کے پکڑ لائے جتنے لوگ تھے اس لطیفہ پر بے
اختیار ہنسے اسکو یاد کر کے بار بار ہنسے ہرمز نے اپنے لشکر میں جا کر بختیارک سے پوچھا کہ اب کیا کیا چاہیے یہ تو عجب واقعہ
پیش آیا اب کوئی تدبیر سوچا چاہیے اسنے کہا کہ عمرو کا پیچھا چھوڑنا مناسب نہیں ہے فتح ہو یا نہ ہو اسکو ترک نہ کر خصوص
اسوقت میں کہ سردست نئے قلعے میں گیا ہے وہاں تازہ وارد ہوا ہے ابھی اسکا بند و بست بھی اچھی طرح سے نہوا ہوگا
کچھ اطمینان اور سامان نہ ہوگا ہرمز نے کہا اچھی بات ہے بزرجمہر کو بلا کر کہا کہ خواجہ تم سہراب کو لیکر بادشاہ کی خدمت
میں جاؤ جو کچھ آنکھوں سے دیکھا ہے مفصل بادشاہ کو سناؤ اور میری عرضی بھی گذران دینا اسیر کی بادشاہ سے کچھ حکم لینا
بزرجمہر تو سہراب کو لیکر مدائن کو روانہ ہوا ہرمز و فرامرز و زوپین و بختیارک اسی ہزار سپاہی کی جمعیت لیکر قلعہ ترکستان پر
گئے وہاں پہونچکر قلعے کا محاصرہ کیا اور رسد نہ جانے دینے کا حکم دیا عمرو کا حال سنیے کہ اس نے جو کئی دن کی مہلت پائی
یہ بات اسکے دل میں آئی چھ مہینے کے موافق غلہ خرید کر کے قلعہ میں بھر لیا کھانے پینے کا سب سامان قلعہ میں دھر لیا اور
قلعہ کو مانند طاؤس طناز تیار کر کے نیلبند دروازہ پر شامیانے کے نیچے کرسی مرصع بچھا کر اس دماغ سے بیٹھا کہ شاہان
ہفت اقلیم گویا اسکے آگے کچھ مال نہیں ہیں کچھ بھی صاحب حشمت اجلال نہیں ہیں ادہر ہرمز و فرامرز لشکر کو لیکر پہونچے
اور بختیارک کے مشورے سے قلعہ پر حملہ کیا فوج کو یکبارگی قلعے پر دھاوا کرنیکا حکم دیا عمرو نے دیکھا کہ لشکر زد پر پہونچا اپنی
فوج کو اشارہ کیا کہاں لینا جانے نہ پائیں سب اسی جگہ مارے جاویں ہرمز کے لشکر پر تیر و قارورہ و سنگ و آتشبازی کا مینہ
برسنے لگا ایک ایک آدمی اس آگ کی گرمی کی شدت سے ایک بوند پانی کو ترسنے لگا کئی ہزار سوار ملک دوزخ کے مہمان ہوئے
اسی آتشبازی سے بیجان ہوئے باقیوں کے پاؤں پیچھے ہٹ گئے سبھوں کے زور گھٹ گئے بختیارک نے ہرمز و فرامرز
سے عرض کی کہ لڑائی کا یہ ڈھنگ نہیں ہے اگر اسطرح لڑیے گا تو تمام فوج ضائع ہو جائیگی اور فتح ہرگز نہ ہاتھ آئیگی دونوں شاہزادے
برہم ہوئے کہ مرد کیا بکتا ہے تیرے ہی کہنے سے قلعہ پر حملہ کیا گیا اور فوج کو ٹوٹ پڑنے کا حکم دیا گیا اور اب ہی اسطرح
کہتا ہے تو سخت جھیلنے کے قابل سزا ہے وہ بولا کہ اچھا نقصان کیا ہوا یہی نا کئی ہزار سوار مر گئے اور دوزخ کے عذاب سے چھوٹے

دربار میں انہیں بعد ازیں ہیکڑی سے بہشت کے عرصہ بعد تیز تر فشنگیوں پر تو ثابت ہوا کہ شاہزادے بہت لڑنے آئے ہیں بڑی شان و شوکت
و جاہ و حشم کا لشکر لائے ہیں سو بہتر یہی ہے انگشت بیجا اگر کسی زمین ہموار پر اُتر کے قیام کیجیے لشکر کے گھوڑونکو اور جو لوگ آپ کے
ساتھ ہیں آب و دانہ ملے تو بہتر ہے ورنہ تنگ ہو جائینگے کہیں ٹھکانہ نہ رہیگا اور پھر جانے بھی نہ پائیگا خود بخود خالی ہو جائیگا شاہزادے طبل بازگشت
بیجا اور محاصرہ کر کے اُتر پڑے اور اسی بات پر اڑے بزرجمہر کا حال سنیے کہ جس دن مدائن میں پہنچے اُس روز بادشاہ دربار عام
میں تھے امورات سلطنت کے انجام میں تھے سیدھے بخط مستقیم بادشاہ کی خدمت میں حاضر آئے اور آداب شاہی بجا لائے
سہراب کو لیجا کر تمام کیفیت حال بیان کی سب حال خرابی سنا کے خاطر پریشان کی اور عرضی ہرمز و فرامرز کی گذرانی پہلے
بادشاہ نے سہراب سے کہا جان بخشی چاہتا ہے تو مفصل اپنی کیفیت بیان کر کسی طرح سے نہ ڈر میں تجھکو سزا نہ دونگا قید نہ کرونگا
سہراب نے عمرو کا ورغلا کر شبخون کروانا اور اپنے اسیر ہونیکا ماجرا کہکے عرض کی کہ اگر یہ قصور میرا معاف ہو اور بادشاہ
کا دل میری طرف سے صاف ہو تو حیات مستعار تک مستعد بسر فروشی رہونگا تمام عمر دعائیں دونگا بادشاہ نے اُس کا
قصور معاف کر کے ہرمز کی عرضی کو پڑھوایا اُسکے مضمون کے سننے پر خوب لکو لگایا اسمیں لکھا تھا کہ فدویونکو حسب الحکم
چار برس کا عرصہ عمرو سے لڑتے ہوا ایک دن بھی صورت ظفر کی نظر نہ آئی کسی صورت سے فتح نہ پائی یقین ہے کہ عمرو کی لڑائی
ہم لوگوں سے سر نہوگی بلکہ شب و روز یہی خوف رہتا ہے کہ کہیں عمرو سوتے میں مار نہ ڈالے یہ جان عزیز ہمارے قالب سے نہ نکالے
یا پلنگ پر سے اُٹھا اپنے لشکر میں لیجا کر کسی ورطا میں پھنسائے کچھ اور ہی آفت ہمارے سر پر لائے بہر حال حضور کا آنا اسطرف
کو بہت مناسب ہے اپنے تابعداروں کی مدد اور خبرگیری واجب ہے یقین ہے کہ فوج تمہاری دیکھکر عمرو کے چھکے چھوٹ جائیں اُسکے
معین و مددگار بھی اُسکی اعانت سے اپنا دل اُٹھائیں بلکہ کیا عجب ہے کہ دہشت سے سر کے بل حاضر ہوں اور یوں بیفائدہ لوگ
ضائع ہوتے ہیں مفت میں اپنی جان کھوتے ہیں آگے حضور مالک ہیں جو کچھ فرماویں وہی ہم بجا لائیں بادشاہ نے پہلے
بختک سے پوچھا کہ تیری کیا صلاح ہے وہ بولا کہ شاہزادوں نے جو لکھا ہے اسمیں کیونکر دخل دوں اور اُن کے خلاف
کچھ عرض کروں بزرجمہر سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم کیا کہتے ہو تمہاری رائے کیا ہے اُنکا بلانا بجا ہے یا بیجا ہے بزرجمہر نے
عرض کی میری رائے وہی ہے جو سابق میں التماس کیا تھا عمرو سے لڑنیکے واسطے حضور کا تشریف لیجانا نہایت نامناسب
آپکی شان و شوکت سے دور ہے اس رائے میں بڑا فتور ہے ہرگاہ شاہان زبردست سنیں گے کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم ایک عیار پر
چڑھ گیا مطلق حضور کا رعب انکے دل سے اُٹھ جائیگا ہر شخص بیخوف ہو کر سر اُٹھائیگا ہر طرف سے نافرمانی کی خبر آئیگی سلطنت
برہم ہو جائیگی قطع نظر اسکے حضور خوب جانتے ہیں کہ عمرو کیسا بدبلا عیار ہے اور فن عیاری میں کیسا ہوشیار ہے مبادا ہرمز کیطرح حضور
کو بھی اُٹھا لیگیا اور یہ بدی پیش آیا تو ہم لوگوں پر ایک غضب ناگہانی لایا اگر جیتے چھوڑے تو ہتک حرمت کا داغ لگا اور اگر اسنے
مار ڈالا تو ہفت اقلیم کو بے چراغ کیا نوشیروان اخیر کا جملہ سنکر بید کی طرح سے کانپ گیا اور کہنے لگا کہ بختک کو گردنی دیکر
دربار سے نکالدو میرے سامنے سے اسکو دفع کرو یہ خانہ خراب ہر مرتبہ مجھکو دھوکا دیتا ہے اور خود بدنامی لیتا ہے بختک کو

گردنیاں دیکھے نکال دیا اور بادشاہ نے بمشورہ بزرجمہر حکم کیا کہ قارن فیل گردن کو جو بڑا ہی پہلوان نامی و یکہ دس ہزار سواروں سے مقابلہ کرتا ہے لاکھ سوار پیدل سے عمرو کے مقابلے کو بھیجا اور اسکو مع اسکے مددگاروں کے زندہ پکڑ لائے

روانہ ہونا قارن فیل گردن کا عمرو کی تنبیہ کیواسطے اور مارا جانا اسکا نقابدار کے ہاتھ سے

راوی لکھتا ہے کہ جب قارن فیل گردن ہرمز کے لشکر میں بعد طے منازل داخل ہوا ہرمز کی ملاقات سے اس کو بہت حظ حاصل ہوا شب کو تمام سرداران لشکر گلے پچھلے محفل میں جمع ہوئے اور جام شراب گردش میں آیا ایک ایک کو جام شراب بھر بھر کے پلایا عین سرور کے عالم میں قارن نے ہرمز سے کہا کہ آپ جو اتنے دنوں سے یہاں فوجیں لیے پڑے ہیں مثل کوہ کے اس زمین میں اڑے ہیں ایک دنی عیار بے اعتبار کو نہ مار سکے اور نہ گرفتار کر سکے کسی طرح کا اُسپر قابو نہ پایا وہ تمھارے کسی دم میں نہ آیا جو کوئی سنے گا کیا کہیگا اس کیفیت کو سنکر حیران رہیگا ہرمز نے کہا کہ اب تم لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے آئے ہو بڑے بہادر اپنے ساتھ لائے ہو اور خود بھی جیسے تم بہادر ہو روشن تر از آفتاب ہے تمھاری شجاعت میں کون جواب ہے جب اسکو مار لوگے یا گرفتار کر لوگے اسوقت یہ گفتگو کرنا اور بہادری کا دم بھرنا ابھی تو تازہ دم آئے ہو چند روز سستا لو یہاں کا رنگ ڈھنگ دیکھو پھر جو کچھ ہوگا ہم تم دونوں دیکھ لیں گے جب تم عمرو کو مار لوگے یا گرفتار کر لوگے تب ہم تم کو شاباش دینگے قارن نے برہم ہو کر کہا ہم سپاہی ہیں ہمکو ستانے کی کیا احتیاج ہے جو سپاہی ہے وہ ان باتوں کا کب محتاج ہے اتنی رات گذر جانے دیجیے ذرا صبر کیجیے صبح کو آپ سوار ہو کر دور سے تماشا دیکھیے گا کہ ہم نے کھڑے کھڑے قلعہ خالی کرالیا یا نہیں عمرو کو اور اُسکے ہمراہیوں کو صدمہ دیا یا نہیں یہ کہکر اپنے لشکر میں حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور سامان لڑائی کا بخوبی کیا فوراً نفیری و گجر نفیری گاؤدم شیردم کوس حربی کی آواز بلند ہوئی کمال شور و غل سے زمین زلزلے میں آئی عیاروں نے عمرو سے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ شہریار والا تبار کی عمر دراز ہو قارن فیل گردن جو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے نوشیرواں کا بھیجا ہوا ہرمز کے لشکر میں آج شام کو آیا ہے اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے عمرو نے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل سکندری پر چوب پڑے اس لشکر کا بھی اسکو جبروت دکھانا چاہیے کہ وہ بھی اپنے دلمیں دھڑکا کھائے الحاصل دونوں لشکروں میں تمام رات کوس حربی بجا کیے رات بھر طلایہ پھرا کیے جب صبح ہوئی ہرمز و فرامرز و ذوبین کہ عمرو کی لڑائی کی چاشنی چکھے ہوئے تھے قلعہ کی زد سے دور اپنے لشکر کا پرا باندھ کر کھڑے ہوئے تاکہ ہمپر اور ہمارے لشکر پر کوئی آفت نہ آئے اور قارن اپنی دلیری کا ثمرہ پائے لیکن قارن نے اپنے لشکر کو چار حصے کر کے چاروں سمت قلعے کے گھوڑوں کی باگیں لیں اور چرخے دمدمے اور گرد و فر سے اپنی فوج کو قلعے تک پہونچایا اور چاروں طرف کی دیوار قلعے کی اپنے قبضے میں لایا عمرو نے دیکھا کہ فوج بیشمار قلعہ کے چار سمت آتی ہے نہایت شوکت و دلاوری دکھاتی ہے سرداران فوج سے

کہا کہ آج قلعے پر چڑھائی ہے فوج غنیم نے بڑی دھوم مچائی ہے تم لوگوں کی تیز دستی و چالاکی کا امتحان ہے آج جو ثابت قدمی کرے وہی مرد میدان ہے چاہیے کہ جسکا قدم زد سے آگے بڑھے جیتا پیچھے پھرنے نہ پائے تہیں مر کے رہجائے حکم پاتے ہی ایک طرف سے مقبل وفادار نے بارہ ہزار تیر انداز سے دہن سوفاریں زہ کو رکھ کے گوشہاے کمان کو تانا کوش پہونچا کر طائر تیر کو چھوڑا ایک یکمسد پیکان نے چار چار پانچ پانچ کافر کے سینے کو توڑا ایک پلہ میں کئی ہزار آدمی مرغ بسمل سا تڑپنے لگا انکا طائر روح مذبوح ہو کر پھڑ پھڑ کرنے لگا جن لوگوں کا سینہ آشیانہ طائر نہ ہوا تھا انھوں نے چلا کر مثل کمان ناقص پیچھے کو رخ کیا اور مقابلہ کا نام بھی نہ لیا اور دوسری طرف سے سنگ اندازوں نے سنگہاے تراشیدہ و خراشیدہ فیل کش کفچہ ہاے فلاخن میں رکھ کے تین تین مرتبہ چکر دیکر کفار کی پیشانیوں پر جو لگائے گروہ کے گروہ کشاں کشاں جہنم میں پہونچائے کئی ہزار گبر سر بسجود ہوے دین و دنیا دونوں میں سرزدہ ہوے اور باقی الٹے پاؤں پھرے نہ سر کی خبر نہ پاؤں کی ایسے بدحواس ہو کر اوندھے زمین پر گرے تیسری جانب سے برق اندازوں نے ایسی برق اندازی کی کہ ایک بار اسی ہزار آدمی پر برق اجل گری سب کی گردن پر قضا کی چھری پھری پسماندہ جدھر سے آئے تھے رعد آسا چلاتے ہوے اسی طرف کو بھاگے چوتھی طرف سے آتشبازی نے قارورہ ہاے آتشین و حقہ ہاے نفط کا جو وزن دکھایا اور اس آگ کا جو مینھ برسایا ہر آتش خوردہ کیساتھ تین تین چار چار معین و مددگار لقمۂ دہان شعلۂ فنا ہوے ایک آن میں الٰہی ملک [illegible] جسقدر پیچھے کو گرم رفتار ہوے وہ بھی یاران ولین کی دلسوزی میں آبلہ دار ہوے ہرچند قارن کے لشکر کا یہ حال تمام لشکر اس صورت سے پامال ہوا لیکن قارن فیل گردن سپر کو چہرے کی پناہ کر کے فیل مست کیطرح قلعہ کے دروازے پر پہونچا اور جوش و غضب میں آکر کچھ اپنی جان جانے کا خیال نہ کیا اور گرز سے دروازہ توڑنے پر مستعد ہوا عمرو نے جب یہ حال دیکھا تو بہت بدحواس ہوا اسکو کمال ہراس ہوا اپنے دل میں مشورہ کیا پھر لشکر کے سرداروں کو حکم دیا کہ اب سوا اسکے اور کوئی تدبیر نہیں ہے اور کوئی فکر اثر پذیر نہیں ہے کہ قلعے کے دروازے سے جا لگو اور اس بات کے منتظر رہو کہ جسوقت یہ کافر دروازے کو توڑے اور اپنا گرز اسیر مارے اور ہاتھ چھوڑے اسی دم ہتھیار پکڑ کے مارو اور مر و جان کے دینے میں ہرگز دریغ نہ کرو مگر یہ وقت مناجات کا ہے بھروسا اللہ کی ذات کا ہے بالاتفاق سب آدمی دل و جان سے جناب باری میں دعا کرو اگر اسنے غیب سے مدد کی اور ہم بیچاروں کی خبر لی تو البتہ اس کافر کے ہاتھ سے نجات ہوتی ہے ہماری سرسبز بات ہوتی ہے اور نہیں تو سوا مارنے اور مرنے کے کوئی تدبیر نہیں پڑتی کسی چارہ جوئی میں عقل نہیں لڑتی لشکر اسلام نے دست دعا بلند کیے تھے کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ و تاریک نمودار ہوئی جسکی کثرت سے تمام زمین پر غبار ہوئی ہنوز مقراض باد نے گریبان گرد کو چاک نہ کیا تھا کہ عمرو نے بشاش ہو کر اہل اسلام سے کہا کہ یارو مبارک ہو دعا تمہاری مجیب الدعوات نے قبول کی تمہاری دعا کی تاثیر ہوئی دیکھو تو وہ مدد غیبی آئی اب تم سب نے اس کافر کے ہاتھ سے رہائی پائی اور نیچے جھک کر قارن فیل گردن سے کہا کہ او بدمست ہوشیار ہو جا مرنے پر

تیار ہو جاوہ تیر اُنکس کا مارنیوالا آیا اور اُسنے تجھکو جہنم میں پہونچایا اُسنے جو پھر کر دیکھا تو واقعی چالیس علم حجاب گرد اُسکو نظر آئے اور اس حیرت نے اُسکے ہوش اُڑائے اور ایک نقابدار نارنجی پوش برق آسا اپنے گھوڑے کو چمکاکر خندق کے برابر آیا کہ اُسکا رعب و خوف سب کے دل پر چھایا اور قارن فیل گردن سے کہنے لگا کہ او گبر اس قلعے میں کون ہے اور تو قلعے کے دروازے پر کیوں کھڑا ہے بھوت کیطرح سے کیوں اڑا ہے قارن نے کہا کہ اس قلعے میں قوم مسلمان مجرم شاہنشاہ ہفت اقلیم ہے بادشاہ سے منحرف ہوئی ہے اُسکو کچھ اُس سے نہ خوف ہے نہ بیم ہے میں قلعے کا دروازہ توڑکر قتل کیا چاہتا ہوں اب تو بتلا کہ کون ہے اور کسکو تلاش کرتا ہے نقابدار بولا کہ میں مسلمانوں کی مدد کو آیا ہوں یہ فوج اُنکی مدد کے لیے لایا ہوں پہلے تو مجھ سے لڑلے پھر قلعے کا دروازہ توڑنیکا قصد کیجیو جب ہم مریں تو اُنسے انتقام لیجیو قارن نے کہا کہ اول تو تو لڑکا ہے میں تجھ پر کیا حربہ کروں کہ میرے حربے کی ہوا سے تو پتے کیطرح سے اُڑ جائیگا بھلا تو میری ضرب کی کتاب لائیگا نقابدار نے جھنجلا کر کہا کہ او مردود کیا ہذیان بکتا ہے خندق کے اسطرف آ کہ تیری روح قبض کروں تیری اس بیہودہ گوئی کا جواب دوں تب تو قارن کو غیظ آیا اس بات کے سُننے سے بڑا پیچ و تاب کھایا جست کرکے نقاب پوش کے پاس کھڑا ہوا نقابدار نے کہا کہ لا کیا حربہ رکھتا ہے ابھی تو اپنی خرافات کا مزہ چکھتا ہے قارن نے گرز گرانبار کا اس پر وار کیا نقابدار ... کیا اور شمشیر برق خمیر کمر سے کھینچکر قارن کے سر پر لگائی کہ اسکی آنکھوں میں اندھیری چھائی ہرچند قارن نے سپر فولادی کو ...

قارن کا دھاوا کرنا قلعے پر اور پہونچنا دروازے تک اور دروازہ توڑنیکا قصد کرنا کہ دفعۃً نقابدار کا مع چالیس ہزار فوج کے مسلمانوں کی مدد کو آنا اور دو ٹکڑے کرنا ایک وار میں قارن کو مع گھوڑے کے

پناہ سر کیا لیکن اُس تلوار نے صاعقہ کا کام کر کے اسکو دم نہ لینے دیا سپر فولادی کو قرص پنیر کی طرح سے کاٹ کر خود دوسر
کو کاٹ کر بال آبدار گردن کی صراحی میں اُتر کر سینے میں بھی نہ اٹکی ریڑھ کی ہڈی کو قلم کرتی ہوئی گھوڑے کے زیر تنگ
سے نکل گئی اُسکے سب اعضا کو دو نیم کر کے برق کیطرح عجب رنگ و ڈھنگ سے نکل گئی قارن مع اسپ چار پرکالہ ہو کر زمین
پر گر کے بیجان ہو گیا ایک دم میں بے نام و نشان ہو گیا فوج یہ حال اپنے سردار کا دیکھ کر چار طرف سے نقابدار پر آ گئی
نقابدار کے لشکر نے بھی تلوار کھینچی میان سے شمشیر آبدار کھینچی عمرو نے دیکھا کہ نقاب پوش کا لشکر بہت کم ہے کل چالیس ہزار
سوار ہے اگرچہ ہر ایک جرار ہے لیکن کم اور بیش میں فرق بیشمار ہے یعنی اُس طرف پونے دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت ہے اسقدر فوج
کی کثرت ہے جھٹ پٹ اپنی فوج سمیت قلعے سے باہر نکلکر نقابدار کا شریک جنگ و جدال ہوا قارن کے لشکر سے مستعد قتال
ہوا اس روز ایسی لڑائی ہوئی کہ ستر ہزار سوار ہرمز کے لشکر کا کام آیا اور اس طرف کسی نے ایک ہلکا سا زخم بھی نہ کھایا فوج کفار
بھاگ کھڑی ہوئی تمام لشکر میں کھلبلی ہوئی عمرو نے نقابدار سے کہا کہ آپ اپنے نام و نشان سے آگاہ کیجیے اور اپنی تمام کیفیت سے
اطلاع دیجیے کہ حمزہ جسوقت قاف سے آئے تو اُس سے آپکی مروت و جوانمردی کا حال بیان کیا جائے نفس الامر میں اسوقت
قلعے کے لوٹنے اور ہم لوگوں کے مارے جانے میں کچھ باقی نہ تھا مگر آپنے تشریف لا کے جانبخشی کی گویا ہم لوگوں کو از سر نو زندگی
دی نقابدار بولا کہ جسوقت صاحبقران آئینگے اُسوقت وہ خود ہمارے نام و نشان سے آگاہ ہو جائینگے ابھی بتانا کچھ
ضرور نہیں ہے مجھ کو اپنی نمود منظور نہیں ہے تم چین سے قلعہ داری میں سرگرم رہو کسی طرح کے اندیشے کو اپنے دل میں راہ نہ دو
جسوقت ضرورت ہو گی انشاء اللہ تعالےٰ اسی دم پہونچونگا تمھاری پھر مدد کرونگا یہ کہکر نقابدار تو جس طرف سے آیا تھا اُسطرف
کو گیا عمرو تمام خیمہ و خرگاہ نقد و جنس فوج ہزیمت خوردہ کا لیکر قلعے میں داخل ہوا اُسکو اللہ کی عنایت سے سب طرح کا اطمینان
فراغ بالی کا حاصل ہوا اب حال ہرمز و فرامرز کا سنیے کہ وہ جو نقابدار سے شکست کھا کر بھاگے بارہ کوس پر جا کے دم لیا
کہیں ایک لحظہ آرام نہ کیا اور بصلاح بختیارک بادشاہ کو تمام احوال لکھا کہ ہم پر گردش فلکی سے اسطرح کا نزول بلا ہوا
سارا لشکر ایک آفت عظیم میں مبتلا ہوا نوشیرواں نے ایک پہلوان نامی کیساتھ خزانہ و خیمہ و خرگاہ اپنے بیٹوں کے پاس
روانہ کیا اور رقعہ میں لکھا کہ اسقدر خزانہ و خیمہ روانہ کیا جاتا ہے اور قریب و بہت عنقریب ایک لشکر جرار تمھارے پاس
آتا ہے خبردار خبردار تم عمرو کا پیچھا نہ چھوڑنا اُسکے مقابلے سے منھ نہ موڑنا ہرمز و فرامرز رقعے کا مضمون دیکھ کر مطمئن ہوے
اور لوٹے مارے بھاگے ہوے سپاہیوں کو جمع کر کے پھر چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے قلعے کے سامنے خیمہ زن ہوے
اب لشکر اسلام کا حال سنیے جب قلعے میں غلہ باقی نہ رہا سبھوں نے عادیکرب سے کہا کہ غلہ تمام ہو چکا گویا اب ہم لوگوں کا کام
تمام ہو چکا جسقدر ہے چار دن سے زیادہ اکتفا نہ کریگا پھر ہر شخص مارے بھوک کے مریگا ابھی سے خواجہ عمرو کو خبر دینا
مناسب ہے اسکی تدبیر بہت جلد لازم و واجب ہے عادی نے کہا کہ تم سب میرے ساتھ چلو اُس سے یہ سب حال بیان کرو
اگر میں اکیلا جا کر اُس سے کہونگا تو وہ یقین نہ لائیگا مجھ کو جھوٹا جانیگا اور یہ سمجھے گا کہ شاید کچھ میری غرض اسمیں شامل ہے یہ بات

اُسکے دلمیں راہ پائیگی اور ناحق بدمزگی میرے اور اُسکے درمیان میں آئیگی لشکر بالاتفاق معادیکرب کے ہمراہ عمرو کے پاس گیا اور آذوقہ تمام ہونے کی کیفیت عرض کی اور اہل قلعہ کی پریشانی کی اُسکو خبر دی اور کہاکہ یا تو دروازہ قلعہ کا کھلوا دیجیے کہ ہم حریف کو ماریں اور مرمٹیں یا غلے کی تدبیر کیجیے کہ فاقوں سے ایڑیاں رگڑکے نہ مریں اپنی زندگانی کو مفت تلف نہ کریں عمرو نے کہاکہ بابا ابھی چار دن کا تو آذوقہ موجود ہے تم چین سے اپنی اپنی جا پر قائم رہو اللہ کی عنایت پر اپنے دل کو مستقل رکھو میں نے زراعت بوئی ہے اُسکے صرف میں بہت دولت کھوئی ہے غلہ پیدا ہوتا ہے چند روز میں اناج کا انبار ہوتا ہے فوج تو اپنی اپنی جگہ پر مطمئن ہوکر بیٹھی عمرو کے قول پر اعتماد کیا دل اپنا شاد کیا مگر عمرو نے دریائے فکر میں غوطہ مارا ایک ساعت کے بعد عیاری جو معقول سوجھی خوش و خرم سر کو اُٹھایا اور تدبیر جو اُسکے دلمیں گذری اُس سے بہت حظ اُٹھایا پس لشکر کو ہوشیار کرکے قلعے سے نکلکر کوہستان کے درے میں گیا اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر کرامات طلب کی اُس سے یہ عجیب صنعت لی یعنی فی الفور چالیس گز کا قد و قامت ہوگیا دو ہاتھ کی داڑھی سفید بُراق چہرے کے گرد نمودار ہوگئی اسطرح کی ہیئت غریب آشکار ہوئی اپنی کھڑاؤں پر سوار ہوکے ایک جھولی شیر کی کھال کی بغل میں دباکر ہرمز کے لشکر اور قلعے کو اجنبیوں کیطرح تکنے لگا باتیں حیرت افزا بکنے لگا ناگاہ کتارہ کابلی عیار کہ بھانجا ژوبین کا ہے اسطرف سے نکلا عمرو کی صورت اور قد و قامت دیکھکر آئینہ وار متحیر ہوا شدت خوف و رعب سے رنگ اُسکا متغیر ہوا کیونکہ اس ہیئت کا آدمی تو اُس نے کبھی دیکھا نہ تھا لرزاں و ترساں پاس آکر باادب سلام کیا بہت اعزاز و اکرام کیا اور ہاتھ باندھ کے پوچھنے لگا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اس طرف کس کام کیلیے آئے ہیں اور لشکر و قلعے کیطرف کیا بار بار دیکھ رہے ہیں غضب کی نظر سے بے اختیار دیکھ رہے ہیں عمرو نے کہاکہ تو کون ہے جو پوچھتا ہے تجھ کو اس پوچھنے سے کیا کام ہے تیرا کیا نام ہے اُسنے کہاکہ میں ہرمز کے عیاروں کا سردار اور نوشیرواں کے داماد کا بھانجا کتارہ کابلی مشہور ہوں اور نوشیرواں کی نوازش سے کمال مسرور رہوں عمرو نے کہاکہ سعد ظلماتی میرا نام ہے مجھکو درپیش بڑا ایک کام ہے میں سکندر ظلماتی بادشاہ ظلمات کا چھوٹا بھائی ہوں حمزہ نامے ایک شخص شہپال شاہنشاہ پردہ قاف کی مدد کو گیا تھا اُسنے بڑا حوصلہ کیا تھا مگر جو عفریت دیو کا سامنا کیا کہاں وہ کہاں آدم زاد ہڈیاں اُسکی ایک ہی وار میں چور ہوگئیں شہپال نے اُسکی ہڈیوں کو ایک چمڑے کے تھیلے میں رکھکر میرے بھائی کے پاس بھیجدیا کہ تمھاری سرحد سے آدم زاد کی سرحد قریب تر ہے تم سے اس کام کا انجام بسہولت متصور ہے کہ اس تھیلے کو کسی کے ہاتھ نوشیرواں کے پاس بھیجدو کہ وہ ان ہڈیوں کو آدم زاد کے قبرستان میں دفن کرادے ہماری گردن سے یہ بوجھ اُٹھا دے مدت تک تو میرے بھائی نے انتظار کیا کہ اگر کوئی آدم زاد اسطرف آنکلے تو اُسکے ہاتھ نوشیرواں کے پاس بھیجدوں اس کار خیر کا انجام کروں جب کسی آدم زاد نے مدت تک اسطرف سے گذر نہ کیا تو میرے بھائی نے حکم دیا کہ تم خود جاکر اس تھیلے کو پہونچا دو اتنا ثواب تمھیں حاصل کرو سو میں دیکھ رہا ہوں کہ یہی قلعہ مدائن کا اور یہی لشکر حمزہ کا ہے یا نہیں اسی خیال میں حیران ہوں اور بہت دنوں سے سرگرداں ہوں کتارہ اس

کیفیت کو سنکر باغ باغ ہوگیا گویا اُسکی مراد کا روشن چراغ ہوگیا کہنے لگا کہ حضرت یہ لشکر نوشیرواں کے داماد اور بیٹوں کا ہے چلیے میں آپ کو اُنکے پاس لے چلوں اور اُن سے آپ کی ملاقات کرادوں وہ بولا اس سے کیا بہتر ہے اندھا کیا چاہے دو آنکھیں کتارہ اُسکو خوشی خوشی ژوبین کے پاس لایا اور سب حال سُنایا ژوبین نے بہ تعظیم و تکریم اُسکو کرسی جواہر نگار پر بٹھلا کے استفسار حال کیا اور اپنے اخلاق و مہربانی سے اُسکو خوشحال کیا اُسنے جو کچھ کتارہ سے کہا تھا اُسکا اعادہ کیا ژوبین نے بہت سی خاطر اُسکی کرکے کہا کہ وہ تھیلہ کہاں ہے مجھکو دیجیے اور مجھ سے اُسکی رسید لیجیے میں بخوبی اُس تھیلے کو بادشاہ کے پاس بھیجدونگا اور یہ سب کیفیت تفصیل وار بادشاہ کی خدمت میں تحریر کروں گا عمرو نے پوست اژدر کا تھیلا اپنی جھولی سے نکالکر ژوبین کے حوالے کیا اور وہ بار امانت اُسکو دیا اور کہا کہ آپنے بڑا بار میرے سر سے اُتارا میں بہت احسانمند ہوا اور آپ کی ملاقات سے کمال خرسند ہوا لو خدا حافظ ہے اب میں رخصت ہوتا ہوں ہرچند ژوبین نے مبالغہ کیا کہ آپ چند روز مہمان رہکر اپنے تئیں کسل راہ سے راحت دیجیے اور ہم لوگوں کے حال پر شفقت کیجیے شاہزادوں کو بھی اپنے جمال منور سے خوش کرنا ضرور ہے ہم کو آپ کا ہر طرح احترام منظور ہے لیکن عمرو نے اُنکی بات قبول نہ کی اپنے قلعے میں آکر صورت اصلی پر آیا پھر اپنے کو ویسا ہی آدمی بنایا سرداران فوج نے غلے کا حال استفسار کیا اُنکو یہ جواب دیا کہ بھائی آج تخم پاشی کر آیا ہوں دو تین روز میں جاکر کاٹ لاؤں فراغت سے مزہ اُٹھانا ژوبین کا حال سنیے کہ اُس کیسے کو لیجا کر ہرمز و فرامرز کو دکھلا کر سعد ظلماتی کے آنے کی کیفیت اُسکی ہیئت کذائی بیان کی اور اُسکی تمام کیفیت اور صورت سے اطلاع دی ہرمز و فرامرز حمزہ کا حال سنکر ایسی خوشی میں آئے کہ بدن میں پھولے نہ سمائے لیکن بختیارک ہنسکر بولا کہ مجھکو اسمیں عمرو کی عیاری معلوم ہوتی ہے یہ حرفت اُسی کے اطوار سے مفہوم ہوتی ہے لات و منات جھوٹ نہ بلوائے میرے خیال کو راست لائے غلہ قلعے والوں کے پاس نہیں اسی سبب سے عمرو کے بجا حواس نہیں یہ تدبیر اُسنے غلہ قلعے میں بھرنے کی کی ہے تمکو یہ ابلہ فریبی کی ہے کیونکہ اگر نفس الامر میں حمزہ مارا جاتا تو پریزاد عمرو کو آکر خبر دیتے اُسکو ضرور اُسکے حال سے آگاہ کر دیتے اور یہ تو چالیس گز کا قد تھا عمرو جب چاہے کرامت سے ہزار گز کا قد و قامت بنائے جس طرح کی صورت چاہے بنا کر دکھائے ژوبین نے کہا کہ اس کیسے پر چار سو بادشاہان قاف کی مہر ہے کیونکر بے اعتبار جانیں اور تیرے خیال باطل کو بے دلیل مانیں بختیارک نے جواب دیا کہ اس بات کو تم جانو مگر مجھکو باور نہیں آتا ہے کہ یہ خبر راست ہو اُسکا کہنا بے کم و کاست ہو ژوبین نے کہا کہ بہرحال خاموش ہو رہا چاہیے اس مقدمے میں کچھ نہ کہا چاہیے میں قلعہ سے خبر منگوا تا ہوں تو ہاں کی بات کا یقین لاتا ہوں یہ کہکر عیاروں پر تاکید کی کہ قلعے کی سُن گن لیا چاہیے اس خبر کی تحقیق میں بہت کوشش کیا چاہیے عمرو اور سرداران لشکر کس شغل میں ہیں آیا دلشاد ہیں یا حمزہ کے مرنے کی خبر سنکر مصروف نالہ و فریاد ہیں عمرو کا حال سنیے کہ اُسنے اُسی دن سے نوبت بجوانی موقوف کی تھی اور ایک سناٹا سا قلعے میں ڈال رکھا تھا ژوبین کے عیار تین دن تک قلعے کے گرد پھرتے رہے

مطلق آگے کی سی چہل پہل نہ پائی اہل قلعہ کی خوش حالی نظر نہ آئی چوتھے دن ژوپین سے جا کر کہا کہ قلعے میں بالکل سناٹا ہے
تین شبانہ روز میں ایک وقت بھی نوبت بجنے کی آواز کان میں نہ آئی کسی کی طبیعت خوش نہ پائی نہیں تو پانچوں وقت نوبت
قلعے میں بجتی تھی ہر شخص خوشحال تھا سب صورت سے فارغ البال تھا بختیارک نے سنکر کہا کہ اگر یہ امر ہے تو البتہ خالی از علت
نہیں ہے کچھ نہ کچھ خلل واقع ہوا ہے شبہ حمزہ قاف میں ہوا ہرمز و فرامرز و بختیارک و ژوپین جمیع سرداران لشکر
کو عید ہوگئی انکے دل سے سب پریشانی بعید ہوگئی اور عمرو نے کیا کیا کہ اس دن آدھی رات کے وقت اپنے تمام لشکر سے
کہا کہ تم سب ملکے امیر کا نام لیکر با آواز بلند نوحہ و زاری کرو اظہار بیقراری کرو ہائے صاحبقراں وائے صاحبقراں کی صدا بلند
ہوئی ہرمز و فرامرز و ژوپین و بختیارک تو کان لگائے ہوئے تھے ان سب کی طبیعت اسکے دریافت کرنے سے بہت
خرسند ہوئی قلعگیوں کا واویلا و مصیبتا سنکر بارے خوشی کے اپنے پیراہن میں نہ سمائے شادیانے خوشی کے بجوا کے چھوٹے
سے بڑے تک پر امیر کا مرنا ثابت ہوا دوسرے دن عمرو گریباں چاک کر منھ پر خاک مل سر و پا برہنہ سینہ و سر پیٹتا قلعے
سے باہر نکلا اور اسی ہیئت کذائی سے ژوپین کے در خیمے پر جا کر چوبداروں سے کہا کہ بھائی میری خبر شاہزادہ کابل سے کردو
میرے حاضر ہونیکی اسکو خبر دو چوبداروں نے ژوپین سے جا کر کہا کہ عمرو گریبان چاک منھ پر خاک سر و پا برہنہ در خیمے پر کھڑا
ہوا روتا اور گڑگڑاتا ہے نہایت باحال پریشان خستہ و زار بادل بیقرار نظر آتا ہے کہتا ہے کہ میری خبر شاہزادہ کابل سے کردو
مجھ مصیبت زدہ آفت رسیدہ پر اتنا کرم کرو ژوپین نے کہا کہ بلاؤ اسکو آنیکی اجازت دو عمرو خیمے میں جا کر ژوپین کے قدموں پر
گر پڑا ژوپین بولا کہ عمرو خیر تو ہے کچھ کہہ تو ماجرا کیا ہے تو کس بلا میں مبتلا ہے عمرو نے بصد نالہ و نالہ کہا کہ کیا کہوں میں
بے وارث ہوگیا میرا سب سامان عیش و عشرت کھوگیا پانچ دن ہوئے ہیں کہ پریزادوں نے آکر یہ خبر سنائی گویا مجھے جیتے جی
گور جھنکائی کہ حمزہ قاف میں عفریت دیو کے ہاتھ سے مارا گیا اسکا سر تن سے اُتارا گیا چار دن تک تو یہ راز میں نے
افشا نہ ہونے دیا سب لوگوں سے پوشیدہ کیا پر کل پانچویں دن سب پر ظاہر ہوگیا چھوٹا بڑا اس واقعے سے ماہر ہوگیا قلعے
میں کہرام پڑا ہے ہر شخص کا اس سانحہ سے حال زار ہے جو ہے وہ اشکبار ہے سو میں اسواسطے آپکے پاس حاضر ہوا ہوں کہ
شاہزادوں کے روبرو جانیکا تو منھ میرا نہیں یہ بات میرے دلنشین جا گزیں ہے کہ بسبب حمزہ کی رفاقت کے کوئی ایسی بے ادبی
نہیں ہے کہ مجھ سے سرزد نہ ہوئی ہو اور گستاخی و حرکت بیجا میری طرف سے نہ ہوئی ہو مگر اب مرنا کہ حضور میں پہونچا کر کوہستان کے
پتھروں سے سر ٹکرا کر مر جاؤں کہ اس زندگی بے لطف سے نجات پاؤں حمزہ سا قدردان کہاں پاؤنگا جو اسکی خدمت میں حاضر
رہونگا اور اُسکا شکر رتبہ شناسی رات دن دل سے کرونگا ژوپین نے عمرو کا سر چھاتی سے لگایا اور بکمال الطاف فرمایا کہ اے
عمرو کدھر تیرا خیال ہے اسقدر کیوں تجھ کو ملال ہے میں تجھ کو اپنے گلے کا تعویذ کر کے رکھونگا تیری پاسداری سے کبھی غفلت
نہ کرونگا عمرو بولا کہ مجھ کو آپ سے اس سے زیادہ امید ہے کہ آپ خاندان سلاطین سے ہیں اور منتخب بے مثال امرزادگان روے زمین سے
ہیں مگر بختک و بختیارک کی مفسدی سے ڈرتا ہوں اُنکی دراندازی سے خوف کرتا ہوں ایسا نہو کہ وہ آپکو ورغلا کر میری

طرف سے برہم کرکے آپ کو برسر خصومت لائیں اور اپنی کارسازی دکھلائیں ژوپین بولا کہ وہ کیا مال ہیں کہ تجھ کو نظر بد سے دیکھیں
اور تجھ کو کسی طرح کی ذلت دیں یا میرے اور تیرے درمیان میں مداخلت کریں تجھ سے عداوت کریں اور اچھا اگر کچھ چھیڑ کریں
تو اُن کو اسی دم بے بال و پر کردوں اُسکو اور اُسکے مددگاروں کو زیر و زبر کردوں تو جا مہر نگار کو لے آ عمرو نے کہا کہ مہر نگار کو تو
میں اسیوقت لے آتا ہوں مگر یہ اندیشہ کھاتا ہوں کہ سرداران لشکر کاہیکو آنے دینگے کہیں گے کہ ہم نے تیرے کہنے سے
شہزادوں کی خدمت میں بہت بے ادبی کی ہے اُنکو بہت تکلیف دی ہے تو تو مہر نگار کو دیکر اچھا رہیگا ہمیں بُرے ٹھہرینگے
اور ہر شخص ہمیں کو احمق کہیگا ژوپین نے کہا کہ میں اُن سب کو حمزہ سے زیادہ توقیر و عزت سے رکھونگا اور ہر ایک کو
اُسکی لیاقت کے موافق منصب دونگا تو اُنکو سمجھا کر میرے پاس لے آ سب کو یہ مراتب سمجھا کے تشفی دے آ عمرو نے کہا کہ وہ
میرے کہنے کو سچ نہ جانیں گے میری بات ہرگز نہ مانیں گے اگر حضور ایک نوشتہ اُنکے نام لکھ دیں تو میں اُنکو لا سکتا ہوں ورنہ
وہ ہرگز نہ سنیں گے کہ میں کیا بکتا ہوں ژوپین بولا کہ ایک نوشتہ کیا بلکہ دس اُسی دم قلمدان منگا کر ایک تشفی نامہ تمام سرداروں
کے نام لکھ کر عمرو کے حوالہ کیا سر بمہر اُسکو دیا عمرو نوشتہ لیکر قلعہ میں داخل ہوا اور سرداران لشکر کو دکھلا کر کہا کہ زراعت
تیار ہے کاٹنے والا چاہیے چلو پہلے تو ضیافت کھاؤ اچھے اچھے کھانوں کا مزہ اُٹھاؤ بعد اُسکے جیسا ہوگا ویسا سمجھا
جائیگا جیسا موقع ہوگا ویسا کیا جاویگا سب سردار عمرو کے ساتھ ہوے مگر مقبل وفادار نے چالیس ہزار سوار سے محافظت
قلعہ کیواسطے وہیں اقامت کی اور سبکی نگہبانی اپنے ذمہ لی ژوپین کا حال سنیے کہ اُسنے اس ماجرے کو ہرمز و فرامرز سے بیان کیا
بختیارک مُسکرا کر بولا کہ لات و منات اگر اپنا فضل کریں تو بڑی بات ہے ہمکو تم کو سب غم و رنج سے نجات ہے ایک دیکھی نہیں تمام سردار
مسلمانوں کے آتے ہیں اور اس قلعے میں سکونت پاتے ہیں مگر میرا دل یہ کہتا ہے کہ جو فتنہ برپا ہو وہ تھوڑا ہے یہ کہکر ژوپین کو
سمجھانے لگا کہ اے ژوپین وہ عیار ہے عمرو بڑا فریبی اور مکار ہے اُسکے فریب میں نہ آ اُسکی چالاکی سے دھوکا نہ کھا کیوں
دیوانہ ہوا ہے یقین جان کہ قلعے میں غلہ ہوچکا ہے اسلیے یہ عیاری اُسنے کی ہے کہ تجھ کو فریب دیکر اپنا کام نکالے اور ہم سب کو
بلا میں ڈالے ژوپین سر بجبین ہو کر بولا کہ او بختیارک تو اس امر میں دخل نہ دے میں جانوں اور عمرو جانے تجھ سے بدعقل کی
بات کوئی کیوں مانے وہ پہلے کہہ چکا ہے کہ میرے اور آپکے درمیان میں بختیارک نیش زنی کریگا اور اس کام کے بگاڑنے میں
قدم دھریگا بختیارک بولا کہ یہ وہ کیوں نہ کہیگا میرا اور اُسکا تو ایک ہی دل ہے خیر بہتر ہے میں کچھ نہ بولونگا اب ہرگز اس
مقدمے میں زبان نہ کھولونگا تم جانو اور عمرو جانے اُسے کیا کیجیے جو کسی کا کہا نہ مانے جب کچھ بدمزہ دیکھونگا یہاں سے چلتا
ہونگا ژوپین نے خیمہ میں جاکر سامان دعوت کا تیار کیا اور انواع و اقسام کھانوں کا انبار کیا اور عیاروں کو خبر کیواسطے بھیجا کہ دیکھو
تو عمرو آتا ہے یا نہیں اور مہر نگار کو اپنے ساتھ لاتا ہے یا نہیں عیار جو لشکر سے باہر نکلے دیکھیں تو عمرو چار سو پہلوان گردن کش
اپنے ہمراہ لیے ہوے چلا آتا ہے کہ جنکی ہیبت سے دیکھنے والوں کا ہوش اُڑا جاتا ہے عیار وہیں سے اُلٹے پاؤں پھرے اور
ژوپین کو خبر دی کہ عمرو کے ساتھ چار سو پہلوان آتے ہیں اور آپکی ملازمت سے شرف پاتے ہیں ژوپین نے شاہزادوں سے

جا کر کہا کہ عمرو راست گو معلوم ہوتا ہے عیاروں سے معلوم ہوا کہ چار سو پہلوانوں کو ہمراہ اپنے لیے آتا ہے اُن سبکو ہماری اطاعت کے لیے لاتا ہے بختیارک تو سنتے ہی سن ہو گیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے معاملہ بیڈھب ہے عمرو کا اس جمعیت کیساتھ آنا بڑا غضب ہے اسمیں عمرو مع سرداران لشکر ژوپین کے خیمہ تک آ پہونچا ژوپین استقبال کر کے سرداروں کو خیمہ میں لے آیا ہر شخص کا علٰحدہ حال پوچھا اور اُنپر بہت التفات فرمایا اور ہر ایک سے بغلگیر ہو کے شاہزادوں سے ملازمت کروائی کرسیہاے مرصع نگار پر بٹھلایا اور سب سے کمال اخلاق سے پیش آیا اور عمرو کی کرسی اپنے پہلو میں بچھوائی اور اُسکے حال پر سب کی بہ نسبت زیادہ مہربانی فرمائی بعد گفتگوے دوستانہ ساقیان سیمین وش کو بلانے کا حکم دیا اور علی العموم سب صغیر و کبیر کو مجاز کیا کہ جام و صراحی کو گردش میں لائیں ہر قسم کی اچھی اچھی شرابیں پلائیں عادی کرب بولا کہ اے شاہزادے مثل مشہور ہے کہ اول طعام بعدہ کلام پہلے کھانا کھلانا چاہیے بعد از تناول طعام شراب پلانا چاہیے کہ شراب بھی لذت دے اور سرکشی سے ہر شخص فائدہ لے حکم ہوتے ہی سفرچی نے دسترخوان بچھایا اور نفیس و لطیف کھانے روبرو لایا اور بکاول کھانا چننے لگا عادیکرب ہر قاب کو بکاول سے کہنے لگا کہ ادھر رکھ سنتے سنتے بکاول ترش ہو کر بولا اور غصے میں آکر اپنی زبان کو کھولا کہ حضرت اور بھی کسی کے روبرو رکھوں یا اکیلا آپ ہی کے آگے چنوں عادیکرب بولا کہ پہلے میں سیر ہو لوں پھر جسکے روبرو چاہنا رکھنا خواہ اوروں کو کھلانا یا آپ چکھنا بکاول نے عادی کے آگے قابیں کھنی شروع کیں اور جتنی قابیں کھانیکی تھیں سب اسی کے آگے رکھدیں اور عادی کھانے لگا حتی کہ کسی قسم کا کھانا دسترخوان پر باقی نہ رہا سب عادی چٹ کر گیا ژوپین جو بیٹھا دیکھتا تھا بولا اور بھی کچھ آئے کہ آپ کو بخوبی سیری ہو جائے عادی نے کہا کہ الموجود شفاء عادی کو فقیر کی دعا ہے فقرا کی خدمت سے یہ کمال حاصل ہوا ہے کہ کتنا ہی کھاؤں سیری نہو کھانے سے ہاتھ نہ اُٹھاؤں ژوپین نے اور دسترخوان منگوائے اور سب عادی کے آگے رکھوائے عادی نے اُن سب کو بھی نوش کیا اور باقی تک نہ بچا ژوپین نے پھر پوچھا کہ آپ سیر ہوے یا کچھ اور بھی آئے تا کہ آپ خوب کھائیں میرے گھر سے بھوکے نہ جائیں عادی نے کہا قلیہ اور روٹیاں ہوئیں تو کیا مضائقہ ہے منگوائیے اور بندے کو کھلوائیے فی الفور کئی من آٹے کی روٹیاں اور قلیہ منگوایا عادی نے اُسکو بھی نوش جان فرمایا ژوپین نے چاہا کہ اور بھی منگوائے اور اُسکے کھلانے کا سب کو تماشا دکھلائے کہ بختیارک نے ژوپین سے کہا کہ اے ژوپین بھلا تو اس پہلوان کا پیٹ بھر سکیگا اسکو تو کبھی سیر نہ کر سکیگا عمرو نے یہی تو ترکیب کی ہے کہ تمام لشکر کا آذوقہ اسکو کھلا دے اور تمکو ایک وقت کے کھانیکا محتاج بنا دے جب کھانیکو نہ ملیگا تو آپ سے آپ لشکر بھوک کے مارے پریشان ہو کر اپنی اپنی راہ لیگا ہرمز نے اُسکو آنکھ کا اشارہ دکھلایا اور عادی سے فرمایا کہ اے پہلوان کھانا دیگوں میں چڑھا ہے ہر ایک باورچی کھانا پکا رہا ہے جبتک وہ تیار ہووے تب تک جو کچھ بازار سے کھانا منگوا دیا جائے کہ آپکا پیٹ بھوک کی تکلیف نہ اُٹھائے عادی بولا کہ حضرت ایسا تو میں ٹرپٹا بھی نہیں ہوں کہ آپ کو بازار سے کھانا منگوانے کی تکلیف دوں یہ کہکر ہاتھ دھوئے اور آرام سے جا کر پلنگ پر سوئے

پھر دوبارہ دستر خوان بچھواکر سب سرداروں کو کھانا کھلوایا ان سب کے لیے اور کھانا منگوایا جب سب کھاپی چکے جام مے گلگوں کا دور ہوا مجلس کا اور طور ہوا اور گانے ناچنے والے حاضر آئے مطربوں نے گانے کیلیے ساز ملائے آواز خوش باد و نوش بادکی محفل میں بلند ہوئی سب حاضرین کی طبیعت خرسند ہوئی باہم دیگر اختلاط کی باتیں ہونے لگیں پیالہائے شراب کی دلو نکی کدورتیں دھونے لگیں اسمیں ثروبین نے عمرو سے کہا کہ آپکو مہرنگار کے لانیمیں کیا تامل ہے اب اسمیں ب میں نامناسب تساہل ہے عمرو بولا کہ سرداران اسلام کہتے ہیں کہ اسطرح سے شاہزادی کو حوالہ کردینا خوشنما نہیں ہے تم کو کسی طرح زیبا نہیں آپ بھی اپنے لشکر میں شادی کی تیاری کریں رسوم عروسی کے جاری کریں اور قلعے میں بھی فوج کی دعوت کرکے باآئین شائستہ شادی کیجائے کہ ہر شخص محفل نشاط سے مزہ اُٹھائے ثروبین نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہے یہ کلام تمہارا بجا ہے عمرو نے کہا کہ پھر اُسکے لیے کچھ خرچ بھی چاہیے کہ ایسی تقریب میں زر کا کام ہوتا ہے بے زر کے کب سرانجام ہوتا ہے ثروبین بولا کہ اسکی کیا فکر ہے جو کچھ درکار ہو حاضر و مہیا ہے اور اس جلسے کا اہتمام اپنی طبیعت کے موافق کیجیے سرداران لشکر اسلام تین شبانہ روز ثروبین کے مہمان رہے بظاہر ممنون احسان رہے اور عمرو حسب لخواہ ثروبین سے خزانہ اور لشکر لیکر قلعے میں آیا اور حصول زر کثیر کا سبکو مژدہ سُنایا اور چھ مہینے کے لائق قلعے میں غلہ بھر کر ثروبین کے پاس گیا کہ آپ اپنے لشکر میں برات کی تیاری کیجیے بکمال مسرت و انبساط سے داد نشاط دیجیے اور میں بھی قلعے میں جاکر تیاری کرتا ہوں ثروبین نے عمرو کو مع سرداران لشکر اسلام رخصت کیا اور اُن لوگونکو بھی بہت سا زر نقد اور اسباب امیرانہ دیا عمرو نے آگے سے چوگنا قلعہ تیار کیا اور سبکو اپنی کارسازی سے خبردار کیا ثروبین سات دن تک اپنے بدن میں اُبٹنا ملوایا کیا اور غذائے نفیس اپنے بدن کی تیاری اور رنگت کے لیے کھایا کیا ناچ رنگ میں مصروف رہا اور تمام فوج کو مہمان رکھا اور اپنی خاطر کو مہرنگار کے وصل کی امید پر شادمان رکھا جب سات دن گذر گئے اور عمرو ایک دن بھی ثروبین کے پاس نہ آیا تب یہ پریشان ہوکر گھبرایا بختیارک نے ثروبین سے پوچھا کہ فرمائیے ایک ہفتہ تو ہو چکا اب برات کب لیجائیے گا اور عروسی کا کب مزہ اُٹھائیے گا ثروبین نے کھسیانا ہوکر بختیارک کو گالیاں دیں اور بہت سی ملامتیں کیں اور عیاروں کو عمرو کے پاس بھیجا کہ سات دن تو گذر گئے اب شادی میں کیا تامل ہے یہاں تو سب طرح کا سامان موجود اور مہیا سب صورت کا تجمل ہے عیاروں نے جاکر دیکھا کہ قلعہ پہلے سے چوگنا تیار ہے اور اپنے اپنے عہدے پر مستعد ہر سردار ہے عمرو بدستور قلعے بند دروازے پر شامیانہ کے نیچے کرسی جواہرنگار پر بیٹھا ہوا اپنے کاموں کو انجام دے رہا ہے اور اہل خدمت سے اپنا کام لے رہا ہے عیاروں نے دور سے باادب عمرو کو سلام کرکے پیام ثروبین کا ادا کیا جو کچھ اُسنے کہلا بھیجا تھا وہ سب بیان کیا عمرو نے یہ پیام بھیجا کہ اب کچھ مہینے تک تجھ کو اور ہر مزد و اہرمن کو کچھ مال نہیں جانتا اور تمہاری فوج و لشکر کا میں رعب نہیں مانتا اگر جمشید بھی سرداب سے اُٹھ کر آوے اور میرے مقابلہ کو سر اُٹھائے تو اسکو زمین میں گاڑدوں وہ تو کیا ہے اگر افراسیاب بھی ہو تو اُسے پہلے داؤں میں پچھاڑدوں عیار اُلٹے پاؤں پھرے اور اگر جو کچھ عمرو نے کہا تھا ثروبین سے کہدیا اور عمرو کی کیفیت سے اُسے آگاہ کیا ثروبین کے طائر حواس اُڑ گئے رنگ

فق ہوا اس حال کے دریافت کرنے سے اسکو بڑا قلق ہوا ہونٹھ چبانے لگا اور پیچ و تاب کھانے لگا کہ اس عیار نے مجھکو بڑی زک دی مجھ سے بڑی دغا کی یہاں سے مدائن تک مجھکو رسوا کیا لیکن سوائے چپ بیٹھنے کے چارہ کیا تھا کہ اس سے عوض لیتا اور اسکو سزا دیتا و ناچار تھا عمرو کا حال سنیے کہ فیل شہ دوانے پر بیٹھا اسیر ہیں لگائے چار طرف کی سیر کرتا پھرتا تھا ناگاہ جنگلستان کی طرف جو اسکی نظر اس بیابان سے اٹھی دیکھے تو بڑا ہی جنگل ہے تمام بیابان بوٹوں جانوروں کا دنگل بہت وارد ہے پوچھا کہ اس جنگل میں یقیناً درندے بہت ہونگے اسنے کہا کہ البتہ فقط شیر چھ سات ہزار سے کم نہ ہونگے اس کثرت سے شیر کسی جنگل میں فراہم نہ ہونگے درندے ہر قسم کے اس سے زیادہ ہونگے ایسا جنگل بیشک نظر نہیں آیا اسکے ذکر سے دلمیں ایک خوف سمایا یہ جنگل سیکڑوں منزل تک ہے اسکی وسعت طولانی میں کیا شک ہے عمرو کو عیاری سوجھی فوراً عیاروں کو بلا کر حکم دیا کہ اس جنگل سے درخت کاٹ کر تین طرف انبار کر دو اتنی مشقت صرف اختیار کر دو اور ایک راہ نکلنے کی ہرمز کے لشکر کیطرف رکھو اور سب طرف کی گذرگاہ بند کر دو اور ان کٹے ہوئے درختوں میں خوب سا روغن نفط ملکر شام کو آگ لگا دو جہان کو ایک نیا تماشا دکھا دو اور آکر مجھکو خبر کرو عیاروں نے متفق ہو کر اس صحرا کیطرف قدم اٹھائے اور عمرو کا حکم سب بجا لائے دو پہر رات گذری ہوگی کہ زبانہ آتش بلند ہو کر شعلہ اسکا کرۂ نار تک پہونچا بلکہ اس سے گذر کر چرخ دوار تک پہونچا درندگان صحرائی مثل شیر چیتا ببر ریچھ تیندوا ارنا گینڈا لنگور چرخ بنمانس آگ کی حدت سے گھبرائے سب ایک جگہ ہجوم لائے تین سمت گھوم کر چوتھی طرف نکلنے کی راہ پائی وہی ایک راہ انہوں نے نکلجانے کی پائی غٹ کے غٹ غول کے غول ہرمز کے لشکر کیطرف دوڑے جو سامنے آیا اسے کھایا سیکڑوں آدمی درندوں کا شکار ہوا تمام لشکر آفت ناگہانی سے مجبور و ناچار ہوا فوج ہرمز کی گھبرا گئی سب پر بدحواسی چھا گئی زرہ کی جگہ زیر جامہ اور زیر جامہ کی جگہ زرہ پہننے لگے گھوڑوں کو جوتنے لگے تو دمچی اور دہانے میں کچھ فرق نہ کیا ایسا انکو پریشانی نے گھیر لیا تمام لشکر میں غل ہو گیا کہ عمرو نے شبخون مارا لگی آپسمیں تلوار چلنے صبح تک ہزاروں آدمی طعمۂ نہنگ شمشیر جانگزا اور ہزاروں غذائے درندگان صحرا ہوئے عدم کی طرف راہگرا ہوئے جب صبح ہوئی ہرمز و فرامرز و زوبین و بختیارک مع سرداران لشکر کہ اس آفت ناگہانی سے بچے تھے لاشوں کے دیکھنے کے واسطے گئے تاکہ معلوم کریں کہ اپنی فوج کتنی کام آئی اور طرف ثانی کے کتنے سپاہی مارے گئے اور کسقدر شمشیر اجل نے کھائے دیکھیں تو اپنے ہی سپاہیوں کی لاشوں کے پشتے ہیں بالکل اسی طرف کے کشتے ہیں خال خال جانوران صحرائی بھی مرے پڑے ہیں یہ بیوقوف آدمیوں کے دھوکے جانوروں سے لڑے ہیں ہرمز و فرامرز و زوبین و دیگر سرداران کمال متعجب ہوئے کہ کیا ماجرا ہے بڑا غضب خدا ہے بختیارک نے کہا کہ یہ عمرو کی ادنیٰ سی عیاری ہے جو تمپر چوٹ ماری ہے لات و منات جھوٹ نہ کہلوائے اسنے جنگلستان میں تین طرف آگ لگا کر اسی جانب کو راہ نکلنے کی رکھی ہے جب شعلۂ آتش بلند ہوا سب جنگل کے جانوروں کو گزند ہوا تب درندگان صحرائی جنگل سے نکلکر بھاگے ہیں اور جانب تو راہ بھاگنے کی نہیں پائی یہی راہ نکلنے کی انکو نظر آئی لشکر کیطرف آگئے اور اہل لشکر کو کھا گئے یہ کہکر عیاروں کو خبر لانیکے واسطے بھیجا قول اسکا درست آیا اسکے قیاس کو صحیح پایا

عمرو کا حال سنیے کہ اُسنے جو دوربین لگا کر دیکھا ہرمز کے لشکر کو کمال پریشان و بدحواس ژولیدہ پایا تب اُسکے دلمیں خیال
سمایا عادیکرب سے کہا کہ آج جی چاہتا ہے کہ اس گبرے لشکر پر شبخون ماروں ان مردودوں پر ایک نئی بلا اُتاروں عادی
بولا کہ جو حکم ہوگا بجا لاؤنگے ہم آپ کی اطاعت سے سر نہ پھیرینگے عمرو نے کہا کہ تو لندھور کا نام لیکر نعرہ مارنا اور باواز بلند
پکارنا اور جمیع سرداران لشکر کو اپنے منصوبے کی اطلاع دی اپنے ملکون خاطر سے انکو خبر دی سب اپنے کیل کانٹے سے
ہوشیار ہوگئے ہرطرح سے خبردار ہوگئے جب آدھی رات گذری عمرو فوج لیکر قلعے سے باہر آیا اور حریفان خوابیدہ بخت پر
شبخون لایا عادیکرب نے شمشیر کھینچکر نعرہ مارا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بداند منم رستم دوران خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان
کہاں ہیں ہرمز و فرامرز و زوبین میری ضرب کی چاشنی چکھیں اپنا سر میرے پاؤں پر رکھیں اکثر لوگ جو پڑے تھے عادی
کی تلوار کی چمک دیکھکر گھوڑوں کے آگے جو گھانس کے گٹھے پڑے تھے آنکھیں بند کرکے اُسمیں جا چھپے بعضے ڈیرے خیمونمیں
آچھپے بعضوں نے نعرۂ عادی کو رعد سمجھکر کانوں میں روئی دی غرضکہ جسکو جو سوجھی اُسنے اپنی جان بچانے کی تدبیر کی ہرمز
و فرامرز و زوبین و بختیارک بھی خواب غفلت سے بیدار ہوے نہایت مضطر و بیقرار ہوے حیرت زدہ ہوکر آپس میں
کہنے لگے کہ لندھور کدھر سے آیا اُسنے یہاں کیونکر گذر پایا بختیارک بولا کہ حضور یہ بھی عمرو کا منصوبہ ہے کہ لندھور کا نام
لیکر شبخون مارا اُسکے فریب سے ہمارا تو دل ہارا الحاصل لشکر اسلام نے کفار کے کشتوں سے پشتے بنائے ہزاروں کافر تہ تیغ کرکے
جہنم میں پہونچائے چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ عمرو کو عیاروں نے خبر دی کہ دو بھائی زوبین کے جہاندار کابلی و جہانگیر
کابلی مور و ملخ سے زیادہ لشکر لیکر حسب الحکم نوشیرواں ہرمز و فرامرز کی مدد کو آئے ہیں بڑے دھوم دھام کا لشکر
لائے ہیں چنانچہ سامنے نگاہ کرکے دیکھیے کسقدر طوفان گرد کا نظر آتا ہے کہ وہم و اندیشہ بھی کثرت غبار سے گذرنیکی
راہ نہیں پاتا ہے عمرو نے جو نگاہ کرکے دیکھا تو واقعی گرد کیسی ایک آندھی تیرہ و تاریک چلی آتی ہے کہ نگاہ دوربین اُسکے
دیکھنے سے خیرگی پاتی ہے دیکھتے ہی چھکے چھوٹ گئے شش و پنج کرنے لگا کہ بڑا ستم ہوا آج لشکر اسلام کا بچنا نظر نہیں آتا اس
لشکر کے ہاتھ سے کسی صورت نجات نہیں پایا الٰہی میں حمزہ کو کیا جواب دونگا میں بل مریں اُس سے کیا عذر کرونگا چونکہ
عمرو صاحب کرامات تھا کہ جب کوئی عیاری یاد نہ آتی اور اُسکی طبیعت اس فکر میں گھبراتی تو اپنے پشت دست پر چالیس
مرتبہ درود پڑھ کر استدعا در اک عیاری کرتا اللہ کی درگاہ سے طلب مددگاری کرتا اُسی دم مین سو ساٹھ عیاریاں جو کبھی
خیال میں بھی نہ گذری ہوتیں یاد آتیں وہ عیاریاں اُسکو مزہ دکھاتیں عمرو نے جونہیں عمل کیا نئی نئی عیاریوں نے ذہن
میں گذر کیا عمرو کو سابق سے بھی عیاری ترکیا فی الفور سفید مہرہ بجا کر پہلوانان لشکر اسلام کو پکارا اور یہ آوازہ مارا کہ اے
رستمان زمان قدم معرکہ قتال میں اپنا استوار رکھنا بہادری کا نام برقرار رکھنا آج چاہیے کہ لشکر کفار سے کوئی متنفس جانبر
نہ ہونے پائے سارا لشکر سیدھا جہنم کو جائے بہرام گرد خاقان چین بالشکر زیادہ از مور و ملخ تمہاری مدد کو آپہونچا خوب
سمجھو کہ لشکر ظفر پیکر از طرف خدا پہونچا سامنے جو غبار غلیظ نظر آتا ہے اُسی کی فوج کے قدموں کی بدولت ہے لشکر کفار نے

جو بہرام خاقان چین کی آمد سنی اور گرد و غبار کی کثرت سامنے سے دیکھی دل چھوٹ گیا خوف و ہراس سے کلیجہ بیٹھ گیا کہ جو فوج کہ لڑ رہی ہے اس سے تو عہدہ برآ ہو نہیں سکتے اب اس لشکر تمہارے سے کیونکر مقابلہ کرینگے کیونکہ اول تو یہ لشکر جرار ہے دوسرے کثرت بھی بیشمار ہے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے کسی کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ تاب مقابلے کی لائے اور انکے سامنے آئے [illegible] بختیارک نے منادی کرائی کہ یارو صبح قریب ہے نہ گھبراؤ اور اپنے پاؤں اس معرکہ میں جماؤ تمہیں کیونکر ثابت ہو کہ یہ فوج بہرام کی امداد یہ خبر تم کو کس نے دی ہے شاید تمہاری مدد کیلیے کوئی آیا ہو خدا نے اس لشکر کو بھیجا ہو مگر اس دم بوڑھے کلانوت کی کون سنتا ہے کہ وقت نفسی نفسی کا تھا اپنے اپنے حال میں ہر شخص مبتلا تھا جتنا لشکر بقیۃ السیف تھا شتر بے مہار کی طرح بھاگا کہیں دم نہ لیا ذرا بھی قیام نہ کیا ہرمز و فرامرز و زروبین و بختیارک بھی فوج کے پھیرنے کے بہانے سے انکے پیچھے روانہ ہوئے اپنی جان بچالی یہی بات انکے دل میں آئی عمرو نے لشکر کفار کو یہاں تک لوٹا کہ ایک پرکاہ نہ چھوڑا اور جھٹ پٹ مظفر و منصور مع لشکر قلعے میں داخل ہوا سرداران لشکر کو حقیقت حال سے مطلع کیا اور قلعے کو بیشتر از بیشتر مستحکم کر کے باطمینان تمام سب کو آسائش و آرام کا حکم دیا

آنا جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی زروبین کے بھائیوں کا ہرمز و فرامرز کی مدد کو نوشیرواں کے حکم سے

محرران خوش فکر کہتے ہیں کہ لشکر کفار بدحواس بھاگا چلا جاتا تھا اور کہیں قرار نہیں پاتا تھا دو تین فرسخ پر ہرکاروں نے خبر دی اور انکو اطلاع دی کہ جسکو عمرو نے بہرام کا لشکر قرار دیا تھا اور اسکی مدد پر بھروسا کیا تھا وہ جہاندار کابلی اور جہانگیر کابلی کا لشکر ہے جسکا کوئی مقابل ہے نہ ہمسر ہے بادشاہ نے فوج کثیر سے شاہزادوں کی مدد کے واسطے بھیجا ہے اب ہر طرح سے اطمینان ہے اللہ کا بڑا احسان ہے اتنے میں جہاندار کابلی اور جہانگیر کابلی بھی پہونچے زروبین سے ملکر شاہزادوں سے ملاقات کی اور انکو بہت سی تشفی دی اور کہنے لگے حیف ہے اتنی دیر آپ سے توقف نہ کیا گیا کہ ہم آجاتے اور دشمنوں پر فتح پاتے بختیارک بولا کہ میں ہر چند سمجھاتا رہا اور منع کرتا رہا مگر کسی نے میرا کہنا نہ مانا مجھکو سراسر احمق جانا مفت میں ہزیمت کی ہزیمت اٹھائی اور اسباب کا اسباب لٹوایا اور خفت بھی پائی جہانگیر کابلی و جہاندار کابلی بولے کہ خیر جو ہونا تھا سو ہوا اب ہم سر سواری قلعہ لیے لیتے ہیں اور سب اہل قلعہ کو شکست دیتے ہیں یہ کہکر قلعے کی طرف پھرے جب قلعے کی زد پر پہونچے عمرو نے آگ کا مینہ برسانا شروع کیا آتشبازی کے بان اور قارورے لگانا شروع کیا فوج کا تو قدم آگے نہ بڑھ سکا مگر جہاندار و جہانگیر سپروں کی پناہ میں خندق کے پار پہونچکر چاہتے تھے کہ گرز قلعے کے دروازے پر لگائیں اور پھاٹک توڑ کر قلعے کے اندر جائیں کہ نقابدار نارنجی پوش اپنے چالیس ہزار سوار سے آپہونچا اور اپنے سارے لشکر کو قلعے کے متصل پہونچایا عمرو و شادیانے بجانے لگا کہ اب ان گبروں کا سزا دینے والا آپہونچا ان سب کفار سے انتقام لینے والا آپہونچا اسمیں نقابدار گھوڑا چمکا کر خندق پر آکے للکارا اور ایک نعرہ ہیبت ناک مارا کہ خبردار اے کافرو اگر گرز دروازے پر لگایا تو تم سب جانوگے وہ حال

گر دیکھا کہ اپنی صورت نہ پہچانو گے پہلے مجھ سے لڑلو پیچھے قلعے کیطرف متوجہ ہو دونوں بھائی خندق کے پار آئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر دو طرف سے دونوں نے نقابدار پر حربے اُٹھائے نقابدار نے دونوں ہاتھوں سے دونوں کی تلواریں چھین کر کمربند میں ہاتھ ڈال کر دونوں کو اُٹھا لیا اور زندہ رکھنا نہ اُنکو دیکھا دیا چونکہ اُسوقت تک دونوں کی زندگی تھی کمربند ٹوٹ گئے اُنکے ہاتھ سے چھوٹ گئے جب زمین پر گر پڑے اُنکی فوج گھوڑوں کی باگ لیکر اپنے دونوں سرداروں کو زمین سے اُٹھا کر لے بھاگنا مصلحت سمجھی اُنکی جان بچنے کو غنیمت سمجھی نقابدار مع لشکر فوج کفار پر جا گرا اور کشتوں کے پشتے باندھنے لگا نزدیک تھا کہ فوج کفار کا اُسدم خاتمہ ہو دے ایک شخص بھی امان نہ پائے سارا لشکر جہنم میں جائے بختیارک نے جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوایا چلا جانا اُس میدان سے اُسکو مصلحت نظر آیا نقابدار تو جدھر سے آیا تھا مظفر و منصور اُدھر کو چلا گیا پھر وہاں ٹھہرنا ضروری نہ دیکھا اور لشکر کفار بچشم گریاں دل بریاں اپنے فرودگاہ میں مغموم و محزون پہونچا نہایت خستہ اور بحالت زبون پہونچا قلعے میں عمرو کو نذریں فتح کی گذریں اور سب نے مبارکبادیاں دیں دوسرے دن بھنڈاری نے عادی سے اور عادی نے عمرو سے کہا کہ غلہ قلعے میں نہیں رہا عمرو بولا کہ اب اگر اور کوئی قلعہ مستحکم میسر آئے تو وہاں چلکر قیام کیا جائے داراب بولا کہ یہاں سے ایک منزل ایک قلعہ نیستاں ہے رشک گلستان ہے اگر ہفت اقلیم کی سپاہ جمع ہو کر چاہے کہ اُس قلعے کو لڑ کے اپنے قبضے میں لائے خلاف امکان ہے کہ اُسپر قابو پائے قفل نیستاں اُسکے حاکم کو کہتے ہیں اُس میں سب اُسی مقام کے لوگ رہتے ہیں عمرو نے سرداران لشکر اسلام اور سرہنگ مصری سے کہا کہ میں قلعہ نیستان کی فکر میں جاتا ہوں اور اُسکی تسخیر کی کچھ تدبیر لگاتا ہوں جب روز تم کو خبر پہونچے کہ قلعہ میں نے لیلیا اور اُسپر قبض و دخل کیا اُس شب کو چند محافوں میں لنگور بند بھیڑیے پلنگ باندھ کر دشمن کے خیمے کے آگے سے نکلنا اور اس صورت سے اس راہ سے چلنا اور بھرنگا کو اور عورتوں سمیت سوار کر دو کہ قلعے کی پشت پر دریچہ ہے اُدھر سے روانہ کرنا مگر کوئی اس بات کو پہچان نہ سکے ایسا بہانہ کرنا اور جسقدر جلد راہ طے ہو سکے کر کے قلعہ نیستان میں اپنے کو پہونچانا سب کو لیکر میرے پاس آنا یہ کہکر دو عیار اپنے ساتھ لیکر قلعہ نیستان کی راہ لی اور اس راز کی کسی کو اطلاع نہ کی دو گھڑی دن باقی ہوگا کہ قلعے پر پہونچا دیکھے تو واقعی قلعہ نہایت مستحکم ہے اُس نواح میں ایسا قلعہ کم ہے حصار کے گرد پھر کر جو دیکھا شاہ دروازہ اور چور دروازہ بند اور خندق کو پر آب پایا کسی طرح سے قلعے کے اندر جانا خیال میں نہ آیا حیران ہوا کہ قلعے کے اندر کیونکر جایئے اس قلعہ پر کس تدبیر سے قابو پایئے اسی فکر میں دو پہر رات گذر گئی ناگاہ پانچ چھ کتوں کو خندق سے نکلکر آتے دیکھا قلعے سے باہر جاتے دیکھا عمرو نے پیٹ بھر کر اُن کو نان و کباب کھلایا بھوک کے مارے نیم جان تھے گویا اُنکو جلایا کتے جو سیر ہوے اپنے مسکن کیطرف پھرے عمرو بھی اُنکے پیچھے راہی ہوا قلعہ والوں کے حال سے طالب آگاہی ہوا کتے خندق کے پار جا کر سرہنگ میں گھسے عمرو بھی سرنگ میں داخل ہو کر قلعے کے اندر پہونچا سوا چوکیداروں کے کسی کو جاگتا نہ پایا فی الجملہ اسکو اطمینان حاصل آیا عمرو چوکیداروں کی آنکھ بچا کر زیر قصر قفل نیستانی پہونچا

دبے پاؤں سب کی نظروں سے پنہاں پہونچا ایک رخت عالیشان دیوار کے متصل تھا اُس پر چڑھ کے سقف بالاخانے پر گیا اور اُسکی سیڑھیوں سے اُتر کر بارہ دری میں پہونچا جا کر دیکھا کہ قفل نیستانی چھپر کھٹ پر بےخبر سو رہا ہے ہر شخص خواب غفلت میں بےخبر ہو رہا ہے اور خدمتگار بھی جا بجا فرش پر پڑے خراٹے لے رہے ہیں مگر موم کافوری بتیاں روشن ہیں سب در و دیوار پر نور افگن ہیں عمرو نے چادر عیاری کو چرخ دیا اور شمعوں کو گل کیا ایک فتیلہ عیاری کیواسطے روشن کر کے اُسنے ہفت بند ہو جوڑ کر چار مثقال عبیر بیہوشی اُسمیں ڈالکر قفل نیستانی کے پردہ بینی تک پہونچا کر جو پھونکا عبیر اُسکے دماغ میں پہونچا وہ فوراً چھینک مار کے بیہوش ہوگیا اُسکی تاثیر سے بیخود اور مدہوش ہوگیا عمرو نے اُسکو زنبیل کے سپرد کیا گویا اس جگہ سے غائب کر دیا اور آپ اُسکی صورت بنکر چھپر کھٹ پر سو رہا جو کام اُسکو کرنا تھا اُس سے فارغ ہو رہا جب صبح ہوئی منھ ہاتھ دھو کر تخت پر کمال شان و شوکت سے جلوس فرمایا خود اپنے تئیں قفل نیستانی بتایا ارکان دولت جو حاضر ہوئے اُنسے کہا کہ مہرنگار دختر نوشیرواں مجھپر عاشق ہوئی ہے میری ملاقات کیلیے جان و دل سے شائق ہوئی ہے کل اُسنے ایک اشتیاق نامہ مجھکو بھیجا تھا سو میں نے اُسکو طلب کیا ہے اُسکے آنیکلیے بےتکلف حکم دیا ہے خبردار خبردار جسوقت اُسکی سواری آئے کوئی دربان اُسکو روکنے نہ پاوے دار و غہ شاہ دروازہ قلعے کے دروازے کو بے بیسرے کے کھولکر اُسکو ہمراہیوں سمیت قلعے میں آنے دے میری ملاقات سے اُسکو حظ اُٹھانے دے بہتوں نے تو قبول کیا مگر بعضوں نے عذر کیا اور اُسکو یہ جواب دیا کہ اُسکے ساتھ عمرو عیار ہے وہ بڑا چالاک اور مکار ہے وہ اسیطرح سے قلعوں کو لے لیتا ہے عیاری کر کے لوگونکو زک دیتا ہے عمرو نے سنکر اُنکو قید کیا اور دار و غہ شاہ دروازے کو بتاکید کر کے دروازہ کھولنے اور اُسکے چلے آنے کا بے تامل حکم دیا واضح ہووے کہ عمرو خود عیاروں کو دروازے کے باہر چھوڑ آیا تھا اور اُنکو یہ سب بھید بتایا تھا اُنھوں نے اس حکم کی خبر پاکر معلوم کیا کہ عمرو حاکم قلعہ کا ہوا اور قلعہ اُسکے قبضے میں آیا اُنسے اپنے مقصود پر ہاتھ پایا دربان سے کہلا بھیجا کہ خسرو سے عرض کر دو کہ دو عیار ملکہ مہرنگار کے پاس سے آئے ہیں کچھ اُسکی طرف سے پیغام لائے ہیں عمرو نے اُنکو بلوایا اور گوشے میں بیٹھ کر اُن سے یہ مشورہ درمیان میں لایا کہ تم جاؤ سرہنگ مصری و سرداروں سے کہنا کہ جسطرح سے میں سمجھا آیا ہوں اور جو باتیں سکھا آیا ہوں اُسیطرح آج شبکو اسطرف روانہ ہوں اسمیں تاخیر نہ کریں اور کسی طرح سے نہ ڈریں تیز قدمی سے آئیں میری کارسازی مشاہدہ فرمائیں فضل الٰہی سے قلعے پر میں مسلط ہوا اور سب اہل قلعہ میرے تابع فرمان ہیں سب مشکلیں آسان ہیں وہ عیار رخصت ہو کر پہر دن رہتے رہتے قلعہ گرگستان میں پہونچے اور عمرو کا حکم سرہنگ مصری اور سرداروں کو سنا دیا اُن سب باتوں سے آگاہ کیا وہ لوگ فوراً تیاری میں مصروف ہوئے سب تردد اُنکے دل سے موقوف ہوئے ڈیڑھ پہر رات گئے چند محافوں میں درندے باندھ کر اُس دروازے سے جدھر ژوبین کا خیمہ ایستادہ تھا ہمراہی چند عیار روانہ کیے اور مہرنگار وغیرہ کو سوار کرا کے جس دروازے سے عمرو گیا تھا لشکر اسلام کے ساتھ لے نکلے محافوں کو قلعے سے نکلتے ایک عیار نے جو دیکھا دوڑ کر ژوبین کو خبر دی اور مہرنگار کے روانہ ہونیکی اُسکو اطلاع کی ژوبین حشاش بشاش اپنے خیمے سے باہر آیا اور محافہ جو پر تکلف اور سب کے آگے تھا اُسکو دوڑ کے

پکار کر ہر چند بلایا کوئی نہیں بولا آخر سب پیچھے ہوتے ہوتے چشم بند ہو پایا اُنکے دیکھنے سے اُسکے دل میں بڑا خوف سمایا چیخ مار کر بھاگا مگر زنبقو کو حکم دیا کہ سب محافوں کی تلاشی ہو اُس سب کو خوب دیکھو جسے جس محافے کا پردہ اُٹھایا اُسمیں ایک رند دیا سب کے سب محافے چھوڑ کر بھاگ گئے اُن سب محافوں سے مارے ڈر کے اپنا منہ موڑ کر بھاگے اُسمیں ایک عیار نے ژوبین کو خبر دی کہ قلعہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے کوئی آدمی نظر نہیں آتا ہے اُسمیں کسی بشر کا نشان نہیں پایا ژوبین نے یہ بات سنتے ہی گھوڑا طلب کیا سواری کے تیار ہونیکا حکم دیا اور سوار ہو کر بگٹٹ گھوڑے کو پھینکا اپنے تئیں محافے تک پہونچایا مہرنگار کا حال سنیے کہ اثنائے راہ میں محافے سے نکلکر نقاب منہ پر ڈالکے گھوڑے پر سوار ہوئی تھی محافے کی سواری سے بیزار ہوئی تھی ژوبین جو اُسکے متصل پہونچا گھوڑے سے کود کے اُسکے گھوڑے کا شکار رتبہ پکڑ کے خوشامد کرنے اور اپنا عشق جتانے لگا اپنے عشق اور شیفتگی کا حال سنانے لگا ہر چند وہ مانع ہوئی لیکن بیحیا کب مانتا تھا اُسمیں اپنا حصول مقصد جانتا تھا آخر مہرنگار نے دق ہو کر ایک نیچہ غلاف سے نکالکر اُسکے سر پر مارا کہ پیشانی دوپارا ہو گئی تب تو وہ نامرد بھاگ کر دور جا کے کھڑا ہوا اُسکو زخم کا صدمہ بہت بڑا ہوا مہرنگار نے ایک تیر زہ کمان میں جوڑ کر جو لگایا اُس بیہودہ گو کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا ژوبین اپنی دانست میں خالی دینے کو پھرا کہ تیر کی زد سے بچ جائے اور دوسرا زخم نہ کھائے مگر تیر زرہ کو توڑ زیر جامے میں گھس گیا تو چلا کر بھاگا اس عرصے میں لشکر اسلام بھی جا پہونچا مہرنگار کو لیکر خوشی خوشی قلعہ نیستان میں داخل ہوا عمرو کو دشمنوں کیطرف سے ہر طرح کا اطمینان حاصل ہوا جسنے اسلام قبول کیا اُسنے جان کی امان پائی جسنے انکار کیا اپنی جان گنوائی بارے ایک دو ساعت میں نیستان میں اہل اسلام کا دخل و بند و بست ہو گیا دشمنان اسلام کا سب جوش صلابت ہو گیا بعد اسکے عمرو نے قفل نیستانی کو زنبیل سے نکالا اور اُسکا حال خوب پوچھا بھالا پھر کہا کہ تو خدائے وحدہ لاشریک کے بارے میں کیا کہتا ہے مسلمان ہوتا ہے یا اپنے اُسی دین پر قائم رہتا ہے اُسنے دیکھا کہ قلعہ تو جا چکا جان بھی مفت جاتی ہے بے ہائی کی صورت کسیطرح نظر نہیں آتی ہے کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا اللہ کی توفیق اور عمرو کی کوشش سے اُسکے نصیب ایمان ہوا عمرو نے اُسکو گلے لگا کر کہا یا بابا تمہارا قلعہ تمکو مبارک رہے مجھکو تمہارے قلعے اور ملک سے کچھ سروکار نہیں میں ہرگز تمہارے در پے آزار نہیں میں چند روز تمہارا مہمان ہوں بعد ازاں جہاں مقدر لیجائیگا وہاں جاؤنگا چونکہ اب مجھ سے اور تم سے ایک سابقہ ہو گیا بعد فراغت کے اپنے امور سے ایک مرتبہ پھر تمہاری ملاقات کو آؤنگا یہ کہکر قلعے کو مثل طاؤس ان طناز تیار و آراستہ کر کے بدستور فیلبند دروازے پر شامیانہ اطلس چینی کا کھینچکر اُسکے نیچے کرسی جواہر نگار بچھا کے بخاطر جمعی تمام بیٹھا اپنی کارسازی سے سرخرو ہو کر نیک نام بیٹھا ژوبین کا حال سنیے کہ درد زخم سے بیہوش ہو کر اثنائے راہ میں گھوڑے پر سے گر پڑا اور گھوڑے نے جنگل کی راہ لی اپنے مالک کے ساتھ کچھ وفاداری نہ کی ہرمز و فرامرز بھی قلعے کا خالی ہونا اور ژوبین کے پیچھا کرنیکا حال سنکے مع جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی لشکر اسلام کے پیچھے روانہ ہوئے کہ اگر قابو پائیں تو مسلمانوں سے انتقام لیں اثنائے راہ میں ژوبین کو زخمی و بیہوش پڑا دیکھ کر بہت متاسف ہوئے کہ عمرو نے اُسکے ساتھ کیسی حرکت نامناسب کی اور اُس کو

سخت اذیت دی آخر اُسکو اُٹھا کر محافے میں لٹا کے لیگئے کہ اُسکی دوا کریں کہ اس زخم بیجا کی تکلیف سے نجات پائے اپنی حالت اصلی پر آئے عیاروں سے معلوم ہوا عمرو مع لشکر اسلام قلعہ نیستان میں داخل ہوا چار ناچار قلعے کی زد سے بچکر خیمہ لگائے کہ آتشبازی کی بلا اُن تک نہ آئے جب عمرو نے دیکھا کہ لشکر کفار فروکش ہوا تب عمرو کے دلمیں یہ خیال آیا کہ اب کچھ اور عیاری کیجیے اور اُنکو نئی زک دیجیے کسی جراح کی صورت بنکر کسوت جراحی بغل میں دبا ثروبین کے خیمے کیطرف سے نکلا عیاروں نے ثروبین کو خبر دی کہ ایک جراح جاتا ہے وہ اس فن میں بہت کامل نظر آتا ہے اُسنے کہا کہ جلد اُسے لاؤ عیار عمرو کو بلا لیگئے ثروبین نے اپنے زخموں کو دکھلایا اپنی مصیبت کا سب قصہ سُنایا اور کہا کہ اے جراح جسقدر جلد ممکن ہو مجھ کو اچھا کر میں بہت سا انعام تجھ کو دونگا اور بہت خوش کرونگا عمرو بولا کہ پیشانی کا زخم تو ایسا نہیں ہے کہ جلد اچھا نہ ہو لیکن دوسرا زخم کاری ہے اسکا اچھا کرنا بڑی دستکاری ہے اگر اذیت اپنے اوپر گوارا کرو اور تھوڑی تکلیف کے متحمل ہو تو ایسی استادی کروں پانچ پہر میں اچھا کر دوں ثروبین نے کہا کہ مجھ کو اذیت قبول ہے کہ اس رنج سے میری خاطر بہت ملول ہے عمرو بولا کہ اگر ایسی مرضی ہے تو اپنے آدمیوں کو حکم دیجیے کہ ہرچند کسی کو پکاروں اور نعرہ پر درد ماروں پانچ پہر تک کوئی میرے پاس نہ آئے میرے شور و غل کو اپنی خاطر میں نہ لائے ثروبین نے اپنے شاگرد پیشہ اور رفقا کو یہی حکم دیا جتنے تھے سب خیمے سے الگ ہوگئے اور خیمے کے پردے ڈالدیے سب آدمی باہر نکال دیے عمرو نے ثروبین کو چیخا کرکے اوندھا باندھا اور اُس زخم کو استرے سے چیر کر اور بھی گہرا کیا اور ہرتال چونے میں ملا کر بتیوں میں لپیٹ کر اُسکے زخم میں دہ بتیاں رکھدیں اور اوپر سے ہرتال اور چونے کا مرہم بھر دیا اُسکو اور بھی مجروح کر دیا ثروبین سوزش کے مارے چلانے لگا اور بڑا شور و غل مچانے لگا باہر کے آدمیوں نے جانا کہ جراح اپنے کام میں مصروف ہے اسوقت میں جانا نہ چاہیے کہ ہمکو پہلے ہی منع کیا ہے اور نہ جانے کا حکم دیا ہے کوئی اُسکا فریادرس نہ ہوا آخر ثروبین اس صدمے سے بیہوش ہوگیا عمرو نقد و جنس خیمے سے اُٹھا کر زنبیل میں رکھ خیمے کا پاکھڑہ نکال اپنے قلعہ میں آیا اتنا اور نہ رومال اُسنے پایا جب بعد پانچ پہر کے لوگ خیمے میں گئے ثروبین کو اس حال خراب میں پایا نہایت کرب و اضطراب میں پایا دیکھ کر کمال متاسف ہوئے جھٹ پٹ اُسکے ہاتھ پاؤں میخوں سے کھولے حیرت میں آکر خاموش ہو رہے کچھ نہ بولے اور اُسکے زخموں کو دھو کر کافور کے پھاہے لگانے ہر قسم کے مجرب مراہم بنائے دوسرے دن ثروبین کو ہوش آیا اور مصیبت سے کچھ اُسنے افاقہ پایا بختیارک نے سنکر کہا کہ وہ جراح نہ تھا عمرو تھا کہ اُسنے عیاری سے جراح بنکر ثروبین کا یہ حال بنایا اُسکے سر پر آفت لایا اسمیں خبر پہونچی کہ حکیم مجدک کو بادشاہ نے با خزانہ و تحائف بھیجا ہے عنقریب آیا چاہتا ہے شاہزادوں کی شرف ملازمت پایا چاہتا ہے ہرمز و فرامرز بہت خوش ہوئے اور اُسکے استقبال کے واسطے جہانگیر کابلی و جہاندار کابلی کو بھیجا اُنکے ہمراہ بہت سے سرداران جری کو بھیجا جب یہ خبر عمرو کو پہونچی اُسی دم ثروبین کے عیاروں میں سے ایک کی صورت بنکر آپ بھی روانہ ہوا کہ وہاں بھی پہونچکر کچھ کارسازی کرے اُنسے بھی دغابازی کرے پانچ کوس کے قریب گیا ہوگا کہ سواری حکیم مجدک کی دکھائی دی اودھر سے جہانگیر و جہاندار کابلی بھی پہونچے تینوں آدمی سواریوں سے

اتر کر بغلگیر ہوئے باہم شکر و شیر ہوئے باتیں اختلاط کی کرتے ہوئے خیمے کی طرف روان ہوئے آپس کی ملاقات سے بہت خرم و شاداں ہوئے عمرو نے دیکھا کہ سوائے سواریوں کے کچھ باربرداری نظر نہیں آتی ہے فقط حکیم ہی کی سواری جاتی ہے شاید اسباب پیچھے چلا آتا ہے انکا شاگرد بیٹھ اپنے ساتھ لاتا ہے اُسی جا ٹھہرا کسی سے کچھ نہ کہا چار گھڑی رات آئی ہوگی کہ اونٹ او رچھکڑے خزانہ سے لدے ہوئے پانچ سو سوار کی محافظت میں پہونچے ہرگاہ کہ وہ لوگ عمرو کے قریب آئے عمرو اُن کو دیکھ کے مارے خوشی کے جامے میں پھولے نہ سمایا پس ایک سوار سے پوچھا کہ افسر تمہارا کون ہے اُس کا کیسا نام و نشان ہے کس صورت کا انسان ہے اُسنے کہا کہ وہ کلاہ نمدہ سر پر رکھے ہوئے چلا آتا ہے یہی سب مراتب حفاظت کے بجا لاتا ہے عمرو نے اُسکو جا کر سلام کیا اور کہا کہ میں بڑی دیر سے تمہارا منتظر تھا تم کو جو آنے میں دیر لگی اس سبب سے کمال منتشر تھا شاہزادوں نے مجھے بھیجا ہے کہ تو جلد جا کر خزانہ اور اسباب جو آتا ہے براہ محفوظ لا ایسا نہ ہو کہ عمرو خبر پا کر دست برد کرے اس سب مال کثیر کو خورد و برد کرے اور تم سب کو ملک الموت کے سپرد کرے اور اگر رات زیادہ ہو جائے تو رات کی رات اُسی جا مقام کریں صبح کو وہاں سے چلیں سب لوگ بولے کہ اچھا تو ہے اسوقت یہیں مقام کیا جائے سب کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور ایسے کہ تھکے ماندے بھی ہیں صبح کو یہاں سے روانہ ہونگے یہاں کی شب باشی میں کچھ خوف خطر نہیں رہزنوں اور چوروں کا ڈر نہیں افسر نے اسی مقام پر قیام کیا عمرو نے کہا کہ میں جا کر شاہزادوں کو خبر کروں تمہارے حال سے اطلاع دوں سب بولے کہ بہتر ہے آپ تشریف لیجائیے اور یہ سب کیفیت شاہزادوں کو سنائیے عمرو نے چند عیار اپنے جنگل میں لگا رکھے تھے آتے ہی اُنکی صورت تبدیل کر کہاروں کی صورت بنا کے چند خوان نقل کے شیرہ بیہوشی سے جو بنائے تھے اُنکے سروں پر رکھوا کے آپ سیادلی کی صورت بنکے محافظان خزانہ کے پاس آیا اور اُنکو یہ مژدہ سنایا کہ شاہزادوں نے یہ خوان تمہارے نقل کرنے کیواسطے بھیجے ہیں کہ اُنکو کھاؤ اور راہ کی بھوک سے ذرا تسکین پاؤ نگاہبانوں کے افسر نے سب کو تقسیم کر کے اپنا حصہ آپ نوش فرمایا کسی طرح کا وسواس اپنے دل میں نہ لایا غرضکہ کوئی ایسا نہ تھا کہ اس نعمت سے محروم رہا ہو جب سب کے سب اٹیرن ہوئے داروئے بیہوشی کی تاثیر سے ہوش و حواس ہرن ہوئے عمرو نے تحائف اور خزانہ صندوقوں سے نکالکر زنبیل کے سپرد کیا اور کنکر پتھر مرے جانوروں کی ہڈیاں صندوقوں میں بھر کر بدستور قفل دیا اور قلعے میں جا کر چین سے آرام فرمایا اتنا خزانہ اور اسباب بے مشقت و رنج پایا جب صبح کو وہ غفلت زدہ ہوش میں آئے وہاں سے اُٹھ کر پہر دن چڑھتے چڑھتے لشکر میں داخل ہوئے شاہزادوں کے لشکر میں شامل ہوئے ہرمز و فرامرز نے صندوق منگوا کر حکیم مجد کے سے کنجیاں لیکے قفل کھلوائے اُسمیں عجیب و غریب تماشے نظر آئے دیکھیں تو کنکر پتھر مرے جانوروں کی ہڈیاں بھری ہوئی ہیں اور بجائے اشرفی اور جواہرات کے ایسی چیزیں اہیات دھری ہوئی ہیں بختیارک بولا کہ نفس الامر میں عمرو سا چالاک عیار دنیا میں کم ہوگا چالاکی اور فریب دینے میں ایسا کون بنی آدم ہوگا دشمن کی وہ صورت بنائی لشکر کو وہ خرابی دکھائی شاہزادوں نے نگہبانان خزانے سے پوچھا کہ تم سے اور کسی شخص اجنبی سے رات کو ملاقات ہوئی تھی ایسے آدمی سے کہ بصورت عیار تھا کچھ بات ہوئی

تھی اُن لوگوں نے عرض کی کہ اور تو کوئی نظر نہیں آیا مگر پہلے جس عیار کو ثروبین نے رہنمائی کیواسطے بھیجا تھا اُسے البتہ ہم نے وہاں پایا تھا کہ ہم نے راہ کی ماندگی کا عذر کر کے اسی جا پر قیام کیا اور اُسکی صلاح سے رات کو وہیں آرام کیا بعد اُسکے ایک یساول حضور سے نقل کے خوان لیکر گیا تھا اُسکے ساتھ کئی کہاںخوان بردار تھے وہ سب کے سب صاحب سلیقہ اور ہوشیار تھے بختیارک بولا کہ پہلے جو عیار ملا تھا وہی عمرو تھا اور بعد اُسکے جو یساول خوان نقل کے لیکر گیا تھا وہ بھی وہی مکار تھا قید کرنے کے سزاوار تھا شاہزادوں اور سرداروں کو بڑا رنج ہوا کہ مفت میں تلف اتنا گنج ہوا لیکن کیا کریں کہ مجبور تھے اُسکے انتقام سے معذور تھے سوائے اسکے کچھ چارہ دکھائی نہ دیا کہ ایک عریضہ میں یہ سب حال لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا

پناہ لینا عفریت دیو کا طلسم شہرستان زریں میں اپنی ماں ملعونہ جادو کی صلاح سے

اب جبتک اس داستان پر پھر آؤں دو کلمے داستان زلازل قاف کوچک سلیمان صاحبقران گیتی ستان امیر ابوالعلا حمزہ کے سناؤں قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ مقابل اہرمن پدر عفریت جو صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوا اور نہایت ذلت سے موا عفریت اُسکے سوگ میں بیٹھ کر مصروف نالہ و زاری ہوا ایک دریا آنسوؤں کا اُسکی آنکھوں سے جاری ہوا شہپال نے صاحبقران کی خاطر کے واسطے ایک ہفتہ محفل جشن گرم کی اور اُسکو سامان بایستہ سے ایسی آرایش دی کہ جو اُسکو دیکھے شیفتہ ہو جائے سو جان سے فریفتہ ہو جائے آٹھویں دن صاحبقران نے شہپال سے کہا کہ قبلہ عالم معلوم نہیں ہوتا کہ عفریت کا کیا ارادہ ہے اب وہ کس بات پر آمادہ ہے آیا اسیطرح کان میں تیل ڈالے بیٹھا رہیگا یا لڑائی کے باب میں کچھ کہیگا بہر حال اگر وہ طبل جنگ نہیں بجواتا اور بر سر مقابلہ نہیں آتا تو حضور ہی بجوائیں لینا رعب و دبدبہ اُس کو دکھائیں میں اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے آیا تھا سو اُسکو اسقدر عرصہ ہو گیا خدا جانے کہ میرے متعلقین و متوسلین کا کیا حال ہوگا اُنکو میری کیفیت دریافت نہونے اور وعدہ پر نہ پہونچنے سے کسقدر ملال ہوگا ایک تو میرے رنج میں مبتلا ہونگے رات دن مشغول نالہ و بکا ہونگے دوسرے نوشیرواں سا بادشاہ بر سر عداوت ہے اُس سے مقابلہ کرنیکی کس میں طاقت ہے شہپال نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ساز و سامان جنگ و جدال کا مہیا کیا حکم ہوتے ہی نوبتیوں نے بارہ سو جوڑی سونے اور بارہ سو جوڑی چاندی کی نکالکر زیردوں کو سینگ بہوں پر چھپا دے پانی کے دیے چوبیں لگانا شروع کیں باجوں کی آواز سے پہاڑوں اور زمین کو ہلانا شروع کیا چونکہ یہ نقارہ خانہ سلیمانی ہے اسکی آواز تین منزل تک جاتی ہے اور کسی باجے کی آواز اُسکو کب پاتی ہے عفریت تو نزدیک ہی تھا اُسنے جو آواز طبل جنگ کی سنی اور نفیر شور انگیز اس ڈھنگ کی سنی کان اُسکے کھڑے ہوئے حواس پریشان ہو گئے ہمراہی بھی اُسکے ہراساں ہو گئے جو اخیوں سے اپنے کہنے لگا کہ ہنوز میں نے اپنے باپ کے ماتم سے فراغت حاصل نہیں کی اس الم مفرط سے ابتک دل کو تشفی اور تسکین نہیں ملی اور اُسنے طبل جنگ بجوایا بر سر میدان آیا یقیناً یہ آدمی میرا کشندہ ہے بیشک میرا اذیت دہندہ ہے یہ کہکر خوب رو دیا اور

آنسوؤں سے اپنا منھ دھویا ایک دیو تیز پرواز کو اپنی ماں کے بلانے کیواسطے بھیجا وہ ملعونہ کہ نام اُسکا ملعونہ جادو ہے ایک ہی جادوگرنی ہے سحر سامری کو لڑکوں کا کھیل سمجھتی ہے سنتے ہی آندھی کے مانند آپہونچی گویا کہ آسمان سے ایک بلا پہونچی عفریت اُسکے گلے لپٹ کر خوب زار زار رویا قطرہ ہائے اشک سے موتیوں کا ہار پرویا اور احوال صاحبقران کا سب بیان کیا وہ راز مخفی سب عیاں کیا وہ بولی کہ حقیقت میں یہ آدمی جو شہپال کی مدد کو آیا ہے تیری جان کا دشمن ہے بلکہ سب دیوان سرکش کے خاندان کا دشمن ہے اسلئے بہتر یہ ہے کہ شہرستان زرین میں جو میں نے طلسم بنایا ہے اُسمیں چلکر رہ جب یہ آدمی پردہ دنیا پر جا چکے گا اُسوقت پھر شہپال سے سمجھ لیں گے اُسکو اس بے اعتدالی کی سزا دینگے عفریت کو اپنی ماں کی رائے بہت پسند آئی یہ تدبیر اُسکو دل سے بھائی اُسی دم اُس ملعونہ کے ساتھ طلسم شہرستان زرین کی راہ لی اور کسی کو اپنے قصد سے اطلاع نہ کی سب لشکر اُسکا تباہ ہو گیا عفریت کا برباد سارا حشم و جاہ ہو گیا کتنوں نے اپنی اپنی راہ لی اور اکثروں نے بایکدیگر صلاح کی کہ شہپال ہمارا خداوند قدیم ہے مرد بامروت صاحب اخلاق سخی اور کریم ہے چلکر قصور معاف کرا کے اُسکے حضور میں حاضر ہونیکی اجازت لیجیے اور اُس سے جدا رہنے کی بہت سی معذرت کیجیے الا آخر جب زنگی شب نے رومی روز سے شکست کھا کر فرار کو قرار پر ترجیح دی اور آفتاب عالمتاب نے تیغ نور سے تاریکی عالم زائل کی شہپال و صاحبقران تخت پر سوار ہو کے مع فوج میدان مصاف کیطرف چلے اثناء راہ میں جنوں نے بادشاہ کو خبر دی اور اس امر کی اطلاع کی کہ عفریت مردود صاحبقران زماں اور شاہنشاہ قاف کے خوف سے طبل جنگ کی آواز سنکر راتہی کو بھاگ گیا اُسنے ہرگز تاب و طاقت مقابلے کی نہ پائی اُسکا باپ کیا مارا گیا گویا اُسپر قیامت آئی اور لشکر اُسکا مثل بنات النعش پریشان ہو کر اپنی اپنی راہ چلتا ہوا اور چند گروہ داغ انفعال اپنی جبین پر نقش کر کے بامید عفو جرائم پارینہ از سر نو اطاعت کیواسطے حاضر آئے اس بارگاہ سلطان پر دست بستہ کھڑے ہوئے کمال انفعال و ندامت سے سر جھکائے ہیں بادشاہ اس مژدہ کو سنکر خوش و خرم ہو کے صاحبقران پر سے زر و گوہر نثار کرتا ہوا قلعہ گلستان ارم میں داخل ہوا اس خوشخبری سے کہ فوج عفریت کی میری اطاعت کیواسطے موجود ہوئی اُسکو کمال سرور حاصل ہوا جا بجا اشک عائد قاف نے بھیوں نے شہپال کو نذر دی اور صاحبقران پر سے زر و جواہر تصدق کیا کئی دن تک جشن شاہانہ برپا رہا ہر شخص ایسی بزم مسرت فزا سے سب طرح کا مزہ لیتا رہا بعد اختتام جشن امیر نے شہپال شاہ سے کہا کہ اب مجھ کو رخصت کیجیے از راہ عنایت جانیکی اجازت دیجیے میرا بڑا ہرج ہوتا ہے متعلقوں کے حال نہ دریافت ہونے سے میرا دل بہت پریشان ہوتا ہے شہپال شاہ نے کہا یا صاحبقران میرا اور آپکا یہ اقرار ہے کہ عفریت کو مار کر تشریف لیجائینگے اس کام سے فراغت کے بعد آپ جانے کی فرصت پائینگے سو عفریت ابھی مارا نہیں گیا اگر آپ بے مارے عفریت کے تشریف لیجائینگے اور اُسکو اپنی شمشیر اسلام سے جہنم میں نہ پہونچائینگے بعد آپ کے جانے کے وہ پھر سر اٹھائیگا اور مجھ کو ضرورت ہوگی کہ آپ کو پھر تکلیف دوں اور وہاں سے پھر بلاؤں اس سے یہی بہتر ہے کہ آپ عفریت کو قتل کر کے پردۂ دنیا کو تشریف لیجائیں کہ ہم سب اُسکے شر سے راحت پائیں بعدہ میں آپ کو بہت جلد پہونچا دونگا

اور خوشی سے رخصت کرونگا امیر نے سر نیچے کر لیا اور بعد ایک ساعت کے شہپال کو یہ جواب دیا کہ بہر حال آپکا فرمانا مجھے منظور ہے مگر معلوم ہونے کہ عفریت بھاگ کر کہاں گیا ہے کس جگہ جا کر چھپا ہے میں بہنچ کر اُسے ماروں اُسکا سر تن سے اُتاروں شہپال نے کہا اُسکا ٹھکانا بے قصر بلور گئے ہوئے معلوم ہوگا امیر بولے کہ پھر قصر بلور چلنے میں دیر کیا ہے بندہ چلنے کو موجود کھڑا ہے شہپال اُسیوقت پیش خیمہ بھجکر دوسرے دن امیر کو لیکر روانہ ہوا اور قصر بلور میں پہونچا وہاں کے نجمیوں نے حاضر ہو کر بادشاہ کو نذریں دیں اور ہر طرح سے تابعداریاں کیں اور عرض کی کہ عفریت اپنی ماں ملعونہ جادو کیساتھ طلسمات شہرستان زرین میں کہ اُسکی مدت سے بنا ہے جا کر پوشیدہ ہوا ہے سب کام سے دست کشیدہ ہو رہا اور اس طلسمات میں بالکل کارخانہ جادو کا ہے وہ مکان ایک ہو کا ہے امیر نے کہا کہ فدوی کو رخصت کیجیے اور توکلاً علی اللہ اجازت دیجیے اس جہنمی کو اُسکی ماں سمیت جہنم واصل کرونگا اور چونکہ وہ وہاں اکیلا ہے میں بھی وہاں اکیلا جاؤنگا اور خدا کے فضل و کرم سے اُسپر فتح پاؤنگا بادشاہ نے یہ تقریر امیر کی سنکر عبد الرحمٰن کی طرف دیکھا عبد الرحمٰن نے کہا کہ آپ اپنے دلمیں کچھ اندیشہ نہ کیجیے اور اُن کو بخوشی رخصت کیجیے میں از روے جفر و نجوم دریافت کر چکا ہوں امیر عفریت پر فتحیاب ہونگے جانے کے ساتھ ہی کامیاب ہونگے بادشاہ نے ایک تخت پر امیر کو بٹھلا کر چار پریزادوں تیز پرواز سے کہا کہ صاحبقران کو شہرستان زرین میں لیجاؤ اُنکو بہت آرام سے وہاں پہونچاؤ پریزاد فی الفور تخت لیکر اُڑے تین شبانہ روز کے بعد ایک پہاڑ پر اُترے کہ رنگ اُسکا سبز تھا اور اُس پہاڑ کو کوہ زہر مہرہ کہتے تھے وہاں نئی قسم کے لوگ رہتے تھے امیر نے پریزادوں سے پوچھا کہ شہرستان زرین یہاں سے کتنی دور ہوگا اور راستہ اُسکا کدھر ہے تم کو اس حال کی کچھ خبر ہے انھوں نے کہا کہ چھ کوس کا مل فاصلہ ہے مگر ایک سخت معاملہ ہے امیر نے فرمایا کہ پھر یہاں کیوں ٹھہرے ایک ہی مرتبہ وہاں جا کر کیوں نہ اُترے یہاں تخت کو کیوں ٹھہرایا تمھارے دلمیں کس امر کا خوف سمایا پریزادوں نے کہا یا صاحبقران اس پہاڑ کے نیچے سے شہر زرین تک ملعونہ جادو نے جادو کے طلسم بنائے ہیں طرح طرح کے نیرنگ اُٹھائے ہیں اگر ہم یہاں سے آگے کو قدم بڑھائیں تو اسی دم جلجائیں اور ملاحظہ فرمائیے کہ وہ جو چمک سی معلوم ہوتی ہے وہی شہر زرین ہے اُسمیں وہ مردود جا گزیں ہے آخر شب کو صاحبقران نے اُسی کوہ پر قیام کیا رات بھر آرام کیا صبح کو نماز سے فراغت کر کے دعا کی اللہ کی درگاہ میں فتحیابی کی التجا کی اور پریزادوں سے کہا کہ تم اسی جگہ توقف کرو اور کسی طرح متردد نہ ہو اور گوش بر آواز رہو میں شہرستان زرین کیطرف جاتا ہوں مگر تم کو ایک بات بتاتا ہوں کہ میں تین نعرے کروں گا پہلا نعرہ عند الملاقات عفریت دوسرا نعرہ ہنگام جنگ تیسرا نعرہ بعد فتح اور اگر تیسرا نعرہ نہ سنو تو جانیو کہ میں عفریت کے ہاتھ سے مارا گیا شہپال شاہ کو میری مرگ کی خبر کیجیو یہ کہکر زرہ دامن کو گردان کر اور عقرب سلیمانی کو ہاتھ میں لیکر آستینوں کو رومال کر کوہ پر سے نیچے اُترے تاریکی سے قدم آگے نہ بڑھا سکے بالشت بھر اُس طرف کو نہ جا سکے پھر کوہ پر چڑھ گئے وہاں سے دیکھا تو بخوبی روشنی نظر آتی ہے سوچے یہ کیا سبب ہے کہ جب نیچے جاتا ہوں تو غائب ہو جاتی ہے پھر نیچے اُترے وہی تاریکی دیکھی اپنا ہاتھ اپنے کو نظر نہ آتا تھا امیر حیران ہو کر پھر کوہ پر چڑھ کے دیکھنے لگے پانچ چھ دفعہ جو کوہ پر چڑھے اُترے تا کہ یہ عقدہ لاینحل کھلے پریزادوں نے

جانا کہ صاحبقراں ورزش کرتے ہیں امیر سے پوچھا کہ یا صاحبقراں پردہ دنیا پر اسی طرح لوگ ورزش کیا کرتے ہیں امیر نے فرمایا کہ میں ورزش نہیں کرتا جب پہاڑ کے نیچے جاتا ہوں ایسی تاریکی پاتا ہوں کہ شب یلدا کو اُسکے مقابلے میں روز روشن کہا چاہیے اس مقام پر خاموش ہی رہا چاہیے اور جب پہاڑ کے اوپر آتا ہوں تو پھر روشنی نظر آتی ہے سخت متعجب و متحیر ہوں کہ یہ کیا ماجرا ہے عجیب قدرت خدا ہے پریزادوں نے بیان کیا کہ ملعونہ جادو مادر عفریت نے جو طلسم بنایا ہے اور اپنے قلعے سے یہاں تک لگایا ہے یہ عجائبات اُسکی بدولت ہے جسکے دیکھنے سے تم کو ایک حیرت ہے امیر نے سنکر فرمایا کہ خیر بہر حال جو ہو سو ہو اب اسی تاریکی میں جاتا ہوں اللہ کے بھروسے پر قدم بڑھاتا ہوں یہ کہہ کر پہاڑ کے نیچے اُترے تھوڑی دور گئے ہونگے آسمان سے ایک آواز آئی کہ یا صاحبقراں آگے نہ جانا خبردار قدم نہ اُٹھانا مجھ کو آلینے دو اتنا صبر کرو امیر ٹھہر گئے دیکھیں تو سلاسل پریزاد ہے وہی مرد نیک نہاد ہے اُس نے سلام کرکے ایک لوح زمردی کہ اس میں اسماء الٰہی لکھے ہوئے تھے دی اور یہ عرض کی کہ عبد الرحمٰن نے یہ لوح دی ہے اور کہا ہے کہ بے اسکے دیکھے کوئی کام نہ کرنا نہیں تو بڑی خطا پاؤ گے بہت مصیبت اُٹھاؤ گے سلاسل پریزاد لوح دیکر رخصت ہوا جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا امیر نے جو اُس لوح کو دیکھا بعد بسم اللہ کے یہ لکھا پایا کہ اے شکنندہ طلسم خدا اے عزوجل نے تجھ پر بڑا اپنا فضل کیا کہ یہ لوح تیرے ہاتھ آئی تو نے کلید فتح و ظفر پائی حاشیہ پر اسکے جو اسم لکھا ہوا ہے اُسے پڑھ کر فلک کی طرف دم کرنا ظلمت دور ہووے سب تاریکی مستور ہووے اور یہ راہ پر نور ہووے صاحبقراں نے اُس اسم کو پڑھ کر آسمان کی طرف دم کیا بالکل تیرگی زائل ہوئی امیر نے سجدہ شکر ادا کیا اور اس لوح کو اپنے ساتھ لیا آگے کو روانہ ہوے جب قلعے کے متصل پہونچے دیکھیں تو ایک اژدہا نیچے کا جبڑا زمین پر اور اوپر کا جبڑا دروازے کی چھت سے لگائے ہوئے بیٹھا ہے گویا دروازہ قلعہ کو کھائے ہوئے بیٹھا ہے امیر متحیر ہو کر دیکھنے لگے کہ ناگاہ اُس اژدہے نے آواز دی کہ اے شکنندہ طلسم میرے منھ میں آ ہرگز کچھ اندیشہ اور وسوسہ اپنی خاطر میں نہ لا صاحبقراں نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بے دسواس یہ اسم اپنے اوپر دم کرکے اُسکے منھ میں کود پڑنا اور اس اژدہے سے ہرگز نہ ڈرنا یہ فقط ڈرانے کا دھوکا اور فریب ہے نہ اژدہا ہے نہ آسیب ہے صاحبقراں کا اُسکے منھ میں کودنا تھا کہ آواز دار و گیر کی بلند ہوئی کمال شور و غوغا ہوا گویا ہنگامہ قیامت برپا ہوا بعد ایک ساعت کے امیر نے آنکھیں کھولیں اژدہا یا قلعہ کچھ بھی نظر نہ آیا ایک باغ رشک ارم شگفتہ پایا کہ جس میں ہر موسم کے پھول کھلے تھے پھولوں کے درخت نہایت آراستہ و پیراستہ کمال خوبی سے آپس میں ملے تھے اور ہر ایک رُت کا میوہ درختوں میں لگا ہوا تھا ہر ایک شجر میوے سے لدا ہوا تھا جانور جواہر کے درختوں پر بیٹھے چہچہا رہے تھے اپنی خوش آوازی کا ایک سماں دکھا رہے تھے امیر ایک نہر پر بیٹھ کر سیر کرنے لگے کہ دفعۃً اُس باغ کی بارہ دری سے ایک آواز حزیں سنائی دی مگر کوئی صورت نہ دکھائی دی کہ حیف ہے کوئی ایسا خدا کا بندہ نہیں کہ مجھ کو اس قید مصیبت سے چھڑائے اور اُسکا اجر خیر خدا کی درگاہ سے پائے امیر یہ صدا سنکر بارہ دری میں گئے دیکھیں تو ایک معشوقہ خردسال صاحب جمال مقید ایک تخت پر بیٹھی ہوئی

ہاتھ پاؤں میں بجائے زیور لوہے کی زنجیر ہے اس قید شدید سے نہایت مغموم اور دلگیر ہے امیر کو اُسکے حال پر رحم آیا اُسکی صورت پاکیزہ دیکھ کر بہت افسوس کھایا بکمال دردمندی اُس سے پوچھا کہ اے نازنین تو کون ہے اور کس نے تجھ کو یہاں قید کیا ہے وہ بولی کہ آپ پہلے اپنا نام و نشان بتائیے اپنے حال سے آگاہ فرمائیے کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور اس طلسمات میں کیونکر تشریف لائے ہیں امیر نے فرمایا کہ میں لاندل قاف کو چک سلیمان صاحبقراں گیتی ستاں کشندۂ عفریت مکار ہوں خدا کا بندہ رسول مقبول کی امت حق پرست دیندار ہوں اُسنے کہا کہ میں سوسن پری سلیم کوہی کی بیٹی ہوں اپنی کیفیت مصیبت کی آپ سے کیا کہوں عفریت نے مجھ پر عاشق ہو کر میرے باپ سے درخواست شادی کی کی اُسنے جو انکار کیا عفریت فوج لیکر چڑھ آیا جب باپ میرا اُس سے لڑائی میں تاب نہ لایا تو مجھ سے آنکر اپنے مغلوب ہونے کا حال سنایا میں نے کہا کہ تم میری شادی اُس سے کردو اور اس میں کچھ تامل و تردد نہ کرو میں اُسکو غافل کر کے قید کرونگی خوب ہی دھوکا دونگی پھر تم اُسکو شہپال شاہ کے پاس بھیج دینا وہ بہت تم سے رضامند ہوگا اپنے دشمن کے مقہور ہونے سے بہت خرسند ہوگا یقین ہے کہ تم کو اور سرفراز کریگا کوئی بڑا منصب دیگا تب میرے باپ نے میری شادی عفریت کیساتھ کردی اُسنے کثرت سے جو شراب پی شراب نے دارو بیہوشی کا کام کیا کہ وہ از خود رفتہ ہوگیا بدمست اور بیہوش ہو نشے کی تاثیر سے مدہوش ہوگیا میں نے اُسیوقت اُسکے ہاتھ پاؤں باندھے کہ اُسکو مقید کر کے شہپال کے پاس بھیجدوں اس خدمت سے اُسکا دل خوش کروں یہ حال کسی نے اُسکی ماں ملعونہ جادو کو سنادیا اُسنے آنکر اُسکو قید سے رہا کیا اور مجھ کو یہاں قید کر کے چلی گئی بس جب سے میں یہاں قید ہوں یہ زندگانی موت سے بدتر ہے ایسے جینے سے مرنا ہزار درجے بہتر ہے اب اگر آپ مجھ کو یہاں قید سے رہا کریں اور اس مصیبت سے چھڑادیں تو میں عفریت تک آپ کو بآسانی پہونچادوں اور تم کو تمام عمر دعا دوں صاحبقران نے اُسے قید سے مخلصی بخشی گویا دوبارہ زندگی بخشی وہ صاحبقران کو اپنے ساتھ ایک دوسرے باغ میں لیگئی اور عفریت کا مکان دکھایا اُسکے رہنے کا سب پتہ بتایا صاحبقران نے دیکھا کہ وہاں بارہ سو دیو حربے لیے ہوئے تیار ہیں حفاظت کے لیے ہوشیار ہیں یکبارگی سوسن پری امیر کے سامنے زمین پر گر کے اسم پڑھ کے فلک پر ہوا ہوئی امیر کا اتنا بڑا احسان فراموش کیا اور بیوفا ہوئی جب اُسنے بہت بلندی پر پرواز کی تب زور سے اُن دیووں کو یہ آواز دی کہ اے دیو بیٹھے کیا ہو کشندۂ عفریت و خراب کنندۂ طلسمات تمہارے سامنے کھڑا ہوا ہے جسطرح جانو اُسے مارو صاحبقران اُسکی رہائی دینے سے بکمال نادم و متغیر ہوئے اُس بیوفا کی اس حرکت سے بہت پریشان و متحیر ہوئے دیووں نے چار طرف سے امیر کو گھیر کر اپنے حربے سنبھالے اُنکے قتل کے لیے ہتھیار نکالے امیر نے عقرب سلیمانی کو میان سے لیکر جس دیو کے ایک ہاتھ لگایا اُسکو دو ٹکڑے کر کے جہنم میں پہونچایا مگر جتنے قطرے خون کے اُسکے بدن سے گرے وہ سب دیو بنگئے امیر کا ہاتھ اور بازو مارتے مارتے شل ہوگیا کثرت ضرب سے بالکل ہاتھوں میں زور نہ رہا تب اُنکو لوح یاد آئی اُسکے حرفوں پر نظر جم گئی دیکھیں

لکھا ہے کہ اے شکنندۂ طلسم سوسن جادو کو قید سے نہ چھڑانا اُسکے فریب میں نہ آنا وہ بڑی مکارہ ہے وہ تجھسے دغا کریگی بڑا
دعوے کریگی اور اگر ایسا نا تجھ سے نادانی ہوجائے اور وہ قید سے رہائی پائے تو جسوقت وہ قندیل فلک بوس سے اُترے اور تجھسے
لڑنا شروع کرے اس اسم کو تیر کے پیکان پر دم کرکے اُسکو مارنا کہ وہ بلا دفع ہوجائیگی پھر نظر نہ آئیگی امیر نے حکم لوح پر عمل کیا دفعتہً
واحدۃً ایک شور وغل پیدا ہوا کہ ہاں لینا جانے نہ پائے کشندہ عفریت طلسم میں آن پہونچا ہے جلد اپنی جان سے مارا جائے
بعد اس شور وغل کے امیر نے جو دیکھا تو نہ سوسن پری ہے اور نہ کوئی دیو ہے نہ وہ شور ہے نہ عزیب ہے باغ کی دیوار کے پار
سے آواز پریزادوں کی آتی ہے قاف کے لوگوں کی سی آواز سنی جاتی ہے امیر نے اسطرف جاکر دیکھا ایک باغ ہے خوب
سجا سجایا بارہ دری میں اسکے ایک شکل ماہ چار دہ کم سن مقید ہے اور ایک شخص پیر مرد شاہان **قاف** کی وضع اُسکے برابر بیٹھا
نہایت غمناک جھکائے سر بیٹھا ہے اور قریب چار سو جن و پریزاد کے اور بھی پابزنجیر ہیں اور یہ سب قیدی بے تقصیر ہیں صاحبقران
کو دیکھکر اُس معشوقہ نے کہا کہ اے **صاحبقران** خدا کیواسطے ہمکو اس قید سے نجات دے بڑا ثواب ہے **صاحبقران** نے اُسکو
بھی پہلا سا معاملہ گمان کیا کہ شاید یہ بھی اُسکی طرح سے دغا بازی کرے مجھ سے جعلسازی کرے اور سچ یہ ہے کہ دودھ کا جلا مٹھا
پھونک پھونک کر پیتا ہے تلوار کھینچکر اُسپر دوڑے کہ اسکو ضرور قتل کیجیے اور ہرگز اسکو رہائی نہ دیجیے پیر مرد بزار نالی کہنے لگا کہ اے
عزیز ہم مرے ہوؤں کو کیا مارتا ہے ذرا خدا سے ڈر اور ہم مصیبت زدوں کے حال پر رحم کر پہلے ہمارا احوال سن لے پھر جو جی
چاہے سو کیجیو چاہے قتل کریو چاہے نجات دیجیو میرا نام جنید شاہ سبز پوش ہے شہپال کا بڑا بھائی ہوں اور یہ میری بیٹی
ہے ریحان پری اسکا نام ہے **قاف** ہم سب کا مقام ہے جب **عفریت** نے **شہپال** کو شکست دی مجھ سے سوال کیا کہ اپنی بیٹی
کی شادی میرے ساتھ کر اور میری اطاعت قبول کر میرے قہر سے ڈر جب میں نے نہ مانا مجھے شکست دے کر مع **ریحان**
پری اور چار سو رفیق یہاں لاکر قید کیا [illegible] رہنے کو دیا اب تجھ کو اختیار ہے مار یا جلا جو تیرے جی میں آئے اُسپر
عمل فرما صاحبقران نے لوح کو دیکھا اُسکا مضمون لوح کے مطابق پایا تب تو امیر کو اُنکے حال پر رحم آیا اُسی دم سب کو قید
سے رہا کرکے رخصت کیا اور اُن سے کہدیا کہ **شہپال** سے بعد سلام میری طرف سے کہدینا کہ میں نے اس سفر میں بہت رنج پائے
بہت بڑے صدمے اُٹھائے اب یہانتک تو بفضلہ تعالی پہونچا ہوں خدا چاہتا ہے تو عفریت کو بھی مار کر کامیاب ہوتا ہوں آپکی
خدمت عالی سے شرف یاب ہوتا ہوں میرے حق میں فتحیابی کی دعا کیجیے تشویش و تردد کو اپنے دلمیں راہ نہ دیجیے گا لکھا ہے کہ
جنید سبز پوش امیر سے رخصت ہوا اپنی رہائی سے ہمدوش مسرت ہوا امیر وہاں سے آگے کو چلے ایک مکان عالیشان
نظر آیا اُسکو بھی اُنھوں نے بہت پر تکلف پایا صحن اُسکا پر آب دکھائی دیا اس بات سے بھی امیر نے تعجب کیا پھر وسط صحن میں
دیکھا کہ ایک صندوق سر کشادہ رکھا ہوا ہے امیر نے پاؤں بڑھایا کہ اسمیں پانی کتنا ہے قدم کے رکھنے سے معلوم ہوا کہ
پانی نہیں ہے تختہ بلور ہے واہ ری صفائی کہ پانی سے شفاف و پرنور ہے امیر نے اپنے دلمیں کہا کہ اس صندوق کو بھی دیکھا
چاہیے کہ اسمیں کیا ہے یقین ہے کہ اسمیں بھی کچھ جادو یا طلسم کا تماشا ہے جونہیں صندوق کے دیکھنے کو جھکے اسمیں ایک دیو

چپت بیٹھا ہوا تھا دونوں ہاتھ امیر کے گلے میں ڈالکر لپٹ گیا امیر کو بڑے زور سے چمٹنے لگا امیر نے ایک ہاتھ سے صندوق کا کنارہ پکڑ لیا اور لنگر جماکر دوسرے ہاتھ سے لوح کو دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ اے دانندۂ طلسمات تجھ کو خبردار اس صندوق کے اندر نہ جانا اس فریب سے اپنے کو بچانا اگر گیا تو جیتے جی اس طلسم سے رہائی نہ پائیگا آگ میں ڈالکر جلا دیگا اس دیو کے سینے میں مثل پشت گندہ ایک بال ہے وہ رسی نہیں ایک جنجال ہے اسمیں ایک لوح بندھی ہے اس لوح کو مع بال اسکے سینے سے توڑ لے کر اس دیو کے سر سے تو نجات پائے اور تیرا مقصود تیرے ہاتھ آئے پھر لوح اولین پر اسم اعظم دم کر کے اسکے سر پر مار قدرت خدا کا تماشا نظر آئیگا سب آفتوں سے خدا کے فضل و کرم سے نجات پائیگا امیر نے لوح کو مع بال دیو کی چھاتی سے جدا کیا اسکے ٹوٹتے ہی شکر خدا کیا پھر لوح اولین کو اسم اعظم پڑھ کے اس دیو کے سر پر مارا اس دیو دفعۃً جہنم کو سدھارا لوح لگتے ہی ایک شعلہ جوالہ اسکے سر سے نکلا اور وہ صندوق دھڑ دھڑ جلنے لگا ایک لو آگ کا نکلنے لگا ایک شور گیرو دار کشش کا بلند ہوا کہ شور و غل اسکا آسمان تک پہونچا نواح کوہستان تک پہونچا کہ ہاں کشندۂ زراق جادو جانے نہ پائے جس طرح سے ہو جلد مارا جائے جب وہ شور موقوف ہوا امیر نے دیکھا تو نہ وہ تختہ بلور کا ہے نہ دیو اور نہ کوئی مکان ہے فقط ایک لق ودق میدان ہے اسمیں ایک لہو سے لبریز تالاب ہے اور تالاب کے بیچ میں ایک چرخ استادہ ہے لہو میں سے ہو کر ایک نہر اسمیں جاتا ہے مگر اسکا حال مفصل کچھ خیال میں نہیں آتا ہے کہ یہ کیا طلسم ہے اس جادو کی کیا قسم ہے امیر اسے دیکھ کر متعجب ہوئے اور آگے بڑھے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ ایک باغ نظر آیا وہاں بھی ایک شعبدہ نیا پایا دروازے پر ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا گویا اسکی حفاظت پر اڑا ہوا تھا امیر نے چند بار اس سے پوچھا کہ تو کون ہے حال اپنا ظاہر کر اپنی حقیقت سے مجھے ماہر کر اس لڑکے نے کچھ جواب نہ دیا ہرگز امیر سے کچھ کلام نہ کیا جب امیر اس باغ میں گئے اس لڑکے نے پکار کر کہا کہ اے دیو خبردار ہو جا شکنندۂ طلسم باغ میں داخل ہوا یہ سب کرشمہ تمہارا باطل ہوا امیر نے پھر کر ایک تلوار ایسی ماری کہ سر اسکا بھٹا سا پچاس قدم پر جا پڑا ہرگاہ امیر نے آگے کو قدم بڑھایا تو کیا تماشا نظر آیا سر اسکا جست کر کے اسکے دھڑ میں جا لگا اور وہ جی اٹھا گویا آب حیات پی اٹھا امیر نے متحیر ہو کر لوح کو دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم خبردار خبردار دربان جادو کو نہ مارنا کہ وہ قیامت تک بھی نہ مرے گا اسپر کوئی حربہ اثر نہ کریگا اگر یہ اسم پیکان تیر پر دم کر کے اسکی چھاتی پر ماریگا تو وہ البتہ اس اسم کی تاثیر سے مرجائیگا پھر حیات دوبارہ نہ پائیگا اور مبارک ہو تجھ کو کہ تو عفریت تک آن پہونچا اسکے قریب مکان پہونچا امیر نے جو اسم اعظم دم کر کے اسکی چھاتی پر تیر مارا ایک آندھی تیرہ و تاریک آئی ایک اندھیری تمام عالم پر چھائی اور صاعقہ و برق ہر طرف سے گرنے لگے شرارے بجلی کے چاروں طرف پھرنے لگے رعد سے زیادہ تر شور و غل ہونے لگا وحوش و طیور کے ہوش کھونے لگا امیر لوح کو آنکھوں پر رکھ کر بیٹھ گئے کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ آنکھوں پر صدمہ آئے بصارت بالکل زائل ہو جائے بعد موقوف ہونے شور و غل اور دفع ہونے آندھی کے دیکھیں تو کوسوں تک لالہ زار ہے جدھر دیکھتے ہیں ادھر گل و ریحان کی بہار ہے

اور تختہ سبزہ گل کھلا ہوا ہے وہ جسکا تکلف تعمیر اور خوبی آراستگی زائد از بیان ہے اسکی تعریف میں عاجز زبان ہے
اُس میں چند پیرزادے اور اصحاب ملائے ہوئے گا بجا رہے ہیں آپس کی صحبت سے ہزاروں طرح کا مزہ اُٹھا رہے ہیں امیر جو قریب
اُس بنگلے کے گئے اور اُن پیرزادوں کی نظر پڑی ایک پیرزادہ جام شراب لیکر دوڑا کہ اے صاحبقران بہت
تھکے ماندے ہو اسکو پیو کہ کلفت دور ہو تمھاری طبیعت کو اُسکے پینے سے سرور ہو اور دو چار گھڑی بیٹھ کے ہم لوگوں
کا گانا بجانا سنو کہ دل کو راحت ملے سب کوفت سفر کی دور ہو اور کمال فرحت ملے امیر نے لوح کو دیکھ کر جام شراب
اُسکے ہاتھ سے لیکے اسم اعظم پڑھ کر اُسکے سر پر ڈال دیا جس طرح کہ لوح میں لکھا ہوا تھا اُسپر عمل کیا فوراً اُسکے بدن سے
آگ کا شعلہ نکلا اور بات کی بات میں جل گیا سارا جسم اور سب ہڈی پسلی ایک دم میں موم کی طرح پگھل گئی ایک شور
و غل برپا ہوا کہ شکنندہ طلسم نے اسرار جادو کو بھی مار کے بیجان کیا سب اُس کے ساتھ والوں کو پریشان کیا بعد ایک
ساعت کے امیر جو دیکھیں تو لب دریا ایک پہاڑ ہے کہ جس کی بلندی قیاس سے افزوں ہے اُسکے سامنے ایک چھوٹا سا
ٹیلہ کوہ بے ستون ہے اُسکے غار سے نوبت کی صدا آتی ہے امیر اُس غار کے اندر گئے دیکھا کہ عفریت بیخبر پڑا سوتا ہے
اور اُسکے خراٹوں سے آواز مثل صدائے نوبت دور دور جاتی ہے دیکھنے والوں کی جان جس سے کمال دہشت
کھاتی ہے صاحبقران نے دل میں کہا کہ سوتے کو مارنا کمال نامردی ہے بڑی بیدردی ہے خنجر رستم کمر سے نکال کر
اس زور سے اُسکے پاؤں میں مارا کہ قبضہ تک گھس گیا عفریت نے پاؤں دے مارکے کہا کہ مچھروں نے ستایا
ہے یہ کہاں سے مچھروں کا لشکر آیا ہے کہ نیند بھر کے سونے نہیں دیتے کاٹنے سے ایک دم دم نہیں لیتے صاحبقران
نے اپنے دل میں کہا کہ سبحان اللہ ایسی ضرب کو یہ مردک مچھر سمجھتا ہے تو اور حربے کا اسپر کیا اثر ہوگا یہ کمبخت کاہے کو خبر
ہوگا امیر نے دونوں ہنتے اُسکے گانٹھ کر زور سے اُسکو دبا کے ایک نعرہ اللہ اکبر کا اس زور سے کیا کہ تمام کوہ و صحرا
کو بھونچال میں کر دیا عفریت گھبرا کر اُٹھا اُس نعرہ کی ہیبت سے چکر کھا کے نیند کے خمار میں سمجھا کہ زمین پھٹ گئی یا آسمان
زمین پر گر پڑا آنکھیں ملکر جو دیکھا تو زلزال قاف کی صورت نظر آئی تب تو اسپر ایک بدحواسی چھائی بید سا کانپنے
اور کہنے لگا کہ اے آدم زاد میں جانتا ہوں اور اس بات کو بخوبی پہچانتا ہوں کہ تو میرا ملک الموت ہے میری جان
تیرے ہاتھ سے جائیگی اسلیے میں یہاں آکر چھپا تھا کہ شاید اس گوشے میں چھپ کر تیرے ہاتھ سے بچ جاؤں یہاں
رہ کے امان پاؤں مگر تو یہاں بھی آیا اور مجھ پر تو نے قابو پایا بہرحال اب مروں یا جیوں مگر تجھ کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا
تیرے مقابلے سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکر وار شمشاد کہ جس میں چند آسیا سنگ جڑے ہوئے تھے امیر پر لگایا اپنا زور
عفریتی امیر کو دکھایا امیر نے عقرب سلیمانی پر اُسکو روک کے دو ٹکڑے کیا پھر امیر نے دم نہ لیا اور ایک ہاتھ
عفریت کی کمر میں لگایا اور اُسکو نیچے لایا عفریت دو ٹکڑے تو ہو گیا لیکن ایک تسمہ لگا رہا کہ اسکا دم اُس کے
قالب میں پھنسا رہا عفریت نے کہا کہ اب تو آدم زاد تو نے مجھ کو مارا ایک ہاتھ لگا کہ یہ تسمہ جو لگا ہے جدا ہو جائے میری

مارا جانا عفریت شاہ دیوان کا صاحبقران کے ہاتھ سے اور باقی تسمہ جدا کرنے سے سیکڑوں عفریت بنکر صاحبقران کے مقابلہ میں آنا

روح کالبد سے نکلکر اس سختی و کرب سے رہائی پائے صاحبقران نے ایک ہاتھ اور لگایا اُسکے کہنے کو بجالایا تسمہ جدا ہوناتھا کہ دو ٹکڑے فلک پر اُڑ گئے اور وہاں سے اور دو عفریت ہوکر صاحبقران کے سامنے آگرے غرضکہ دو پہر کے عرصے میں ہزاروں عفریت پیدا ہوے طرح طرح کے دیو مثل پہاڑ کے ہویدا ہوے صاحبقران کمال پریشان ہوے اس ماجرے کو دیکھ بہت حیران ہوے کہ یا الٰہی میں جسکو مارتا ہوں ایک کا دو بنکر سامنے آتا ہے اپنا زور و قوت دکھاتا ہے اسمیں داہنی طرف سے آواز سلام علیک کی آئی امیر نے خدا کیطرف سے مدد پائی صاحبقران نے پھر کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں وہ نبی فرخندہ فرجام ہیں صاحبقران نے جواب سلام دیکر استغاثہ کیا اور اُنکے قدم کو بوسہ دیکر کہا کہ یا حضرت مارتے مارتے میرے دونوں بازو شل ہوگئے لیکن عجیب ماجرا ہے کہ عقل حیران ہے طبیعت سخت پریشان ہے کہ جسکو مارتا ہوں ایک کا دو ہوکر مقابلہ کو آتا ہے ایک بھی اُنمیں سے زخم کھاکر جہنم کو نہیں جاتا ہے حضرت خضر نے فرمایا کہ اے صاحبقران یہ محنت شاقہ تو نے اپنے ہاتھ مول لی اور ہر کام میں بے پروائی کی نہیں تو ایسا نہ ہوتا تو اپنی اوقات مفت نہ کھوتا تو جانتا ہے کہ یہ طلسم ہے بے دیکھے لوح کے جو جی چاہتا ہے سو کر گذرتا ہے اور طلسمات اور جادو کے کارخانہ سے نہیں ڈرتا ہے اب ایک کام کر کہ یہ اسم جو تجھ کو بتاتا ہوں اور اُسکا طریقہ جو تجھے سکھاتا ہوں لیتیر پر دم کرکے ان دیووں میں جسکی پیشانی پر ایک خال عقیق سا چمک رہا ہے اور اُسکا چہرہ یاقوت کیطرح دمک رہا ہے اُسپر مار یہ بلا دفع ہوجائیگی تیری جان ان دیوؤں کی کرشمہ سازی سے خلاصی پائیگی صاحبقران نے ارشاد حضرت خضر پر عمل کیا اُس اسم مبارک اور تیر سے وہی کام لیا دیکھا کہ کوئی دیو نہیں ہے وہی عفریت دو ٹکڑے ہوا پڑا ہے تمام میدان خالی نہ دیو ہے نہ بلا ہے مگر عفریت کی گردن دھڑ پر نہیں ہے جب صاحبقران کو تنہا دھڑ نظر آیا اور سر کا کچھ پتہ

اُنھوں نے نہ پایا حضرت خضر نے فرمایا کہ اے صاحبقران ان دیووں کے پیدا ہونیکا سبب سمجھے یا نہیں صاحبقران نے کہا کہ خدا جانے یا آپ کہ پیغمبر ہیں سب گم گشتگان راہ گمراہی کے رہبر ہیں حضرت خضر نے فرمایا کہ عفریت کی ماں اسی غار میں عفریت کا سر لیئے بیٹھی ہے وہ مکارہ بیچارہ دیکھتی ہے کہ دشمنی کی ہے اُسکے خون [illegible] سحر دم کر کے آسمان پھینکتی ہے اُسکا ایک عفریت دونکر تیر [illegible] دکھا تکلیف اب غار میں چلکر اُسکو بھی مارنا اور سر کو اُسکے جسم سے اتارنا کہ طلسم فتح ہو جاوے صاحبقران حضرت خضر کے ساتھ غار کے اندر گئے دونو شخص متفق ہو کر برابر گئے ملعونہ جادو نے جو حضرت خضر کو صاحبقران کیساتھ دیکھا طیش کھا کر بولی یوں اپنی زبان کھولی کہ اے پیر مرد معلوم ہوا کہ یہ سب تیرا فساد ہے ہم لوگ [illegible] آدم زاد کے ہاتھوں میرے بیٹے کو مروا ڈالا تو نے اپنے دل کا کینہ نکالا بہر حال میں تجھ کو بھی نہ چھوڑونگی اس انتقام لینے سے منھ نہ موڑونگی یہ کہکر جادو کرنے لگی حضرت خضر نے اسم اعظم دم کر کے اُس ملعونہ کے سر پر چھونکا [illegible] جل کر خاک ہوئی سب [illegible] شامل ہوئی اور آثار طلسم کے دور ہو گئے دونوں بزرگوں کے دل خوشی سے [illegible] حضرت خضر نے صاحبقران کو

آنا خواجہ خضر علیہ السلام کا صاحبقران کے پاس اور اُنکی ہدایت سے ٹوٹنا طلسم کا اور مارا جانا عفریت شاہ دیواں کا دعائے خضر سے اور ٹوٹنا طلسم کا

فتح طلسم کی مبارکباد دی اور صاحبقران کی ہمت پر بہت سی تعریف کی اور فرمایا کہ خود طلائی اور گوہر شب چراغ عفریت کے سر سے اتار لے کہ ایسا ہی ایک گوہر شب چراغ سفید دیو سے بھی تیرے ہاتھ آئیگا تو ان دونوں چیزوں سے کہ

کمیاب ہیں جب نفع اُٹھائیگا دونوں کو تاج پر لگانا اپنے کو بے غش [illegible] جگر کہ جس میں [illegible] تین
من جبریری شربت آئے امیر کو دیکر فرمایا کہ یہ تمھاری مجلس کے کام آئینگے یہ پیالہ بھی تم کو عجائب تماشے دکھائیگا امیر نے
عرض کی کہ یا حضرت میں بھوکا ہوں اسوقت مجھکو کچھ کھلوائیے اپنا اعجاز دکھائیے حضرت خضر نے ایک کلیچہ غیب سے
لیکر اپنے دہانے سے لگا کر دیا امیر نے اُس کلیچے میں سے پیٹ بھر کے کھایا بھوک کی شدت سے آرام پایا کلیچہ جیسا تھا ویسا
ہی رہا اسمیں سے ذرا سا بھی نہ گھٹا حضرت خضر نے ایک مشکیزہ بھی پانی کا عطا کیا اُنکی حاجت روائی کے لیے وہ بھی
دیا اور فرمایا کہ ان دونوں چیزوں کو اپنے پاس رکھو کہ قاف میں رہنے تک بھوکے پیاسے نہ رہوگے کھانے پینے
کے لیے کسی کے محتاج نہ ہوگے اور جب یہ کلیچہ اور مشکیزہ تمھارے پاس سے غائب ہو جائے اور تم کو اپنے پاس نہ نظر آئے
تب تم جانیو کہ عنقریب پردۂ دنیا میں تمھارا جانا ہوگا بعد مدت تمھارے قدم سے روشن تمھارا کاشانہ ہوگا یہ کہکر حضرت
خضر تو رخصت ہوئے امیر نے جو کئی دن کے بعد سیر ہو کر کلیچہ کھایا سُستی [illegible] چٹان پر جس پر عفریت سوتا
تھا لیٹتے ہی سو گئے خواب راحت میں آکر غافل ہو گئے تیسرا نعرہ کرنا یاد نہ رہا [illegible]
تیسرے نعرے کی صدا کے منتظر تھے اس سبب سے نعرۂ سوم کے شہپال [illegible] تمام
کیفیت از ابتدا تا انتہا اُسکو اطلاع کی بیرگاہ شہپال نے پریزادوں سے امیر کے مرنے کی خبر سنی بے اختیار رونے لگا
نہایت غم والم سے اپنی جان کھونے لگا اور عبدالرحمن سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے فرزند ابراہیم کا خون اپنی گردن
پر لیا کہ اُسکو عفریت کے تلاش کرنے اور قتل کرنے کا اذن دیا عبدالرحمن نے اسی دم جفر نجوم دیکھ کر بیان کیا کہ
صاحبقران ملعونہ جادو اور عفریت کو مار چکے اُن دونوں کا سر اُنکے جسم پلید سے اتار چکے ہیں مگر تھوڑی سی ستارے
کی نحوست باقی ہے سو وہ بھی بہت جلد زائل ہوتی ہے اُنکی مراد دلی حاصل ہوتی ہے اس سبب سے تیسرا نعرہ کرنا بھول گئے
چلیے چلکر اُنکو لے آویں کہ سب آدمی اُنکے دیکھنے سے خوشی پائیں اور کسی طرح کا اندیشہ اور وہم اپنے دلوں میں نہ لائیں
شہپال نے اُسیوقت شادیانہ بجانے کا حکم دیا اور سامان سفر اچھی طرح سے تیار کیا اور مع سرداران قاف
سوار ہو کر شہرستان زرین کو چلا اس خوشی سے سب پریزادوں کا غنچہ امید کھلا آسمان پری نے جو مژدۂ فتح سُنا
بے اختیار ہو کر صاحبقران کے شوق دیدار میں بکمال تیز پری پرواز کیا اور مانند باد تند کے اُسطرف اُڑنا آغاز کیا اور
سب سے آگے جا پہونچی جہاں امیر تھے اُسی جگہ آپہونچی دیکھے تو صاحبقران ایک غار میں پڑے سوتے ہیں اور چہرے پر
دھوپ آگئی ہے آفتاب کی حدت سے رنگت چہرے کی سونلا گئی ہے آسمان پری نے ایک پر تو امیر کے منھ پر سایہ
کیا اُنکو اس دھوپ کی گرمی اور تکلیف سے آرام دیا اور دوسرے پر سے ہوا دینے لگی بکمال شوق سے بلائیں لینے لگی امیر
کو جو آرام ملا آنکھیں کھولدیں غور سے اُسکی طرف نگاہیں کیں دیکھیں تو آسمان پری ایک پر سے تو سایہ کیے ہوئے ہے
اور دوسرے پر سے ہوا دے رہی ہے اٹھکر اُسے گلے سے لگایا خوب پیار کیا اور اُسکے رخسار قمر طلعت پر بوسہ دیا اور یہ

مروت اور محبت اسکی دیکھ کر نہایت شیفتہ ہوئے اسکی اس محبت اخلاص سے بدل فریفتہ ہوئے اور کہنے لگے کہ
اے جان جہاں وہ اے زندگانی صاحبقران اسوقت تیرے یہاں آنیکا کیا سبب ہے تیرا یہاں آنا بڑا عجب ہے آسمان
پری بولی کہ تمھاری فتح کی خبر سنکر آئی ہوں اسکے ساتھ ایک خوشخبری بھی لائی ہوں کہ بادشاہ بھی پیچھے آتے ہیں تمھاری
فتحیابی اور دشمنوں کے قتل ہونے سے پیرہن میں پھولے نہیں سماتے ہیں امیر بہت خوش ہوئے اور اس نازنین کو اپنے پہلو
میں بٹھلایا اور بہت التفات کیا اختلاط کی باتیں کرنے لگے اسکی جانفشانی کا دم بھرنے لگے کہ شہپال شاہ کی سواری پہونچی
گویا باد بہاری پہونچی امیر تخت دیکھکر اٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ نے بھی تخت سے اترکر امیر کے دست و بازو کو بوسہ
دیا بکمال اشتیاق سے معانقہ کیا اور اپنے پاس تخت پر بٹھلا کے گلستان ارم میں لیگئے گویا تمام مقصد دلی پائے اور مجلس
شاہانہ ترتیب دی حد سے زیادہ خوشی کی جہانتک پریزاد شہریار و سرداران قاف کے حاضر تھے سبھوں نے امیر پر
سے زر و جواہر نثار کیا تصدق اور خیرات سے اشرفیوں اور روپیوں کا انبار کیا اور مبارکباد دیکر نذریں فتح کی گذرانیں
ساتھ اسکے بہت سی منتیں مانیں پریزادوں کا ناچ ہونے لگا بادشاہ نے عبدالرحمن سے کہا کہ تم کہتے تھے کہ حمزہ
آسمان پری کے جفت ہونے کے لائق ہے کہ سب باتوں میں تمام فرقہ بشر پر فائق ہے پھر اسوقت سے بہتر کونسا وقت
ہوگا کہ تمام شہریار و سردار قاف کے حاضر و موجود ہیں عنایت الٰہی سے سب کو چکے وہ بزرگ حمزہ کی جرأت سے خوشنود
ہیں آسمان پری کو صاحبقران کے ساتھ تزویج کرنے میں کیوں تامل کرتے ہو ایسے کار خیر میں کس وجہ سے تساہل کرتے ہو
عبدالرحمن نے اٹھکر ترنج خوشبو کا امیر کے سینے پر مار کے مبارکباد دیا انکا دل بہت شاد کیا صاحبقران نے پوچھا کہ یہ ترنج
کیسا مارا اور مبارکباد کیسی دی تب عبدالرحمن نے عرض کی کہ بادشاہ نے آپکو اپنی دامادی میں قبول کیا تم کو سب پریزادوں
پر فخر دیا امیر نے کہا کہ مجھ کو کسی طرح منظور نہیں عالم مسافرت میں ایسے امر اختیار کرنیکا میرا دستور نہیں کیونکہ ہرگاہ میں نے
آسمان پری کے ساتھ شادی کی تو میرا پردہ دنیا کا جانا موقوف ہا پھر میں اسی جگہ انکے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف
رہا دوسری قباحت یہ ہے کہ میں نے دختر نوشیرواں مہرنگار بادشاہ ہفت کشور سے عہد کیا ہے کہ جب تک میں تم سے
عقد نہ کرونگا تب تک کسی طرف آنکھ اٹھاکر نہ دیکھونگا پس میں اپنے قول کے خلاف نہیں کرسکتا اور اپنے عہد و پیمان سے
نہیں گذر سکتا عہد کے خلاف کرنا بہت نامناسب ہے ہر شخص پر ایفاے عہد واجب ہے عبدالرحمن بولا کہ یا صاحبقران آپ نے
وعدہ پردہ دنیا پر کیا تھا اور یہ پردہ قاف ہے اس قول و اقرار میں کسی طرح سے نہیں خلاف ہے آپکو بھیجنا دنیا کیطرف میرا ذمہ ہے
میرے ایفاے وعدہ کا یہ ایک تتمہ ہے امیر نے کہا کہ کب تک پردہ دنیا میں مجھے پہونچا دوگے اور اس جگہ سے رخصت
کروگے عبدالرحمن بولا کہ یا صاحبقران یہ وعدہ قاف ہے اسمیں تکرار نہ کیجیے جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ مانیے اور اسمیں ہرگز
اصرار نہ کیجیے مگر ایک برس کے بعد آپ کو دنیا میں پہونچا دونگا آپ کا وطن بخیر و خوبی آپ کو دکھا دونگا امیر نے بجز
اقبال کے چارہ نہ دیکھا کہ بے رضامندی انکے وہاں سے رخصت پا نہیں سکتے تھے شہپال شاہ شادی کی تیاری میں

مصروف ہوا اور تمام شاہان و سرداران کوہ قاف کو نامے لکھکر طلب کیا سب نے جشن کی آرائش کا حکم دیا چنانچہ پری زادان نے مع
و یاقوت و زمرد و پشت و زردوشت دیکھکر تیاری طلسمات وغیرہ نے بادشاہ اپنے اپنے ملک کے تحائف لیکر گلستان ارم
میں داخل ہوئے رسم دیکھی ہیں بکمال جاہ و حشم سے شامل ہوئے چونکہ عفریت ملعونہ جادو کے قتل کی خبر تمام اقلیم
قاف میں منتشر ہوئی تھی سب دیوؤں کو اُسکے قتل کی خبر ہوئی تھی دیو سمندون ہزار دست لشکر بہت مغموم اور غضبناک ہوا
غصے کی آگ سے جلکر خاک ہوا بولا کہ بادشاہ نے زلازل قاف کو جو حکم سلیمان تھا ایک آدم زاد کو پردۂ دنیا سے بلاکر
عفریت دیو نر اسکے باپ ماں کو قتل کروایا اُسنے ہم لوگوں کا ذرا لحاظ نہ آیا اور طلسمات شہرستان زرین کو تڑوایا ہزاروں
برس کا ہمارا کارخانہ مٹایا اور خود آنکر اُسکو گلستان ارم میں لیگیا اور آدم زاد غیر جنس کو اپنے حرم میں لیگیا اور اپنی بیٹی سے اُسکا
نکاح کردیا یہ کام اُس نے بہت بُرا کیا بہرحال مجھ پر واجب ہوا کہ میں عفریت کے خون کا بدلا لونگا اور اُسکو اس حرکت کے عوض
خوب سزا دونگا یہ کہکر سفید دیو کو جو اُسکا سپہ سالار بڑا بہادر اور سپاہی جرار تھا چار سو دیو ساتھ کرکے بھیجا کہ جلد جاکر اُس
آدم زاد کو لے آؤ اُس کام کی تعمیل میں ذرا دیر نہ لگاؤ اتفاقاً اُس روز جشن شادی کا تھا بادشاہ بارگاہ سلیمانی میں تخت
طاؤس پر جلوہ افروز تھے سب اراکین و سرداران علی و ادنیٰ اُسکی خدمت میں بہ ادب حاضر تھے اور صاحبقران اس تخت پر کہ
حضرت سلیمان نے آصف بن برخیا اپنے وزیر کے واسطے بنوایا تھا اور اُسمیں ہزاروں قسم کا جواہر جڑوایا تھا بکمال شکوہ و شہامت
رونق افزا تھے شان امیرانہ سے اُس سریر بے نظیر پر جلوہ فرما تھے اور شاہان و سرداران قاف نیم تخت و صندلیوں پر اپنے
اپنے موقع سے بیٹھے ہوئے تھے داد عیش و نشاط دے رہے تھے مزا اُس صحبت مسرت پیرا کا لے رہے تھے کہ سفید دیو چار سو
دیوؤں سے کہ بھالا نکالے وار شمشاد آسیا سنگ آہن پشت نہنگ ہاتھوں میں لیے تھے بارگاہ میں در آیا کسی طرح کا خوف و اندیشہ اپنے
دل میں نہ لایا اور بادشاہ سے بہ بدلہ لکن کہنے لگا کہ اے شاہ سمندون ہزار دست نے کہا ہے بادشاہ نے قوم دیوؤں پر بڑا ظلم کیا
بہت بڑا وبال اپنی گردن پر لیا کہ پردۂ دنیا سے آدم زاد کو بلا کر عفریت سے سردار کو اُسکے باپ ماں سمیت قتل کروایا ذرا بھی
اُسکے دلمیں رحم نہ آیا اچھا نہ کیا جو اس راہ میں قدم دیا اب بادشاہ کو مناسب ہے کہ اُس آدم زاد کو میرے پاس بھیجدے ایسے ظالم سفاک
کو بے وسواس بھیجدے کہ میں عفریت کے عوض میں اُسکی بوٹیاں اور ہڈیاں دیوؤں کو تقسیم کردوں اُس خونخوار سے اپنے خون کا
انتقام لوں صاحبقران اُس ناپاک کی تقریر سنکر برہم ہوئے اور بولے کہ اے مردک گردن زدنی کیا بیہودہ بکتا ہے
زبان سنبھال کلمۂ بے ادبی منھ سے نہ نکال نہیں تو ابھی سزا دونگا ان سخت گوییوں کا مزہ دکھا دونگا اُس اُلو سے
جاکر کہدے کہ اگر تجھکو عفریت کی ملاقات کی تمنا ہے تو میرے پاس آ میں تجھکو بھی اُسکے پاس بھیجدوں تجھکو بھی جہنم واصل کردوں
سفید دیو امیر کی گفتگو سنکر ناخوش ہوکے بولا کہ اے آدم زاد سیاہ سر و دندان سفید معلوم ہوا کہ تو ہی کشندۂ عفریت ہے چل
تجھکو میرے سردار نے بلایا ہے یہ اسقدر لشکر دیوؤں کا میرے ساتھ فقط تیرے لینے کیلیے آیا ہے یہ کہکر ہاتھ امیر کیطرف
بڑھایا اپنا زور دکھایا صاحبقران نے خدا کو یاد کرکے اُسکا ہاتھ پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور

کمر سے خنجر نکال کر اُسکے سینے پر چہارا ایک آہ کے ساتھ دم نکل گیا خدا کی مدد سے اُس دیو سرکش پر قابو اُنکا چل گیا
دیوان ہمراہی اُسکے سر پہ پاؤں رکھکر بھاگے سفید دیو کے مارے جانے سے حیران ہوے سب گریزاں ہوے جتنے
شاہان قاف تھے امیر کے زور پہ عیش عشرت کرنے لگے بادشاہ نے خوانچہ زر و جواہر کے امیر پر سے نثار کیے اور اُسکے لشکر انے
میں ہزاروں روپیہ فقرا کو دیے اور سفید دیو کی لاش کو صحرا میں پھکوا دیا بعد مرنے کے بھی اُس مردود کو اسطرح ذلیل و خوار
کیا اور چونکہ وہ دن شادی کا تھا کئی منزل تک دو رویہ ٹٹیاں روشنی کی اور سڑک کے درمیان میں دیگر آتشبازی کی
بادھ کٹی تھی ... تھی کئی تصویر آتش سے چمن بندی کی تھی جب صاحبقران کو خلعت شاہانہ پہنا کر بارگاہ سلیمانی
سے داخل کر کے ... سرات شاہی کیطرف لیچلے نوشاہ عروس کے گھر پہونچا قدرت خدا کی دیکھیے کہ پرستان میں اس کیفیت سے
بشر پہونچا عبد الرحمن نے پہر رات باقی رہے امیر کا عقد آسمان پری کے ساتھ باندھا طرفین سے ایجاب و قبول ہوا دونو
کا مقصد دلی حصول ہوا بادشاہ نے کتنے ملک قاف کے آسمان پری کو جہیز میں دیے امیر کیساتھ سوا اسکے بہت سے احسان
کیے بیگاہ صاحبقران محل میں گئے خدا کی قدرت سے اُسی شب کو آسمان پری کے بطن میں نطفہ نے قرار پایا خدا کی قدرت
سے آدم خاکی اور پری آتشی دونوں کا مزاج موافق آیا صبح کو امیر غسل کر کے پوشاک بدلکے بارگاہ میں آئے صحبت عیش و
نشاط کی گرم ہوئی اُس تقریب کے سبب سے آپس کی دورسب شروع ہوئی خلاصہ کلام شبانہ روز امیر کیواسطے سب سامان عیش
موجود تھا سب طرح کا حاصل مقصود تھا لیکن امیر روز و شب دن گنا کرتے تھے کہ کب سال تمام ہو اور میں پردۂ دنیا پر جاؤں
اپنے عزیز و اقربا کی ملاقات سے حظ اُٹھاؤں اُن سب کو یہاں کی کیفیت سناؤں اور جو تحفہ عجیب و غریب پرستان کے
ہاتھ آئے ہیں اُنکو دکھاؤں اب صاحبقران کو ماہ و سال و روز و ساعت شماری میں چھوڑ کر چند کلمہ داستان دارلے
ملک عظمت جبروتی رستم زماں رکن السلطنت صاحبقران خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان کے بیان کرتا ہوں
اُن کا حال بھی کچھ تھوڑا سا لکھوں واضح ہو کہ جب ملک لندھور امیر سے رخصت ہو کر جہاز پر سوار ہوا امیر کی
مفارقت میں اشکبار رہا لنگر جہاز کا اُٹھایا گیا جہاز آگے کو بڑھایا گیا دوسرے دن بہرام سے ملاقات ہوئی آپسمیں بات
ہوئی معلوم ہوا کہ صاحبقران نے اسکو بھی مدد کیواسطے بھیجا ہے خسرو ہندوستان نہایت شاداں ہوا صاحبقران
کا ممنون احسان ہوا پانچویں دن ایک طوفان آیا جہازوں کو تباہی میں لایا تین دن تک جہاز تھپکے میں رہے چوتھے
دن امان پائی اہل جہاز کے دلوں کو تسکین آئی معلوم ہوا کہ جس جہاز پر بہرام تھا اس جہاز کا پتہ کہیں نہیں پایا جاتا اُسکا
سراغ کوئی نہیں پاتا لندھور کو نہایت رنج ہوا کہ صاحبقران نے بہرام کو میری مدد کیواسطے بھیجا تھا پوچھیں گے تو کیا
جواب دونگا اُن سے بہرام کا حال کیا کہونگا اُسکا نہ ملنا بڑی قیامت ہے اس سانحہ سے مجھے بہت ندامت ہے بہرام کا حال
سنیے کہ جہاز طوفانی ہوا سے تھوڑی دور جا کر تختہ تختہ اُسکا الگ ہو گیا بہرام ایک تختہ پر بہتا بہتا کنارے پر پہونچا اُسی
تختہ کے سہارے پر پہونچا خشکی میں اُتر کر سجدۂ شکر الٰہی بجالایا کہ اپنے کو غرق ہونے سے محفوظ پایا اور پیدل ایک سمت کو

روانہ ہوا کئی دن نصیب نہ آب ودانہ ہوا دمین فرنگ گیا ہوگا کہ ایک قافلہ سوداگروں کا ایک مقام پر اُترا دیکھا چونکہ پریشان اور خستہ حال تھا اس سبب سے دل میں کہا کہ ایسا نہ ہو اس قافلے میں کوئی جان پہچان نکلے کہ اس حالت میں اُنکی نظر میں حقیر ہو جاؤں اس خرابی حال سے ذلت پاؤں اسواسطے قافلے سے تفاوت پر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر ہر طرف نگاہ کرنے لگا اپنی تباہی اور بربادی پر آہ سرد بھرنے لگے قضائے کار قافلہ سالار سیر کرتا ہوا ادھر آنکلا چلتے چلتے بہرام کیطرف جا نکلا بہرام سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے کیا ارادہ ہے اور کس ملک کو جاتا ہے بہرام نے کہا کہ تاجر ہوں جہاز میرے تباہ ہو گئے ہیں ایک تختہ پر پہنچ کر کنارے پر آلگا چند روز زندگی باقی تھی کہ وہ تختہ لپٹ رہا یہاں آلگا اب دیکھیے کہ تقدیر کیا رنگ کھاتی ہے کیا واردات پیش آتی ہے قافلہ سالار نے کہا کہ اے عزیز دولت میرے پاس بیشمار ہے یہ بندہ خدا بہت تونگر اور مالدار ہے مگر اولاد نہیں ہے اس سبب سے دل شاد نہیں ہے میں نے تجھ کو اپنا منصب بیعدی کا دیا چل میرے ساتھ کسی طرح کا رنج نہ دیکھیگا جسقدر کہ اللہ تعالے نے مجھ کو عنایت کیا ہے کسی بادشاہ کے یہاں بھی اتنا خزانہ اور گنج نہ دیکھیگا بہرام اُسکے ساتھ گیا اُسنے نہلوا کے پوشاک فاخرہ پہنائی سب اپنی دولت وحشمت دکھائی اور اپنے ہمراہ لیکر وہاں سے کوچ کیا سب اپنے کارخانہ کا اُسکو اختیار دیا بہرام نے سوداگر سے پوچھا کہ تم کسطرف جاؤگے کون سا شہر اپنا قیام گاہ ٹھہراؤگے اُسنے کہا کہ ملک مانڈو میں جو پایہ تخت ملک شعیب ہے اور وہاں سے سراندیپ بھی نزدیک ہے وہیں قیام کرونگا اس سفر کی ماندگی سے شہر میں آرام کرونگا بہرام اپنے دلمیں بہت خوش ہوا کہ خدا چاہیگا تو بہت جلد لندھور سے ملاقات ہوگی اگر اللہ کی عنایت ہوگی بارے کئی دن میں قافلہ شہر مانڈو میں پہونچکر کارواں سرا میں اُترا دوسرے دن سوداگر نے بہرام کو لیکر حمام کیا اپنی اور اُسکی صفائی جسم میں بہت اہتمام کیا اور پوشاک بدل کے بازار کی سیر کو گیا وہاں اسکو یہ تماشا نظر آیا چوراہے پر بازار کے ایک ہشت پہل چبوترہ اُسپر ایک چوکی اور اس چوکی پر ایک کمان اور پہلو میں اُسکے ایک بدرہ اشرفیوں کا رکھا ہوا پایا بہرام نے نگہبانوں سے پوچھا کہ یہ کمان و بدرہ کیسا ہے اسکا حال مجھ سے ظاہر کرو اس راز پنہاں سے مجھکو ماہر کرو وہ بولے کہ ضیغم نام ہمارے بادشاہ کا سپہ سالار ہے وہ ایک شخص بڑا صاحب صلہ و جرار ہے یہ کمان اُسکی ہے چونکہ وہ اُسے کھینچ نہیں سکتا اسلیے اُسنے مع بدرہ زر سرخ یہاں رکھوا دی ہے اور یہ شرط کی ہے کہ جو کوئی اس کمان کو کھینچے وہ یہ توڑہ اشرفیوں کا لیوے پس وہ اس زر کا مالک ہے جو چاہے سو کرے جسے چاہے اُسے دیوے بہرام نے پوچھا کہ میں اس کمان کو کھینچوں اگر اجازت دو تو پھر میرا زور دیکھو وہ بولا کہ تو بیچارہ ایک مرد کرپاس فروش بھلا کھینچنے کی قدرت کیا جانے اس شرط کو کیا پہچانے بہرام نے کہا اے عزیز زور داد الٰہی ہے کرپاس فروش ہو یا امیر ہو زردار ہو یا حقیر خدا کی عنایت میں کیا کسی کا اختیار ہے یہ تیری بیہودہ گفتار ہے بہرام سے اور نگہبانوں سے تکرار ہو رہی تھی کہ نیک رائے دختر شعیب شاہ کی سواری اُدھر سے نکلی بہرام دیکھ کر متعجب ہوا ایسے کر و فر سے نکلی ہرکاروں نے کیفیت بیان کی اس ماجرے سے اُسکو اطلاع دی نیک رائے خود اُس مجمع میں گیا اور بہرام سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اے جوان تو اس کمان کو کھینچے گا بہرام بولا کہ ہاتھ کنگن کو

آہستہ کیا ہے آزمائیے میری قوت کو ملاحظہ کیجئے نیک رائے نے کہا کہ اچھا ہم بھی دیکھیں کھینچو بہرام نے بسم اللہ کر کے کمان کو اٹھا کے قبضہ اسکا اپنے قبضہ میں لیکے چلے کو تا بنا گوش پہونچا کر سات قلاب دیے خوب ہی زور کیے اسکی طاقت دیکھ کر حاضرین نے احسنت و آفرین کی ہر شخص نے شاباش دی لیکن ضیغم کے نوکروں کو اسکا کمان کھینچنا ناگوار ہوا جو انمیں تھا وہ شرمسار ہوا جاہلانہ کے بیہودہ گفتار کرنے لگے دیوانوں کیطرح ہائے ہو کرنے لگے بہرام نے جھنجھلا کے کئی آدمیوں کو گھونسوں سے مار ڈالا انکے سر سے بھیجا نکالا نیک رائے نے انکو دھمکایا اسکو وہاں سے ہٹایا بہرام کو لیکر اپنے مکان پر گیا ضیغم نے جو سنا کہ ایک سوداگر نے میری کمان کو کھینچکر بدرہ اشرفیوں کا بھی لیا اور کئی آدمیوں کو بھی میرے بیجان کیا اور باوجود اس حرکت کے نیک رائے اسکو اپنے گھر لیگیا میرا خیال اسکو کچھ نہ آیا جو اس مرد بیباک پر اسقدر التفات فرمایا طیش میں آکے مسلح ہوکے نیک رائے کے مکان میں گیا اور نہایت خشمناک تلاش بہرام پہلوان میں گیا جب بہرام اسکو نظر آیا اسکو دیکھ کر نہایت سخت گوئی سے یہ کلمہ زبان پر لایا کہ اے کرپاس فروش تو نے بھی یہ طاقت پائی اور تجھ کو بھی یہ جرأت آئی کہ میری کمان کو کھینچا اور کئی آدمی میرے مار ڈالے ضرب سے انکے بھیجے دماغ سے نکالے خنجر نکال کے بہرام پر دوڑا کہ اسکو قتل کر کے اپنے آدمیونکے خون کا اس سے بدلا لے بہرام نے اسکا ہاتھ پکڑ خنجر چھین لیا اور ایک گھونسا ایسا اسکے سر پر دیا کہ مغز اسکا ناک کی راہ سے نکل آیا اسنے بھی جہنم میں ٹھکانا پایا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی فوراً نیک رائے وزیر کو مع بہرام طلب کیا انکے حاضر ہونیکا حکم دیا جب بہرام سامنے گیا ملک شعیب نے ترشرو ہوکر کہا کہ اے خیرہ سر تیری یہ قدرت کہ میرے سپہ سالار کو مارے ایسے نامی سردار کو مارے بہرام نے عرض کی آپ کیوں ایسے بودے سپہ سالار رکھتے ہیں کہ ایک گھونسے میں مرجائیں ذراسی چوٹ میں سر نہ اٹھائیں بادشاہ کو یہ بات بہرام کی بہت پسند آئی یہ گفتگو اسکی دل سے بھائی اسیوقت بہرام کو خلعت سپہ سالاری کا عطا کر کے ضیغم کا دنگل بیٹھنے کو دیا اسکو اس منصب عالی پر مامور کیا بہرام نے اس کمان کو چند بار بادشاہ کے روبرو کھینچکر حکم دیا کہ اسی چبوترہ پر اس کمان کو مع بدرۂ زر سرخ رکھدو اور جو کوئی اسے کھینچے ہمکو خبر کرو بادشاہ کو اس حرکت سے لیاقت و آدمیت بہرام کی ثابت ہوئی اسکے دل نشین اسکی شرافت ہوئی اسیدن اپنی بیٹی کا عقد بہرام کے ساتھ کر دیا اور سامان شادی جیسا کہ چاہیے ویسا ہی کیا اور یہ کہا کہ میں نے نصف سلطنت تجھکو دی آدھے ملک کی حکومت بالکل تیرے حوالے کی دو پہر تم تخت پر بیٹھکے فرمانروائی کیا کرو رعایا کی حاجت روائی اور بادشاہی کیا کرو اور دوپہر میں حکومت کیا کرونگا اپنے امورات متعلقہ کا انتظام کیا کرونگا لب و کلمہ لندھور خسرو ہندوستان کے سنئیے حالات ان بادشاہ والا شان کے سنئیے کہ لندھور جمع بندر سراندیپ میں پہونچا جہازونکو لنگر دیکر لشکر سمیت خشکی میں اترا ایک جگہ خوش فضا تصور کر کے وہیں خیمہ کیا اور چند روز وہاں توقف کر کے لشکر آراستہ کیا جس شخص کے جو مناسب سمجھا ویسا حکم دیا بعد ازاں قلعہ صابر و صبور کیطرف روانہ ہوا اسکی معاودت سے آگاہ سارا زمانہ ہوا

پہونچنا خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان کا قلعہ صابر و صبور پر

راوی لکھتا ہے کہ جیپور شاہ جسکو ملک لندھور خسرو ہندوستان تخت پر بٹھلا کے صاحبقران کے ساتھ مدائن کیطرف

گئے تھے اور اسکو قائم مقام کر کے سب مراتب انتظام اور حفاظت کے بتلائے تھے وہ مدت سے ملک ساجح اور فیروز اندر اجروک خوارزمی اور ہلیل سنگسار کی ہزیمت دینے سے قلعہ بند تھا سب قلعہ نشین ایک مصیبت میں گرفتار تھے قلق کے سبب اپنی زندگی سے بیزار تھے آخر کو فوج نے جیپور سے کہا کہ قلعہ بند کب تک رہیگا ان ظالموں کا ستم کوئی کب تک سہیگا حکم ہو تو میدان میں نکلکر غنیموں سے لڑیں مریں یا مارے جائیں کسیطرح اس تکلیف سے نجات تو پائیں جیپور نے کہا کہ جیسی تمھاری مرضی ہے وہی مجھ کو بھی منظور و پسند ہے سچ تو یہ ہے کہ اسطرح گوشہ میں رہنا جوانمردی سے بعید ہے اسیوقت ایک ایلچی بھیجکر کہلا بھیجا کہ میدان وہمارے تمھارے صف جنگ ہو ملک سارح وغیرہ نے انکا کہنا قبول کیا اور اپنے لشکر میں طبل جنگ بجایا جو بکام پر مقرر تھا وہ اپنا کام کیا کیا صبح کو طرفین کے لشکر نے صف آرائی کی سب سے پہلے ہلیل سنگسار نے اپنے کرگدن کو میدان میں بڑھایا کہ جنگ کرے دشمنوں سے مقابلہ کا آہنگ کرے ادھر سے جیپور شاہ نے اپنا مرکب اٹھایا خود جرأت کر کے اسکے سامنے آیا ہنوز کسی کا حربہ نہ چلا تھا ایک کا دوسرے پر ہاتھ نہ اٹھا تھا کہ سامنے سے ایک گرد غلیظ تیرہ و تاریک نمودار ہوئی کہ وہ ساری زمین اس گرد سے پر غبار ہوئی جب ہوا نے گرد کو ہٹا دیا اور وہ پردہ درمیان سے اٹھا دیا تو ستر نشان علامت ستر ہزار فوج کے نمودار ہوئے کہ جنکی پوشاک زرق برق سے ماہ و خورشید شرمسار ہوئے اور آگے آگے لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار گرز گرانبار عدو کوب برادر کوچک ملک الموت کہ عبارت خوردی و مردی کی اسپر منقش تھی ہاتھ میں لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ جنکی ہیبت سے دیکھنے والونکا ہوش جاتا تھا جب رزمگاہ میں پہونچا ہلیل سنگسار کے سامنے آکر للکارا اور اللہ اکبر کا ایک نعرہ مارا کہ او اجل رسیدہ تیرا ملک الموت میں ہوں لا کیا ضرب رکھتا ہے دیکھ ابھی تو میرے ہاتھ سے شربت مرگ چکھتا ہے ہلیل نے یہ سنکر گرز خسرو پر مارا خسرو نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر روک کر گرز اپنا ایسا اسپر لگایا کہ پھر سر نہ اٹھایا ہلیل سنگسار کی ہڈیاں سرمہ ہوکر خاک میں ملگئیں یہ حال دیکھ کر سب لشکر کی تیوریاں بدل گئیں اسکو مار کر خسرو نے نعرہ کیا ہے کوئی ایسا کہ مجھ سے مقابلہ کرے اور میرے سامنے آئے بہادری دکھلائے ہلیل کے مرتے ہی سب کے جی چھوٹ گئے بازوے قوت ٹوٹ گئے کسی نے کچھ جواب دیا ایک جوان نے بھی ارادہ نہ کیا تب تو لندھور نے فیل میمونہ کو فوج کفار پر ہولا تمام لشکر دشمن کا ہرن کی طرح اپنی چوکڑی بھولا اور فوج ہند نے بھی گھوڑے اٹھلائے کافروں کے سر پر آئے بہت سے لوگ لشکر کفار کے مارے گئے سردار انکی بے تدبیری سے اپنی جان سے بیزار گئے اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر اپنی جان بچائی یہی بات انکے خیال میں آئی لشکر ہند کو بہت مال غنیمت کا ہاتھ آیا ہر شخص نے گویا گنج قارون پایا ہر ایک امیر ہوگیا صاحب جاگیر ہوگیا خسرو ہند خشاش و بشاش قلعے میں داخل ہوا سب غم والم دل سے زائل ہوا اور جشن شاہانہ ترتیب دیا محفل مبارکبادی اور نشاط کا سامان کیا ملک سابح اور اجروک خوارزمی دو پہلوان نامی کہ ہر ایک پیادہ لاکھ سوار کا مقابلہ کرتا تھا اپنی مدد کو لائے وہ بڑے دعوے اور شان و شوکت سے آئے ایک کا نام توہرا اس فیل دنداں تھا وہ بہت اپنے زور و قوت پر نازاں تھا اور دوسرے کو مغلوب فیل زور کہتے تھے اسکی ہیبت سے بڑے بڑے جوانمرد ہراساں رہتے تھے تین لاکھ سوار پھر نئے سرے سے جمع کر کے قلعے کے مقابل خیمہ زن ہوا ہجوم جوانان صف شکن ہوا

ادہم طبل جنگ بجوایا شور و غل سے ہنگامۂ قیامت دکھایا لندھور نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا سب اپنی فوج کو آمادۂ جنگ
و جدال کیا صبح کو دونوں جانب سے لشکر صف آرا ہوکے لڑنے پر مستعد و مہیا ہوے سب کے پہلے ہراس فیل زور نے میدان میں
آکر مبارز طلب کیا لندھور نے فیل میمونہ کو اسکے مقابل لاکر یوں رستمانہ جواب دیا کہ اے بہادر لا کیا ضرب رکھتا ہے دیکھوں
تو کیا فن حرب رکھتا ہے ہراس نے تیغہ زیر رکابی کہ چار سو من تبریزی وزن میں تھا میان سے لیکر لندھور کے سر پر مارا خسرو
نے اسکو بزور علم سپاہگری و قوت بازو رد کیا اسکا وار خالی دیا پھر شمشیر الماس دم غلاف سے نکالکر کہا کہ خبردار ہوجا او بزدے
ہوشیار ہوجا یہ نہ کہنا کہ غفلت میں مجھ کو مارا کہ حملہ کرنے کیوقت کیوں نہ للکارا یہ کہ وہ تیغ آبدار اسکے سر پر ماری جو سو ضرب پر
بھاری تھی ہر چند اس نے بھی سپر کو سر کی پناہ بنایا اس چوٹ سے اپنے کو بچایا لیکن شمشیر دست خسرو ہند ایسا نہ تھا کہ وار
خالی جاتا وہ اسکی ضرب کھاتا سپر کو مثل گردہ پنیر کاٹکر تلوار سینے میں جا اتری دم نہ لیا ایکدم میں اسکو بیدم کیا ہراس فیل زور
کتے کی موت مارا گیا اسی تلوار کے گھاٹ وہ بھی اتارا گیا بھائی نے اسکے جو اسکو گرتے دیکھا خون نے اسکی آنکھوں میں جوش کیا بھائی کے
غم نے اسے بیہوش کیا فوراً اپنے کرگدن کو دوڑا کر لندھور کے برابر آیا اس رنج سے بڑا پیچ و تاب کھایا اور کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا میرے
بھائی کو مارا اب میں تجھ کو کب جیتا چھوڑتا ہوں دیکھ تیری ہڈیوں کو کیسا توڑتا ہوں لندھور بولا کہ غم فرقت کھا میں تجھ کو بھی اسکے
پاس بھیجتا ہوں قعر جہنم میں بے وسواس بھیجتا ہوں لا کیا ضرب رکھتا ہے اسنے ایک ہاتھ خسرو کے لگایا خوب زور دکھایا خسرو
نے خالی دیکر وہی تلوار خون بھری ہوئی اسکی کمر میں جو لگائی مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا وہ صاف نکل آئی اجروک
ساریج نے اسکو مرا دیکھکر تین لاکھ سوار سے باگ اٹھائی سب فوج نے حملہ کرکے ایک قیامت مچائی ادھر سے لشکر ہند نے بھی مرکب
اٹھائے اسکے مقابلے میں آئے دوپہر کامل تلوار چلی اجروک ساریج نے دیکھا کہ فوج بہت لقمۂ نہنگ اجل ہوئی اور لشکر ہند غالب
ہے اب میدان میں ٹھہرنا نامناسب ہے ناچار طبل بازگشت بجوا کر بادل گریاں و جگر بریاں اپنی فرودگاہ پر آئے اس شکست کھانے سے
بہت شرمائے ملک لندھور شادیانے بجواتا ہوا اپنی بارگاہ میں داخل ہوا و دشمن پر فتح پانے سے بکمال سرور حاصل ہوا ملک ساریج
مغموم و محزون خیمہ محلسرا میں جو گیا تو دختر اسکی سبب دلگیری و حزن کا پوچھنے لگیں اور اسکی پریشانی دیکھکر بہت غمگین ہوئیں
بولا کہ لندھور کے ہاتھ سے جان بچتی نظر نہیں آتی کسی سردار کی طبیعت اسکے مقابلے کی جرأت نہیں پاتی جنگ دل میں اسطرح
شکست دی کیا تعریف کریں جیسی بہادری کی باوجودیکہ ہم چار بادشاہ ایک دل تھے مگر کچھ بن نہ آئی ہم سب نے ہزیمت فاش
اٹھائی تمام فوج درہم و برہم ہوئی دفعتاً تمام لشکر کی دلیری کم ہوئی اب جنگ دوم میں ایسے دو پہلوان مارے کہ فوج کا جی چھوٹ گیا
فتحیابی کا سہارا ٹوٹ گیا ہر چند میں نے تین لاکھ سوار سے جنگ مغلوبہ کی اور فوج کو بہت ترغیب دلاوری کی دی مگر کچھ سود نہ ہوا
ہرگز بہبود نہوا لاکھ آدمی سے زیادہ میرے لشکر کا مارا گیا اور گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا ہر صورت سے صدمہ اٹھایا سوائے اسکے کچھ چارہ
نہیں ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے اپنا خون کروں زہر کھا کر مروں اس بات کے سننے سے اسکی دختر نے بڑا غم کیا اور یہ جواب دیا کہ اگر
کہو تو میں لندھور کو باندھ لاؤں اپنی کاردانی دکھاؤں ساریج نے پوچھا کہ تجھ سے یہ کام کیونکر ہوگا ایسی بڑی مہم کا انجام کیونکر

ہو بیگا اُسنے کہا کہ اس سے تم کو کیا کام ہے آپ اجازت دیجیے پھر میری کارگزاری دیکھ لیجیے وہ بولا کہ اس سے کیا بہتر ہے تو اسکا ارادہ
کر وہ مجھے منظور ہے یہ مثل مشہور ہے اندھا کیا چاہے دو آنکھیں اُس تمام پارہ نے ایک خیمہ عالیشان مرغزار کے متصل ستادہ کر دیا
اور خوب آرائش کر کے لباس و زیور مرصع پہنکر اپنے تئیں رشک پری بنایا اور چار سو ماہرویان قمر طلعت کو اپنے ساتھ لیکر خیمہ
میں داخل ہوئی ایسا سامان دلفریب فراہم کیا کہ دیکھنے والوں کو ایک حیرت حاصل ہوئی محفل راگ و رنگ کی برپا کی اس
بزم عیش و طرب کو کمال زیب و رونق دی ملک لندھور نے دیکھا کہ غنیم ہزیمت اُٹھا کر شکستہ دل گوشۂ حرمان میں بیٹھا ہوا
ہے پس اوقات ضائع کرنا کیا ضرور ہے جب تک وہ طبل جنگ بجوائے خیمہ مقابلہ کو آئے شکار کھیلنے سے طبیعت کو بہلایا چاہیے
مزہ سیر بیابان کا اُٹھایا چاہیے سامان شکار ہمراہ لیکر مرغزار کیطرف روانہ ہوا قریب مرغزار کے ایک خیمہ عالیشان ستادہ
دیکھا اور اُسمیں پریرویان ماہ وش کا جمگھٹا آمادہ دیکھا لوگوں سے پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہے کون اسمیں جاگزیں ہے مرد ہے یا کوئی
پردہ نشین ہے معلوم ہوا کہ دختر ملک سارج کی سیر کو آئی ہے تفریحاً اس صحرا میں تشریف لائی ہے لندھور اُسکے دیدار کا
مشتاق ہو کر ایک پتھر پر کہ اُس سنگدل کے خیمے کے متصل پڑا ہوا تھا جا بیٹھا بامید نظارہ وہاں آبیٹھا اُس مکارہ کو چلمن سے
جو لندھور نظر آیا ایک نازنین کے ہاتھ جام شراب اُسکے پاس بھجوایا لندھور نے اس سے کہا کہ وہ مجھ کو کیا جانے میری صورت
وہ کیا پہچانے بولی کہ آپکو جس دن سے رزمگاہ میں دیکھا ہے اُس دن سے آپکے حسن و جمال پر فریفتہ ہوئی ہے ہزار جان سے شیفتہ
ہوئی ہے لندھور اور بھی مفتون ہوا اُسکی محبت میں مجنون ہوا اسمیں ایک نازنین دوسری آئی وہ یہ خوشخبری لائی کہ آپکو ملکہ صاحبہ
بلاتی ہیں جلد چلیے نہیں تو وہ خود لینے کو آتی ہیں لندھور خوش خوش خیمے میں گیا دیکھا کہ ایک معشوقہ چاردہ سالہ رشک خورشید
زیب و زینت کیے ہوے تخت پر بیٹھی شراب پی رہی ہے نشے میں چور ہے صورت و شکل میں رشک حور ہے اور کئی سو ماہرو
جسطرح سے گرد ماہ کے انجم فلک پر حلقہ زن ہیں وہ سب بھی خوبی و نزاکت میں مثل نسرین و نسترن ہیں اور رقاصان پری پیکر
و سرایندگان داؤد الحان سرگرم رقص و سرود خوب مزہ سے ناچ گا رہی ہیں اندر کے اکھاڑے کا سماں دکھا رہی ہیں لندھور
یہ صحبت دیکھ کر کمال محظوظ اور شادمان ہوا اور حیرت سے چاروں طرف نگراں ہوا اُسنے لندھور کو تخت پر اپنے پہلو میں بٹھایا گویا
اُسکو پھنسانیکے لیے ایک جال پھیلایا اور کئی جام مے گلگوں کے اپنے ہاتھ سے پلائے اور ہر جام میں ناز و کرشمہ معشوقانہ
اُسکو دکھائے لندھور ایسا نشۂ عشق میں سرشار ہوا کہ ازخود رفتہ و بے اختیار ہوا مطلق ہوش و حواس نہ رہا کچھ غیر و آشنا کا
پاس نہ رہا گلے میں ہاتھ ڈالکر کہنے لگا کہ اے جان لندھور میری بارگاہ میں چل کہ وہاں بہت آرام پائیگی بڑی راحت اُٹھائیگی
اس محتالہ نے کہا کہ اسوقت روز روشن ہے کل آ کر مجھے لیجاؤ تو میں چلونگی رات بھر تمہارے پاس رہونگی لندھور نے
قبول کیا اُس سے رات کے رہنے کا وعدہ لیا ہر چند دل اُٹھنے کو نہ چاہتا تھا مگر مجبور رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا اور
آرائش خیمہ کا کارگزاروں کو حکم فرمایا اور شب کا انتظار کرنے لگا اُسکی محبت کا دم بھرنے لگا آخر جب دن بسر ہوا اُسکا
دل اُسکے اشتیاق میں اور بھی مضطر ہوا شب کو لباس شب روی پہنکر اُس مکارہ کے پاس گیا اُسنے چند جام مے بہشتی کے

ایسے پلائے کہ لندھور بالکل بیہوش ہوگیا شراب کے نشہ میں مدہوش ہوگیا پہلے تو چاہا کہ باندھ کر اپنے باپ کے پاس بھیجدے تو وہ اُس سے اپنا انتقام بخوبی لے لیکن مقلب القلوب نے اُسکے قلب کو پھیر دیا کہ اُسنے یہ نہ کیا مگر ایک صندوق میں لندھور کو بند کرکے دریائے شور میں کہ وہاں سے متصل تھا ڈالدیا اور اپنے باپ سے جاکر یہ حال بیان کیا کہ میں نے تمہارے حریف کو مار کر دریا میں پھکوا دیا اُس تمہارے دشمن سے تمہارا بدلا اسطرح لیا وہ ملعون اُس ملعونہ سے بہت خوش ہوا اُسکی بہت سی تعریف کی اور شاباش دی اور اُسیدم طبل بجوایا اور سامان جنگ جدال کا خوب مہیا فرمایا صبح کو جب دونوں لشکر صف آرا ہوئے لشکر ہند نے جو ملک لندھور کو نہ دیکھا چھوٹے سے بڑے تک سب کی کمر ٹوٹ گئی سب کی جرأت چھوٹ گئی ساریج نے جنگ مغلوبہ کرکے بہت سے مسلمانوں کو شہید کیا جیپور نے دیکھا کہ فوج بسبب نہ ہونے لندھور کے شکستہ دل ہے اب فتحیاب ہونا سخت مشکل ہے اور حریف غالب ہے اپنی ناموری کا طالب ہے طبل بازگشت بجوا کر بدستور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا اور لندھور کے حال کا سراغ لیا لندھور کا حال سنیے کہ صندوق موجوں کے طمانچے کھاتا ہوا بہتا چلا جاتا تھا کبھی ادھر کبھی اودھر موج کے تھپیڑے کھاتا تھا اتفاقاً ایک سوداگر کا جہاز سندھ سے آتا تھا اُسکے متصل پہونچا جہازیوں نے صندوق کو نکالکر بے کھولے ہوئے تاجر کے ہاتھ بیچ ڈالا اس سوداگر بے عقل نے جھٹ پٹ مول لیلیا نہ دیکھا نہ بھالا بعد خریدنے کے صندوق کو کھولا تو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل بیہوش پڑا ہے بے حس و حرکت خاموش پڑا ہے سوداگر کو کمال ترس در رحم آیا اور صندوق سے نکالکر اُسکو پلنگ پر لٹایا اور بیہوشی کا اتارا دیا اُسکو ہوشیار کیا لندھور نے آنکھیں کھولکر دیکھا تو نہ وہ خیمہ ہے نہ وہ معشوقہ ہے جہاز میں پلنگ پر لیٹا ہوا ہوں بہت سے کپڑوں میں لپٹا ہوا ہوں متحیر ہوکر پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ کون جگہ ہے میں یہاں کیونکر آیا اور مجھکو اس جہاز میں کون لایا سوداگر نے کہا کہ میں سوداگر ہوں سندھ سے آتا ہوں مال تجارت بیچنے کے واسطے لیے جاتا ہوں آپ صندوق میں بہے چلے جاتے تھے جہازیوں نے صندوق کو نکالا اُنسے میں نے لیکر کھولا تو آپ کو بیہوش دیکھا پلنگ پر لٹا کے اُتار بیہوشی کا دیا یہ احسان میں نے تمہارے ساتھ کیا الحمد للہ کہ آپ ہوش میں آئے ہم نے آپ کے دیکھنے سے بہت حظ اُٹھائے آپ اپنا احوال فرمائیے کہ آپ کون ہیں اور آپکا حال کیا ہے آپ پر یہ حادثہ کیونکر پڑا ہے خسرو نے اپنا نام و نسب جو ظاہر کیا اُسکو اپنے حال سے ماہر کیا تاجر بھی مرد مسلمان تھا صاحب ایمان تھا لندھور کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں آپکو انشاء اللہ تعالےٰ بخوبی تمام سراندیپ پہونچا دونگا اور آپکی ہر طرح کی خبر گیری کرونگا لندھور نے پوچھا کہ تم اب کہاں جاؤگے وہاں سے کب پھر کر آؤگے سوداگر نے کہا میں ملک منڈو کو جاؤنگا اُس شہر میں چند روز آرام کرونگا بارے کئی دن میں جہاز ملک مانڈو پہونچا سوداگر نے جہاز کو لنگر دیا اور شہر میں جاکر قیام کیا ایک دن خسرو ہند بازار کی سیر کو نکلا ناگاہ اُسی طرف کو گذر ہوا جہاں وہ کمان اور توڑہ اشرفیوں کا رکھا تھا اور ایک دستہ سپاہیوں کا اُسکی حفاظت کر رہا تھا نگہبانوں سے پوچھا کہ یہ کمان کسکی ہے اور یہاں کیوں رکھی ہے وہ بولے کہ یہ کمان بہرام کی ہے جو کوئی اس کمان کو کھینچیگا وہ یہ توڑا اشرفیوں کا پائیگا اور اپنے تئیں نامور بنائیگا لندھور بہرام کا نام سنکے بہت اپنے

دلمیں خوش ہوا اسکی طبیعت نے تسکین پائی دلمیں مسرت آئی نگہبانوں سے کہا کہ بہرام جسکا نام ہے وہ میرا غلام ہے
بھاگا ہوا ہے شکر ہے کہ آج اسکا پتہ نشان پایا نام اسکا سننے میں آیا یہ کہکر کان کو اٹھا کر چند بار تقلاب کئے خوب تہ دیکے زر اشرفیاں
لیکر اُسی جا غریبوں کو لٹا دیں وہیں پر مساکین کو تقسیم کیں نگہبانوں نے یہ خبر بہرام کو پہونچائی سب کیفیت اُسکو مفصل سنائی بہرام
نے یہ تقریر سنکر کہ بہرام میرا غلام ہے بہت خیرہ ہو کے حکم دیا او کئی شخصوں کو مقرر کیا کہ اسکو جلد میرے پاس لے آؤ مطلق سہل یہ نہ لگاؤ
وہ لوگ چند قدم گئے ہونگے کہ خسرو کو آتے دیکھ کر اُس جا سے پلٹ کے بہرام کو خبر دی فوراً اطلاع کی کہ وہ شخص خود چلا آتا ہے آپکا
اقبال خود اسکو کھینچے لاتا ہے بہرام نے بارگاہ سے نکلکر تھوڑی دور گھر سے چلکر جو دیکھا بے اختیار دوڑکر قدموں پر سر جھکایا کمال عاجزی
او فروتنی سے پیش آیا خسرو نے اُسکے سر کو چھاتی سے لگایا بہت پیار سے پیشانی پر بوسہ دیا اور دونوں خوشی کے مارے بیہوش
ہوگئے نشہ محبت سے مدہوش ہوگئے ملک شعیب یہ خبر سنکر اپنی بارگاہ سے نکل آیا دونوں کا حال ملاحظہ فرمایا اُنکے چہرے پر عرق بید مشک
اور گلاب چھڑکا جب وہ ہوش میں آئے اور ہوش و حواس پائے ملک شعیب مستفسر کیفیت ہوا بہرام نے اُس دن تک اپنا حسب و نسب
ملک شعیب سے چھپایا تھا اور اپنا حال کچھ زبان پر نہ لایا تھا مگر اُسوقت اپنا اور خسرو کا حال مفصل بیان کیا اُس راز نہاں کو عیاں کیا
ملک شعیب نے خسرو کا نام سنتے ہی خسرو کے قدم چومے اور بارگاہ میں لاکر خسرو کو تخت پر بٹھلایا بہت سا اعزاز و اکرام فرمایا اور
آپ باادب ایک کرسی بیٹھا اور اُسیوقت جشن شاہانہ ترتیب دیا اور محفل طرب کی تیاری کا تاکید تمام حکم دیا ایک ہفتہ تک لشکر جلد
جشن میں مشغول رہا جو سامان عیش و نشاط چاہیے وہ سب حصول رہا بعد ازاں لشکر جمع کرکے بہرام کو اپنے ساتھ لیکر کمال فرحت و مسرت
سراندیپ کی طرف روانہ ہوا ہمراہ سب ضروری کارخانہ ہوا

داستان احوال میں صاحبقران گیتی ستان زلزلۂ قاف کوچک سلیمان امیر حمزہ عالیشان کے

داستان سرایان افسانہ کہن سخن سنج ہیں کہ جب سال تمامی پر آیا اور ایام حمل نے اختتام پایا آسمان پری کے بطن سے ایک لڑکی
آفتاب کی صورت پیدا ہوئی اُسکے حسن و جمال پر سب کی طبیعت شیدا ہوئی بادشاہ تو بہت خوش ہوا لیکن صاحبقران لڑکی
کے پیدا ہونے سے کمال ناخوش ہوئے اپنے دلمیں بہت مشوش ہوئے بادشاہ نے معلوم کیا کہ صاحبقران کو دختر کے پیدا ہونیکے
سبب سے ملال ہوا انکو رنج کمال ہوا خلعت سلیمانی دیکر کہا کہ یا امیر یہ خدا کی تقدیر ہے اسمیں کیا کسی کی تقصیر ہے آپکے ملول ہونے کا
مقام نہیں یہ عقلمندوں کا کام نہیں عبدالرحمن نے کہا یا صاحبقران یہ لڑکی ایسی زور آور صاحب نصیب ہوگی کہ تمام دیوان کوہ
قاف کو زیر کریگی اور صاحبقران قاف کہلائیگی تمام پرستان میں بڑا رتبہ پائیگی ملال امیر کا یہ بات سنکر دور ہوا طبیعت کو
حاصل سرور ہوا بادشاہ نے کئی مہینے تک تو اُسی کے پیدا ہونیکا جشن کیا محتاجوں فقیروں مساکین کو بہت سا زر و نقد و اسباب تقسیم
کا دیا جب وہ لڑکی شش ماہہ ہوئی صاحبقران نے ایکدن بادشاہ سے کہا کہ آپنے جو کچھ فرمایا میں وہ بجا لایا اب مجھ کو پردۂ دنیا پر
پہونچوا دیجیے اپنے وعدے کو وفا کیجیے بادشاہ نے کہا یا صاحبقران نفس الامر میں بہت احسانمند ہوں اور تمہارے صفات و

حالات سے خرسند ہوں اب مجھ کو تمھارے رخصت کرنے میں کچھ عذر نہیں ہے اور تمھاری خاطرداری ہر طرح سے میرے دلنشین ہے لیکن قلعہ سیمین میں جو قاف کے جانب شمال ہے اسکا یہ حال ہے کہ **خرچال و خرپال** نامے دو دیو دس ہزار دیو کی جمعیت سے قیام پذیر ہیں وہ دونوں بڑے سرکش اور شریر ہیں اور وہ قلعہ میرا موروثی ہے اگر مناسب جانیے اور میری التماس کو مانیے تو انکو مار کر قلعہ کو خالی کر دے جائیے اتنی تکلیف ورا اُٹھائیے اور نہیں تو جیسی آپکی مرضی ہم آپکی خوشی کے خواہاں ہیں کہ زیر بار احسان ہیں امیر نے کہا بہر حال میں آپکا تابع فرمان اور دوست صادق بدل و جان ہوں بسم اللہ سواری منگوائیے میرے جانے کی تیاری فرمائیے کہ اسطرف جاؤں اُس ناپاک کو بھی ٹھکانے لگاؤں بادشاہ نے تخت منگوا کر امیر کو سوار کروایا اور سامان سفر کا جیسا کہ چاہیے تیار فرمایا اور دس ہزار نرہ دیو کو ہمراہ کیا اور انکو صاحبقراں کی تابعداری کا حکم دیا صاحبقراں وہاں سے رواں ہوئے وہ سب دیو انکے تابع فرمان ہوئے جب پانچ کوس قلعہ سیمین باقی رہا امیر ایک میدان وسیع دیکھ کر تخت سے اُتر پڑے اور دیوؤں سے کہا کہ یہاں ٹھہرنا ہمارے نزدیک بہتر ہے کہ یہ میدان لڑنے کیواسطے خوب تر ہے یہ خبر خرپال و خرچال کو بھی پہونچی وہ دونوں قتال پر آمادہ ہوئے بیس ہزار دیو ہمراہ لیکر امیر کے لشکر کے سامنے صف آرا ہوئے امیر نے فوج کا پرا باندھا دیکھا کہ دو دیو صف لشکر سے نکلکر علیحدہ کھڑے ہوئے ہیں مگر عجیب الخلقت ہیں صورتیں انکی پر ہیبت ہیں ایک کے تو کان گدھے کے دوسرے کی صورت بالکل مانند خر ہے کہ دیکھنے والا اس شکل کے دیکھنے سے متحیر ہے معلوم کیا یہی دونوں سردار ہیں اسمیں پہلے خرچال دار شمشاد لیے ہوئے امیر کے سامنے آکر للکارا اور بآواز بلند پکارا کہ کشندہ **عفریت** و قاتل اہرمن کہاں ہے میرے سامنے آئے مجھ کو اپنی بہادری دکھائے کہ میں دیوان قاف کا بدلا لوں ایک ہی وار میں اُسکو قتل کر دوں امیر نے اُسکے سامنے جا کر فرمایا کہ لا کیا ضرب رکھتا ہے میرے نزدیک آ مجھ کو اپنی جرأت دکھا وہ دیو قہقہہ مار کے بولا کہ تیرا اتنا سا قد ہے میں پہلے تجھ پر کیا حربہ کروں تجھ سے آدم زاد حقیر پر پہلے حربہ کر کے لوگوں کے سامنے ذلیل ہوں امیر نے کہا کہ اسی کوتاہ قامت پر اہرمن و **عفریت** سے کشیدہ قامت کو میں نے پست کیا ہے خواب عدم میں سرمست کیا ہے اور اگر پہلے تو حربہ نہ کریگا تو تیرے دلکا ارمان تیرے دل ہی میں رہجائیگا حسرت کے ساتھ جہنم میں ٹھکانا پائیگا کہ میں تیری جان کا ملک الموت ہوں تیری اجل میری شمشیر میں ہے یہی بات تیری تقدیر میں ہے تب تو جھنجھلا کر اُسنے دار شمشاد سے امیر پر حربہ کیا امیر نے اُسکے وار کو خالی دیا اور ایک ہاتھ **عقرب سلیمانی** کا اس صفائی سے مارا کہ وہ دیو مع دار شمشاد چار ٹکڑے ہو گیا بستر مرگ پر سو گیا **خرپال** اپنے بھائی کو موا دیکھ کر گرز نکالا لیکر امیر پر دوڑا آتے ہی امیر پر ایک ہاتھ چھوڑا امیر نے اُسکے زنگالہ کو رد کر کے اُسکا کمر بند پکڑ کے دے مارا اور خنجر نکالکر چاہا کہ اُسکو بھی قتل کریں اُسکے بھائی کے پاس اُسکی بھی لاش دھریں **خرپال** نے کہا یا صاحبقراں اگر مجھ کو نہ مارو تو اپنی زندگی تک تمھاری اطاعت کرونگا کبھی تمھاری اطاعت سے قدم باہر نہ دھرونگا صاحبقراں قول لیکر اُسکے سینے سے اُتر آئے اور یہ سخن زبان پر لائے کہ اے **خرپال** تو مجھ کو دنیا میں پہونچا دیگا یہ کام اپنے ذمہ لیگا وہ بولا کہ بسر و چشم لیکن چندے قلعہ سیمین میں چلکے استراحت کیجیے تھوڑے روزوں اپنی جان کو اس سفر کی تکلیف سے آرام دیجیے پھر جہاں فرمائیے گا پہونچا دونگا جو حکم کیجیے گا وہی کرونگا امیر چار دیو فتح کی خبر دینے کو بادشاہ کے پاس بھیج کے آپ قلعہ سیمین میں تشریف فرما ہوئے کمال جاہ و حشم سے رونق افزا ہوئے ایک باغ بہت دلکش و فرحت افزا تھا امیر نے

اُسکی نہر میں غسل کیا غوطہ لگایا اپنے جسم کو خوب طاہر فرمایا اور تلوار میں جو خون لگا ہوا تھا اُسی نہر کے پانی سے دھویا اُس دھبے کو بھی
کھویا اور بارہ دری میں جا کر تخت پر بیٹھے اور کسی قدر میوہ کھایا اُس باغ کے میوہ ہائے عجیب سے حظ اُٹھایا کہ سستی جو معلوم ہوئی تخت
پر پاؤں لمبے کرکے سو رہے نیند میں غافل ہو رہے خرپال نے دیکھا کہ صاحبقران غفلت میں ہیں اب اُنکا مار ڈالنا نہایت آسان ہے
عقرب سلیمانی کو امیر کے پہلو سے اُٹھایا اور میان سے کھینچکر امیر پر ایک ہاتھ لگایا لیکن مثل مشہور ہے کہ جسے خدا نہ مارے اسکو
کون مارے وہ تلوار محراب پر لگی اور اتفاقاً امیر نے بھی اُسوقت کروٹ بدلی خرپال نے جانا کہ صاحبقران جاگا تلوار میان میں کرکے
امیر کی ہیبت سے بھاگا امیر جب جاگے تو دیکھا کہ کوئی متنفس نہیں اور عقرب سلیمانی بھی نظر نہیں آتی یہ کیا کیفیت تو کچھ اور ہی پائی
جاتی ہے کمال مشوش ہوئے دیووں سے بلا کر پوچھا کہ خرپال کہاں ہے وہ خرد جال کہاں ہے عرض کی کہ بیابان مینا میں ہے لیکن
وہاں کوئی دیو جا نہیں سکتا ہے اُسکے پاس کوئی راہ پا نہیں سکتا ہر چند امیر نے سب دیووں سے کہا کہ مجھ کو بیابان مینا میں پہونچا دو
مجھ کو وہاں کا راستہ بتا دو لیکن کسی نے قبول نکیا اُس قلعہ کا نشان نہ دیا تب تو امیر نے سب دیوؤنکو رخصت کیا اور آپ تنہا پیادہ دیا توکلا
علی اللہ اُس قلعہ کیطرف تنہا چلے ساتویں دن بیابان مینا میں پہونچے دیکھیں تو ایک پہاڑ ہے کہ جسکی بلندی کی نہایت نہیں اُسپر چڑھنے کی کسی
میں طاقت نہیں اُسکے پتھروں کا رنگ پکھراج کے مانند زرد ہے آسمان کی رنگت جسکے سامنے گرد ہے اور اُسپر سبزی قدرتی اس وضع سے قائم
ہوئی ہے کہ گویا مینا ہے صانع بیچون نے اپنی صنعت کاملہ سے اُسکو رنگ سبز دیا ہے اور اُس کوہ کے نیچے کوسوں تک زعفران زار ہے اُسکی بھی
طرفہ بہار ہے اور درمیان میں اُس زعفران زار کے ایک چبوترہ بلور کا ہے اسکی صفائی پر ایک عالم نور کا ہے اُسپر خرپال بے خبر مثل بخت
اپنے کے سوتا ہے اور بغل میں عقرب سلیمانی رکھی ہوئی ہے گویا اُسکی موت کی نشانی رکھی ہوئی ہے پہلے تو صاحبقران نے عقرب سلیمانی
کو اپنے قبضے میں کیا جھٹ پٹ اُسکو اُٹھالیا بعد ازاں ایک نعرہ ایسا کیا کہ کوہ لرز گیا اور خرپال جاگ کر بید کیطرح کانپنے لگا اور چاہا
کہ بھاگ جائے صاحبقران کے ہاتھ سے اپنی جان بچائے صاحبقران نے قدم بڑھا کر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا اُسکی کمر پر
ایسا مارا کہ چنار سال خوردہ کیطرح دو ٹکڑے ہو زمین پر آیا جان بحق ہو گئی روح فنا ہو گئی صاحبقران اُسکو مار کر اُسی چبوترہ پر
تلوار کا تکیہ لگا کے بیٹھے اُس مردود کو جہنم واصل کرکے اطمینان سے آگے بیٹھے اُدھر دیووں نے جو کیفیت دیکھی سُنی تھی جا کر بادشاہ
پریان کی اس تمام حال سے مفصل اطلاع دی بادشاہ نے بیتاب ہو کر خواجہ عبدالرحمن سے کہا کہ جلد صاحبقران کی خبر لینا چاہیے
اب اُنکی ضرور مدد کیا چاہیے ایسا ایسا سنا ہے دیو جو اُنکے پاس سے آئے ہیں اُنھوں نے کہا ہے خواجہ سوار ہو کر روانہ ہوئے کئی
دن میں تلاش کرکے بیابان مینا میں پہونچے جستجو کرتے کرتے آخر اُس صحرا میں پہونچے دیکھیں تو لاش خرپال کی دو ٹکڑے
پڑی ہے صاحبقران نے ایسی تلوار جڑی ہے امیر کو سلام کیا بادشاہ کا پیام دیا اور دست و بازو کو بوسہ دیکر تخت پر
اپنے ساتھ بٹھلا کے گلستان ارم میں آئے نہایت اعزاز و اکرام سے بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے صاحبقران کو
چھاتی سے لگایا کمال التفات فرمایا اور کہا کہ چھ مہینے کے بعد میں خواہ مخواہ تم کو پردۂ دنیا پر بھیجدوں گا تم کو اچھی طرح سے
رخصت کرونگا امیر محلسرا میں گئے اور دن گننے لگے بادشاہ کے وعدے پر صبر کیا اپنے نفس پر جبر کیا

داستان شاہ عیاران روزگار خواجہ عمرو نامدار و ہرمز و فرامرز کی لڑ

راویان عیار پیشہ یوں تحریر کرتے ہیں کہ ہر گاہ قلعہ نیستان میں بھی آذوقہ ہو چکا عمرو متردد ہوا کہ اب کیا کیا چاہیے کسی تدبیر سے کچھ غلہ وغیرہ مہیا کیا چاہیے خسرو نیستانی سے پوچھا کہ یہاں سے نزدیک کوئی اور بھی قلعہ ہے کہ چندے ان کافروں کے ہاتھ سے اسمیں امان لوں اپنے ساتھ والوں کے بچانے کی کوئی تدبیر کروں خسرو نیستانی نے کہا یہاں سے بارہ فرسنگ پر ایک قلعہ ہے اسکو رہتاس گڈھ کہتے ہیں وہ اہل قلعہ سب سے بیخوف رہتے ہیں نہایت مستحکم ہے میری دانست میں ایسی مضبوطی کا قلعہ کم ہے اس قلعہ کو اگر کوئی لڑکر لیا چاہے تو محض محال ہے تیرا خام خیال ہے اور دو شخص وہاں کے حاکم ہیں ایک کا نام طہمورث شاہ ہے اور دوسرے کو ثابت شاہ کہتے ہیں ان دونوں کو لوگ بہت صاحب حشمت وجاہ کہتے ہیں عمرو نے مقبل وفادار سے کہا کہ تم قلعے سے خبردار رہنا میں قلعہ رہتاس کے لینے کی فکر میں جاتا ہوں اس قلعے کی تسخیر کا کوئی ڈھب لگاتا ہوں یہ کہکر پوشاک شاہانہ اُتار لباس عیاری پہن سلاح کمر سے لگا قلعے سے نکلکر روانہ ہوا تھوڑے عرصہ میں رہتاس گڈھ پہونچا کئی بار حصار کی گرد آوری کی لیکن قلعے میں جانیکا کوئی لگاؤ نہ پایا راستہ اندر جانیکا نظر نہ آیا ناچار ہوکے وہاں سے پھرکے قلعے کے سامنے ایک ٹیکرے پر بیٹھ کر قلعے میں جانے کی فکر کرنے لگا کہ کس تدبیر سے قلعے میں جاؤں اور اسمیں دخل پاؤں ایک ساعت کے بعد ایک گھسیارہ ٹٹو پر سوار جالی کھرپا کمر میں کھونسے قلعے سے باہر آیا عیار نے یہ نقشہ جمایا کہ ایک درویش کی صورت بنکے پیچھے پیچھے اُسکے چلا گیا کچھ اُس سے بات نکی اپنے مطلب سے اسکو خبر نہ دی جب وہ کوس کے قریب وہ جاکر ایک میدان میں ٹٹو سے اُتر کر گھاس چھیلنے لگا عمرو نے پیچھے سے اُس سے عشق اللہ کہا اور خاموش ہورہا وہ سلام کرکے بولا شاہ صاحب کہاں سے آپ آتے ہیں کس کام کیلیے سفر کی تکلیف اٹھاتے ہیں عمرو نے کہا کہ تجھ کو اس بات سے کیا کام ہے ہمکو اسی رنج میں راحت و آرام ہے جسکے پاس خدا کا حکم ہوتا ہے اُسکے پاس ہم جاتے ہیں اُسکو اپنے معبود کا حکم سناتے ہیں چنانچہ تیرے اوپر خدا نے کرم کیا کہ ہم کو تیرے پاس آنیکا فرمان دیا ہم آکر موجود ہوئے سب حاصل اب تیرے مقصود ہوے یہ کہکر دو خرمے جھولی سے نکالکر اُسکو دیے تر و تازہ اُسکو عنایت کیے اور فرمایا کہ بسم اللہ کرکے اُسکو کھا اسکے مزے سے ایک کیفیت اٹھا وہ سادہ لوح خرمے عمرو سے لیکر کھا گیا دو گھڑی کے بعد پینک میں آیا ان چھوہاروں کا کھانا اپنا رنگ لایا عمرو نے اور بھی دارو بیہوشی اُسکے دماغ میں پھونکدی کہ تین چار دن تک سر نہ اُٹھائے بالکل مدہوش پڑا رہے اور گھانس کے ڈھیر میں اُسکو چھپا دیا اس بیچارے کا تو یہ حال کیا اور اُسکی صورت بنکر جالی کھرپا کمر میں کھونس ٹٹو پر سوار ہوکر قلعہ کیطرف چلا جب دروازے پر پہونچا تھر تھر کانپنے لگا تھکے ماندوں کیطرح ہانپنے لگا دربان نے اُسکو دیکھ کر قلعہ کا دروازہ کھولدیا اندر جانے سے کچھ تعرض نہ کیا عمرو نے ٹٹو کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی کہ ٹٹو قدیم ہے البتہ گھر پہچانتا ہوگا اپنا مقام خوب جانتا ہوگا چنانچہ وہ ٹٹو گھسیاروں کے محلے میں جاکر ایک جھونپڑے کے آگے کھڑا ہو گیا عمرو نے ٹٹو پر سے اپنے کو گرایا بیچاروں کی صورت بنایا اور تھر تھر کانپنے لگا جورو اس گھسیارے کی

جھونپڑی سے نکلکر پوچھنے لگی کہ منوا کے باپ کچھ تو نے تو کھلایا کیا بھیا عمرو بولا کہ جاڑا چڑھا ہے وہ عمرو کو اٹھا کر اپنی جھونپڑی میں لے گئی اور
بوسیدہ پرٹا کے ہاتھ پاؤں دبانے لگی اسکا حال دیکھ کر پیچ و تاب کھانے لگی عمرو نے دن کو تو سوکے کاٹا جب شام ہوئی پیچ کا اوگرا بنوا کر
کھلایا کھا پی کر زنار وپ لایا یعنی نصف شب گذرے لباس شہری پہنکے اس جھونپڑے سے نکلکر چوکیداروں سے بچتا بچاتا زیر دیوار
قصر طہمورث شاہ پہونچا اور کمند کے ذریعہ سے محل میں داخل ہوا بالا دری میں پہونچکر مطلب اسکا حاصل ہوا دیکھا کہ ایک پلنگ
لاجوردی پر طہمورث شاہ دوشالا اوڑھے پڑا سوتا ہے سچ ہے کہ سوتا اور مردہ برابر ہوتا ہے اور چند شمعیں روشن ہیں عمرو نے شمعوں
کو گل کیا ایک بتی عیاری کیواسطے روشن رکھی اور متصل اسکے جاکر دوشالہ کا آنچل جو منھ پہ تھا اٹھایا طہمورث شاہ نے عمرو
کا ہاتھ پکڑ لیا اپنا جسم اسکو چھونے نہ دیا چونکہ عمرو ہمیشہ بیگہ مجرب تعویذیں پہنے رہتا تھا ایسے موقع کے لیے وہ اپنی تکلیف سہتا تھا
ہاتھ کھینچتے ہی طہمورث شاہ کے ہاتھ میں بیگہ رہگیا اور عمرو کا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکل گیا عمرو دس قدم ہٹکر کھڑا ہوا طہمورث
شاہ نے کہا کہ خواجہ عمرو مجھ سے تم کچھ وسواس نہ کرو شوق سے میرے پاس آؤ کسی طرح کا خوف و خطرہ میری طرف سے اپنے دلمیں نہ لاؤ
مجھکو ابھی خواب میں حضرت ابراہیمؑ نے مسلمان کرکے تمھارے آنیکی خبر دی تھی مجھکو اس حال سے اطلاع کی تھی واللہ میں کیا جانوں کہ
تمھارا نام عمرو ہے تمھیں اپنے دلمیں غور کرو کہ تم کو کوئی اس صورت پر پہچان سکتا ہے بغیر بتلائے تمھارا نام بھلا جان سکتا ہے عمرو اسکے
پاس گیا اسنے بغلگیر ہوکر کہا کہ جو حکم ہو بجا لاؤں آپکی خدمت گذاری سے سعادت پاؤں عمرو نے ابتدا سے انتہا تک کیفیت اس سے
کہہ سنائی سب حقیقت اسکو مفصل بتلائی اسنے کہا کہ اس قلعہ کو تم اپنا جانو میرا کہنا سچ مانو بسم اللہ جہز نگار کو اور لشکر کو اپنے لاؤ
یہاں بیٹھکے قیام فرماؤ جسقدر رات باقی تھی باتونمیں کٹ گئی صبح کو طہمورث شاہ نے اپنے توابعین سے کہا کہ میں مسلمان ہوا اللہ
نے مجھکو ہدایت کی کہ مجھکو مشرف باسلام کیا کتنی بڑی عنایت کی یہ قلعہ میں نے خواجہ عمرو کو دیا اس قلعہ کا اسکو بجمیع الوجوہ مالک کیا
خبردار خبردار جسوقت لشکر عمرو کا آئے کوئی اسکو روکنے کی مجال نہ پائے بلا عذر دروازہ کھولدیجیو کچھ تعرض نہ کیجیو عمرو تو رخصت ہوکر
خوشی خوشی قلعہ نیستاں میں آیا اپنے ہمراہیونکو یہ سب قصہ سنایا اور سواریونمیں ملکہ وغیرہ کو سوار کرکے مع لشکر سرنگ کی راہ سے
قلعہ کے باہر نکلکر قلعہ رہتاس کیطرف روانہ ہوا مگر طہمورث شاہ کے اسلام لانیکا ہر لب پر فسانہ ہوا ثابت شاہ نے شمیم
وزیر سے حقیقت حال سنکر طہمورث شاہ کو قتل کیا اسکو مسلمان ہونے کے الزام میں تہ تیغ کیا اور آپ مع شمیم دروازے
پر جاکے عمرو کا منتظر بیٹھا عمرو کے مارنے پر کمر باندھ کر بیٹھا عمرو اس حال سے بیخبر لشکر و سواریاں زنانہ بہمیت قلعے کے متصل
آیا اور دروازہ قلعہ کا کھلوانے کیواسطے چند قدم سب سے پہلے بڑھ آیا جب قلعہ کی خاک ریز پر پہونچا فصیل پر سے مار پڑنے لگی
برچھیوں تلواروں کی بوچھار پڑنے لگی عمرو نے دربانوں سے کہا کہ میں عمرو ہوں مجھکو اندر جانیکی طہمورث شاہ نے اجازت
دی ہے میرے ساتھ موافقت کی ہے شمیم نے پکار کر کہا کہ اے دستار بان زادے یہاں بھی فریب دینے کو آیا ہے میرے ساتھ بھی دغا بازی
کا جال پھیلایا ہے طہمورث شاہ تو تجھ سے فریب کھا کر جان سے مارا گیا سر اسکا بخنجر تیز گردن سے اتارا گیا خبردار اگر آگے قدم
بڑھایا تو تو جانیگا ابھی تو بھی قتل ہوگا اگر میرا کہنا نہ مانیگا عمرو سخت متردد ہوا کہ قلعہ سابق بھی ہاتھ سے گیا اور یہ بھی ہاتھ نہ آیا گردن

نیا شعبدہ پیش لایا اگر ابھی ہرمز و فرامرز پیچھا کرتے ہیں تو اتنے دنوں کی محنت و مشقت مفت برباد ہوتی ہے دشمنوں کی طبیعت شاد ہوتی ہے مگر ناچار سوائے اسکے کچھ بن نہ آیا اور کسی بات کا موقع نہ پایا بیچ میں خیمہ مہر نگار کا استادہ کیا اور پہرا پیدا نکو مہر نگار کی حفاظت پر آمادہ کیا دوسرے دن شمیم نے ثابت شاہ سے کہا کہ ایک نامہ لکھکر ہرمز و فرامرز کو اس حقیقت سے مطلع کیجیے انکو اس بات کی اطلاع دیجیے اگر ابھی وہ اپنا لشکر لیکر آتے ہیں تو ہم اور وہ دونوں ملکر بے شبہہ فتح پاتے ہیں اور عمرو مارا جاتا ہے سب لشکر اسکا ہزیمت کھاتا ہے اور مہر نگار انکے ہاتھ آتی ہے طبیعت انکی اس مخمصے سے فرصت پاتی ہے ثابت شاہ نے رائے شمیم کی بہت پسند کی اور اسیوقت نامہ لکھ کر مہتر صیاد نامے عیار کو دیا اور یہ حکم بتاکید کہا کہ جلد ہرمز پاس جا اسکا جواب لا اتفاقاً صیاد طہمورث شاہ کے عیاروں کا مہتر تھا بات چیت عیاری میں سب سے بہتر تھا اور طہمورث شاہ نے چھوٹا سا لیکر اسکو پالا تھا اور تربیت کیا تھا گویا اپنی فرزندی میں لیا تھا پس جیدن سے کہ طہمورث شاہ مارا گیا تھا صیاد لہو کے گھونٹ پی پی کر رہتا تھا مگر ثابت شاہ کے خوف سے اپنا غم دل کسی سے نہ کہتا تھا وہ نامہ کو عمرو کے پاس لیے چلا آیا بے تکلف عمرو کو دکھایا عمرو نے اس نامے کو پڑھکر صیاد کو گلے سے لگایا اور بہت لطف فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں ثابت شاہ کو مار کے تجھ کو اس قلعہ کا بادشاہ کرونگا اور اسکی حکومت بالکل تجھے دونگا عمرو نے ہرمز و فرامرز کی طرف سے اس نامہ کا جواب لکھا بہت شتاب لکھا کہ اے ثابت شاہ تو نے بڑا کام کیا کہ ایسی دلخواہ خبر دی ہمپر بڑی مہربانی کی اسکے صلے میں نوشیرواں کے آگے تیری بڑی قدر و منزلت ہوگی سب سے زیادہ عزت ہوگی اور چونکہ عمرو ایک ہی پرکار عیار ہے اپنے کام میں بڑا ہوشیار ہے اسواسطے کتارہ کابلی کو ہم بھیجتے ہیں کہ ہمارے پہنچنے تک قلعہ کی محافظت کرے ہر طرح کی معاونت کرے اور مہر شاہزادونکی جعلی ثبت کرکے اسکو خریطہ شاہانہ کیطرح آرایش دی اور اپنی صورت کتارہ کابلی کی سی بناکر صیاد کیساتھ قلعے میں گیا اور ثابت شاہ کو جواب نامہ کا دیا اور کچھ حال زبانی بھی عرض کیا ثابت شاہ نے کتارۂ کابلی کو صیاد سے پوچھا کہ کون ہے اور تیرے ساتھ کیوں آیا ہے تو اپنے ساتھ اسکو کسواسطے لایا ہے صیاد نے کہا یہ شاہزادوں کے عیارونکا مہتر ہے سب عیارونکا افسر ہے اور شاہزادگان کابل کا بھانجا ہے اور کتارہ کابلی اسکا نام ہے بہت صاحب عزاز و اکرام ہے ثابت شاہ نے اُسے گلے سے لگایا بڑی حرمت سے اپنے پاس بٹھلایا اور بہت تکلف سے اُسکی ضیافت کی جیسی چاہیے ویسی عزت کی جب رات ہوئی عمرو نے کہا کہ مجھ سے شاہزادوں نے بہ تقید فرمایا ہے اور بتاکید تمام یہ حکم سنایا ہے کہ نگہبانی قلعے کی تو آپ کرنا پس دروازے میں آپکے بیٹھونگا رات کی رات نگہبانی کرونگا باقی کل تو خود شاہزادے ہی دونکے مع فوج و لشکر تشریف لائینگے یہ کہکر صیاد کو ساتھ لیا اور قلعے کے دروازے پر جاکے قیام کیا جب وہ رات گئی سب نگاہبان و نگہبان قلعہ نہنگ تیغ بیدریغ کرکے دروازے کو کھول کے اپنے لشکر کو قلعے کے اندر لایا سب نے قتل پر ہاتھ اٹھایا ساکنان قلعہ پر برق تیغ پڑنے لگی تلواروں کے زخم سے سب کی صورت بگڑنے لگی جس نے اسلام قبول کیا اُسکو امان دی جسنے عذر کیا اُسے جہنم کی راہ لی اور فصیلوں برجوں پر اپنا بندوبست کیا تمام قلعہ کو اپنے قبضے میں لیا ثابت شاہ و شمیم وزیر کو دار پر کھینچکر صیاد کو قلعے کا

ہرمز و فرامرز کے روبرو رکھدیا اور عرض کی کہ عمرو کو لیجیے اب تو مجھے شاباش دیجیے عجب طرح کی خوشی ہرمز و فرامرز و زوپین و بختیارک کو حاصل ہوئی کہ کثرت مسرت سے اپنی طبیعت سنبھالنا مشکل ہوئی تاج فلک پر اُچھالنے لگے اور کلمہ واہ واہ کا منھ سے نکالنے لگے اور کتارہ کو چھاتی سے لگا کر بہت تعریف کی اور خلعت فاخرہ دیا حد سے زیادہ معزز کیا اور اُسی دم آہنگر کو بلوا کر عمرو کو قید آہن میں جکڑ اہر ایک عضو اُسکا زنجیر نے پکڑا اور صبح تک خوشی کے مارے کوئی نہ سویا ہرگاہ قریب صبح عمرو ہوش میں آیا اپنے کو قید آہن میں مقید پایا دیکھ کر کہنے لگا کہ لاحول ولا قوۃ کیا بُرا خواب دیکھ رہا ہوں کیسا معاملہ خراب دیکھ رہا ہوں ہرمز نے کہا کہ اے ساربان زادے یہ خواب نہیں ہے بیداری ہے تیرے افعال کی سزا یہ گرفتاری ہے بہت تو نے سر اُٹھایا تھا ہزاروں آدمیوں نے تیرے ہاتھ سے رنج پایا تھا دیکھ تو اب کیسی مکافات ملتی ہے اب تجھے کب ہمارے ہاتھ سے نجات ملتی ہے عمرو بولا کہ آپ یہ جانتے ہیں کہ میں ولی ہوں علم باطنی میں تربیت یافتہ حضرت مرتضیٰ علی ہوں مجھے قید رہنے کی عادت نہیں ہے مجھ کو کوئی قید رکھ سکے یہ کسی کی طاقت نہیں ہے مگر اپنے حق میں آپنے کانٹے بوئے اپنے عیش و آرام سب کھوئے جس وقت چھوٹا ایک ایک کو اگر سزا نہ دی تو عمرو نام نہ پایا عیاری کا تمام مٹایا ہرمز نے کہا کہ ابھی تجھے جینے اور چھوٹنے کی امید ہے کون تجھ کو چھڑا سکتا ہے اب جو تو ہمارے پاس قید ہے عمرو بولا کہ خدا میرا کریم ہے اُسکی ذات پاک غفور و رحیم ہے میں ایسی قید میں ہتا نہیں تم لوگوں سے ہرگز ڈرتا نہیں جو تم سے ہو سکے کوتاہی نہ کرو کچھ میری نیکخواہی نہ کرو ہرمز عمرو کی تقریر سے بہت غصے میں آیا اُسی وقت عمرو کو جلاد کے حوالے کر کے حکم فرمایا کہ اسکو لیجا کر اسکی گردن مار اس کے سر کا بوجھ خنجر ظلم سے اس کے جسم سے اُتار

نارنجی پوش کے عیار کا آنا اور عمرو کو قید سے چھڑانا

راوی لکھتا ہے کہ جلاد نے عمرو کو لیجا کر ریگ کے چبوترے پر بٹھلایا اور تلوار کھینچ کر اُسکے سر پر آیا عمرو نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نظر نہیں آتی ہے کوئی دم میں روح بدن سے عدم کو جاتی ہے خدا اور رسول کو یاد کرنے لگا چپکے چپکے کہا یا حضرت خضر مدد کیجیے اس حالت یاس میں میری خبر لیجیے اگر جیتا بچونگا تو جہاں سے ہوگا پانچ کوڑی کا دلیا دریا کے کنارے جا کر چڑھاؤنگا ضرور فاتحہ دلاؤنگا بختیارک نے جو عمرو کے لب ہلتے دیکھے ہرمز سے کہا جلاد کو حکم دیجیے اب اسکے قتل میں ذرا تاخیر نہ کیجیے کہ جلد عمرو کا کام تمام کرے اسکی صبح زندگانی کو شام کرے نہیں تو کوئی دم میں وہ چھوٹ جاویگا اگر یہ بچ گیا تو بڑا غضب لاویگا دیکھیے تو وہ منتر پڑھ رہا ہے اُسکے عمل میں بڑا اثر ہوتا ہے پھر اُسکو کسی طرح کا نہیں ضرر ہوتا ہے ہرمز نے دوسرا حکم جلاد کو دیا جلاد نے عمرو سے بیان کیا کہ جو کچھ کھانا پینا ہو کھا پی لے کوئی دم میں مارا جاتا ہے ملک الموت تیری روح قبض کرنے کو آتا ہے عمرو نے کہا ہم کھانے کے عوض غم و غصہ کھا چکے سب دنیا کے مزے اُٹھا چکے کچھ ہم آرزو نہیں ہے تو جلد اپنا کام کر اور کچھ نہ کلام کر جلاد تیسرا حکم پا کے عمرو کے سر پر آیا اور عمرو کے مارنے کو ہاتھ اُٹھایا عمرو جو تو دو زانو بیٹھا تھا جلاد کی طرف دیکھ کر بولا کہ اے عزیز یہ تیز تلوار سے مجھکو مار کہ ایک وار میں سر تن سے جدا ہو جائے میری روح تڑپنے کی ایذا نہ پائے

پہلیا تو تیری تلوار کا ٹوٹا ہوا ہے تو مجھے کیا ماریگا جلاد اپنی تلوار دیکھنے لگا عمرو نے فرصت پاکے دونوں ہاتھ زمین میں ٹیک کر
ایک دولتی اس زور سے جلاد کے سینے پر ماری وہ لات ایسی لگی کاری کہ تلوار تو جلاد کے ہاتھ سے گر پڑی اور خود
لوٹن کبوتر کیطرح لوٹنے لگا اسکے صدمے سے بسمل ہوگیا اٹھنا اسکو مشکل ہوگیا ایک مرتبہ چار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ وہ
مارا ہرمز نے جانا کہ جلاد نے عمرو کو قتل کیا اسکو اجل نے نیست و نابود کیا بختیارک بولا کہ نہیں حضرت عمرو نے جلاد کو مارا جلاد
اُس سے مارا ہرمز نے کہا کہ فی الواقع کیا بدبلا یہ عیار ہے بڑا چالاک اور جگردار ہے مرتے مرتے بھی ایک کو بے مراد دیکھو تو جلاد
کے ساتھ کیا کام کیا ہرمز نے دوسرے جلاد کو بھیجا وہ تلوار کھینچکر عمرو کے مارنے کو آیا اپنی تلوار کو واسطے قتل کے اٹھایا
اُسوقت عمرو کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور زندگی سے ناامید ہوا کمال یاس سے رنگ منہ کا سفید ہوا کہ اسمیں ایک عیار بچہ
صورت عیاری بدن پر لگائے بارگاہ میں آیا اور ہرمز کو باادب مجرا بجالایا کہنے لگا کہ میں خان اعظم سلطان سلسال
ابن زال شہنامہ جادو بادشاہ ترکستان کا عیار ہوں سب عیاروں کا سردار ہوں مجھے نوشیروان نے اطلاع کرنے کو
بھیجا ہے کہ بادشاہ ترکستان مع لشکر ترک و خاور آپ کی مدد کو آتے ہیں عنقریب آپکے پاس تشریف لاتے ہیں ہرمز و فرامرز
بہت مسرور ہوئے انکے دل سے سب غم دور ہوئے یہ کہکر اُس عیار بچے نے عمرو کیطرف دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہے جو تلوار کے
نیچے سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے اپنی زیست سے دل اٹھائے ہوئے بیٹھا ہے ہرمز بولا کہ عمرو عیار جو تم نے سنا ہوگا یہی ہے اسکے ہاتھ
ہملوگ بہت عاجز و حیران تھے نہایت متردد و پریشان تھے کل شب کو کتارہ کابلی ہمارے عیاروں کا مہتر باشی ہے باندھ
لایا ہے اسکی عیاری اور چالاکی سے بعد مدت یہ شخص ہمارے قبضے میں آیا ہے اس عالم میں بھی ایک جلاد کی جان لی ہے اس زور
سے ایک دولتی دی ہے اب دوسرے جلاد کو بھیجا ہے کہ ایک ہاتھ تلوار کا لگائے اُسکو عدم میں پہونچائے اس عیار بچے نے کہا کہ اسکا
مارنا بھی کچھ کام رکھتا ہے کوئی ہتھیار اسکے پاس نہیں اپنے بچنے کی اسکو آس نہیں میں نے خان اعظم کے حکم سے ایسے ایسے
پہلوان سرکش کو مارا ہے کہ جنکی صورت دیکھنے سے آدمی کے اوسان خطا ہو جائیں ہزار آدمی ایک کے مقابلے میں نہ آئیں مجھے
فرمائیے تو اسکا سر ایک ہی وار میں اڑاؤں اپنی شمشیر آبدار اور قوت بازو کا آپکو تماشا دکھاؤں ہرمز نے کہا کہ بہت اچھا جلاد
کو بلایا اسکو بھیجا اس عیار بچے نے عمرو سے آکر کہا کہ سر جھکا اپنی گردن میرے سامنے لا عمرو بولا کہ سر جھکائے تو بیٹھا ہوں میرے
پاس آ تلوار لگا عیار بچہ بولا کہ میں ایسا دیوانہ نہیں ہوں کہ تیرے پاس آؤں اس جلاد کیطرح میں بھی دھوکا کھاؤں تو سو چال
کرکے مجھے بھی لاتیں مارے تو میں تیرا کیا کروں کیونکر تجھ سے عہدہ برآ ہوں عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڑا ہی شریر و تیز معلوم ہوتا
ہے یہ عیار بچہ تو بڑا فتنہ انگیز معلوم ہوتا ہے یہ مقرر مجھکو ماریگا عمرو آبدیدہ ہوا آنسو آنکھوں میں بھر لایا اور اپنی زندگی سے
ہاتھ اٹھایا عیار بچہ نے یونانی زبان میں کہا کہ اے خواجہ آبدیدہ نہ ہو اپنے دلمیں رنجیدہ نہ ہو میں نقابدار نارنجی پوش کا عیار
ہوں تیرے چھڑانے کو آیا ہوں اپنے تئیں بہزار مکر و فریب تجھ تک لایا ہوں پہلے تو پاؤں پھیلا کہ تیرے
پاؤں کی بیڑیاں کاٹ ڈالوں تجھکو اس عذاب سے نکالوں پھر تجھے گردن پر سوار کرکے یہاں سے نکلوں سب چالاکی اور یا مردی

ایک دم میں تجھ کو اس مکان سے نکلوں یہ بات سنکے عمرو کی جان میں جان آئی حقیقت میں گویا دوبارہ زندگی پائی پاؤں پھیلادے
اس احسان کے شکر ادا کیے عیار بچے نے ایک تلوار ایسی لگائی کہ دونوں پاؤنکی بیڑیاں ایک ہاتھ میں اُڑائیں پھر عمرو کو گردن پر
سوار کر کے اس تیزی سے بھاگا کہ کسی نے اُسکا نشان نہ پایا جلوخانہ میں غل پڑگیا چاروں طرف سے لوگ تلواریں کھینچ کھینچ کر
دوڑے اُسکے پکڑنے کو بہت سے پیادہ اور سوار دوڑے اس عیار بچے نے تلوار میان سے لی جس کافر پر ایک ہاتھ لگایا پھر اُس نے
سر نہ اُٹھایا اور عمرو نے کہ اُسکی گردن پر سوار تھا ہر ایک کی پگڑی اُتارنی شروع کی لات جوتی اُڑانی شروع کی بالآخر وہ عیار بچہ
لڑتا بھڑتا عمرو کو لشکر کفار سے نکالا کوئی اُسکی گرد کو بھی نہ پہونچا ہرگاہ جنگل میں آیا عمرو کو گردن سے اُتار کے سنایا کہ خدا حافظ
ہے اب تم اپنے قلعے میں جاؤ اور میں اپنے گھر کو جاتا ہوں بس اب تسلیم بجا لاتا ہوں عمرو نے کہا ذرا تم ٹھہرو میں بھی تمھارے ساتھ
چلونگا تمھاری ہمراہی کرونگا وہ بولا کہ میں ایسا احمق نہیں ہوں جواب کھڑا رہوں ایک لحظہ بھی تمھارے پاس ٹھہروں تم مجھے
اگر باندھ کر نقابدار کا نام پوچھو تو میں کیا بتاؤں تم سے اپنا پیچھا کیونکر چھڑاؤں یہ کہکر صحرا کیطرف چلدیا اور عمرو کو وہیں سے رخصت
کیا عمرو اپنے قلعہ میں داخل ہوا اطمینان حاصل ہوا دیکھے تو چھوٹے بڑے سب رو رو کے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ یا الٰہی عمرو
کو ہمیں زندہ دکھلا اُسکو صحیح و سالم ہم تک پہونچا عمرو پر جو لوگوں کی نگاہ پڑی سجدۂ شکر ادا کیا اور منتیں جو مانی تھیں ہر ایک نے
اپنا اپنا وعدہ وفا کیا مہرنگار نے عمرو کیواسطے اپنا حال بہت ابتر کیا تھا عمرو کے آنے کی خبر سنکر تن مردہ میں گویا جان آئی ایسی
خوش ہوئی گویا سلطنت ہفت اقلیم پائی عمرو کو بلا کر لپٹ کر رونے لگی اور اسی دم چند خوانچے جواہر کے عمرو پر سے تصدق
کیے محتاجوں اور مسکینوں کو دیے اور ایک ہفتہ تک محفل نشاط میں بسر کی کمال مسرت و انبساط میں بسر کی ہرمز نے بختیارک سے پوچھا
کہ یہ کون تھا جو عمرو کو لیگیا ہمکو ایسا دھوکا دیگیا بختیارک نے کہا کہ عمرو سچ کہتا تھا خدا کے خاص بندے مارے جا نہیں سکتے اور کسی کی
قید میں وہ نہیں آسکتے اُنکے واسطے ہر دم آسمان سے مدد پہونچتی ہے بے شبہہ خالق کون و مکان سے مدد پہونچی ہے کوئی انکو نہیں
ستا سکتا ہے ہرگز ان پر قابو نہیں پا سکتا یہ سنکر ہرمز خاموش ہو رہا قلعگیوں کا حال سنیے کہ علوفہ جو تین دن سے زیادہ نہ رہا سبھوں نے عادی کے
ساتھ جا کر عمرو کو اطلاع دی جنس کے کم ہونیکی خبر کی عمرو نے کہا کہ اب کوئی اور قلعہ لیا چاہیے کسی دوسری جگہ رہنے کا سامان
کیا چاہیے صیاد نے کہا کہ یہاں سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے سلاسل حصار اسکو لوگ کہتے ہیں بہت خوش فضا
اور استوار کہتے ہیں اور وہانکے بادشاہ کا نام سلاسل شاہ ہے بڑا صاحب حشمت و جاہ ہے اگر جی چاہے تو مسخر کیجیے واسطے قیام
کے اسکو لیجیے عمرو نے کہا کہ اچھا تم قلعے سے ہوشیار رہو میں جاتا ہوں یہاں کے امورات سے خبردار رہو میں فکر کرتا ہوں اُس کی
تسخیر کی کچھ تدبیر نکالتا ہوں یہ کہکر پوشاک شاہانہ اُتار لباس عیاری پہن قلعے سے باہر آیا اپنے تئیں عیار بنایا اور برق کی طرح جلد
سے تیز قدمی کرتا ایک شبانہ روز میں سلاسل حصار پر پہونچا اور جرأت و دلاوری کر کے تن تنہا پہونچا دیکھا تو واقعی قلعہ بہت
مضبوط ہے فکر کرنے لگا کہ کیونکر اس قلعے کو لیجیے کس تدبیر سے اسمیں مداخلت کیجیے ایک ساعت کے بعد دیکھتا کیا ہے کہ
ایک نوجوان چودہ پندرہ برس کا سن و سال لباس شاہانہ پہنے گھوڑے پر سوار ہاتھ پر باز بٹھلائے قلعے سے باہر نکلا اور

اور سوا سو سوار اسی قدر پیادے سوائے قراول و بیلچے و بانہ بردار و خاص بردار و نقیب و چوبدار و یساول و ہرکارے و عہدہ دار
ہمراہ رکاب ہیں سب شخص اپنی اپنی خدمت نوکری گزاری میں لگا جاتا ہے عمرو بھی وہاں سے اٹھ کر پیچھے پیچھے اسکی سواری کے
چلا نشیب و فراز دیکھتا ہوا ساتھ کمال ہوشیاری کے چلا اور عقل سے تجویز کیا کہ مقرر یہ یہاں کا شہزادہ والاشان ہے جب تو
اسکے ساتھ یہ شاہانہ سامان ہے جب دیکھا کہ سواری دو کوس قلعہ سے بڑھ گئی عمرو نے الف آزادی کا پیشانی پر کھینچا سوزنی
کا تاج فقیرانہ سر پر رکھا منکا تسبیح کا سیلی گلے میں ڈالی لنگ باندھا پانچ چھ شاخ کی چھڑی کاندھے پر رکھ کر رومال سنبھالا چھڑی شیدہ
کشا بند ہاتھ میں لے شاہزادہ کے سامنے آکر صدا کی کہ حق اللہ حق اللہ آج تو صبح صبح اللہ کے لوگوں کی صورت دکھائی دی ہے معلوم
ہوا کہ طالع نے کچھ یاوری کی ہے کچھ فقیروں سے بھی واقف شناسا ہوگئے اللہ والوں کو بھی لے داتا دو گے شہزادہ فقیر کو دیکھ کر بہت خوش
ہوا اور گھوڑے کی باگ روک کر پوچھا کہ شاہ صاحب کدھر سے آپ آتے ہیں کس طرف تشریف لیے جاتے ہیں جواب دیا کہ مانند
گور شتر نہ زمین ہے نہ آسمان ہے ایک سے نیچے جہان سے فقیر کا مکان لامکان ہے جسکا نہ کچھ پتہ ہے نہ کچھ نشان ہے فقیروں کے واسطے کوئی
جا مقرر نہیں ہے آج یہاں ہیں کل وہاں فقیروں کا وطن کہاں بتا دیں کچھ ٹھور ٹھکانا ہو تو بابا کہہ سنائیں شاہزادہ بولا شاہ صاحب یہ جو
کچھ تم نے کہا سب درست ہے آپ کی گفتگو بہت ٹھیک درست ہے لیکن تب بھی دنیا میں آکر نشان کیواسطے کوئی نہ کوئی جگہ ضرور
آدمی کو چاہیے رات کے بسیرے کے لیے دو ہاتھ زمین ہر کسی کو چاہیے شاہ صاحب علی بولے کہ فقیر تو سدا بے نام و نشان ہوتے
ہیں ان بیچاروں کو میسر کہاں مکان ہوتے ہیں بظاہر مرشدوں کے ڈھیر بغداد میں ہیں اسی شہر جنت بنیاد میں ہیں پوچھا کہ
آپ کا اسم شریف بولا کہ اسم شیخ مرشد کا بخشا ہوا نام تو شیدائی قلندر مگر حقیقت میں فقیر سودائی قلندر ہے شاہزادہ
فقیر علی کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا اور کہا کہ شاہ صاحب امیدوار ہوں کہ چندے میرے مکان میں چل کر کرم کیجیے کچھ
روز نور اپنے تئیں راحت دیجیے اور کسی قدر اس نواح کی بھی سیر فرمائیے یہ ملک بھی قابل دید ہے اس کی کیفیت سے
بھی حظ اٹھائیے فقیر علی نے کہا کہ بابا کیا مضائقہ ہے فقیر بھی جہاں خلق دیکھتا ہے وہاں بستر جماتا ہے ٹھہر جاتا ہے
اگر جی لگ جاتا ہے میرا نام و نشان تو پوچھ لیا مگر بابا اپنے نام سے تو نے فقیر کو آگاہ نہ کیا وہ بولا کہ میرا نام بہمن ہے سلاسل
شاہ کا فرزند ہوں اسکی عنایت سے سربلند ہوں فقیر علی نے کہا کہ بابا تو سیر و شکار کر آ فقیر قلعے کے سامنے ٹیکرے پر تیرا انتظار
کریگا جو تو ارشاد کریگا یہ فقیر اختیار کرے گا بہمن اسی جگہ سے فقیر کو ساتھ لے کر پھرا اور قلعے میں جا کر اپنے دیوانخانے میں فقیر کا
بستر کیا اور مکان پرتکلف اسکو رہنے کو دیا اور بانواع اخلاق پیش آیا سب سامان راحت کا مہیا فرمایا بہمن نے پھر بیٹھ کے
شاہ صاحب سے کہا کہ میں ایک ساعت کیواسطے جاتا ہوں آپ ہرگز نہ گھبرائیے ابھی آتا ہوں آپکو حقہ پانی کی ضرورت
ہو تو خدمتگار میرے حاضر ہیں ان سے طلب کیجیے جس چیز کی ضرورت ہو میرے نوکروں سے مانگ لیجیے فقیر بولا کہ
اچھا بابا بہت خوب تشریف لیجائیے مگر آنے میں دیر نہ لگائیے مگر ایسی کیا ضرورت ہے فقیر کے بھی سننے کے لائق
ہے یا نہیں اگر مضائقہ نہ ہو تو ارشاد کیجیے اس امر سے مجھ کو بھی اطلاع دیجیے بہمن نے کہا کہ مجھ کو اسوقت دو چار

ساغر شراب کے پینے کی عادت ہے آپ جانتے ہیں کہ ترک عادت عداوت ہے پس آپ کے روبرو پینا بے ادبی ہے اسواسطے
جاتا ہوں جھٹ پٹ پی کے آتا ہوں فقیر علی بولا کہ بابا یہیں منگا کر پیجیے فقیر بھی دو ایک جام چڑھائیگا بادہ گلگوں سے کیفیت
اٹھائیگا انسان کسی حالت میں رہے اپنے رب کی یاد دل سے نہ بھلائے اسکی یاد سے غافل نہ ہوجائے اور فقیروں
کا تو وہ دودھا ہے کبھی کبھی اسکو پی لیتے ہیں طبیعت کو سرور دیتے ہیں بہمن نے ساغر شراب طلب کرکے چند ساغر پیے
دو تین پیالے فقیر کو بھی دیے فقیر نے بھی نشے جمائے اسکو پی کر مزے میں آئے فقیر علی کو جب سرور ہوا دوتارا داؤدی کو
زنبیل سے نکالکر بجانا اور گانا شروع کیا مشہور ہے کہ عمرو کا گانا مردے کو زندہ کرتا تھا سامعین محو ہوگئے نہایت حظ
اٹھایا ہر شخص حرف تحسین اپنی زبان پر لایا ناگاہ منصور عیار سلاسل شاہ کا مع دو عیار ادھر آنکلا شاہزادے کو سلام کرکے
پوچھا کہ یہ شاہ صاحب کہاں سے آئے ہیں یہ کون ہیں کس ملک سے تشریف لائے ہیں بہمن نے مفصل حال بیان کیا پوچھا
کہ انکا نام کیا ہے یہاں ٹھہرنے سے کام کیا ہے بہمن بولا کہ شیدائی قلندر انکو کہتے ہیں منصور دوڑ کر عمرو کے لپٹ گیا اور
اپنے ساتھ کے عیاروں سے کہا کہ مشکیں اسکی باندھ لو اس درویش کو اپنے قبضے میں کرو عیاروں نے فی الفور اپنے مہتر کے
حکم کی تعمیل کی اسکی گرفتاری میں بہت تعجیل کی فقیر علی نے بہمن سے کہا کہ کیوں بابا فقیروں سے گھر میں بلاکر ایسا ہی سلوک
کرتے ہیں واہ کیا مسافر پروری ہے اسی کا نام عدل گستری ہے بہمن منصور سے ناخوش ہوکر کہنے لگا کہ فقیر نے تیرا کیا بگاڑا تھا
کہ تو نے اسکی ٹنڈیاں کسیں اسکو ایسی اذیتیں دیں منصور نے عرض کی کہ حضور یہ وہ فقیر ہے کہ جسنے سیکڑوں بلکہ ہزاروں امیروں
کو فقیر کردیا لاکھوں کو دغا و فریب دیکر قتل کیا ہے اگر آپنے نام عمرو عیار کا سنا ہو تو وہ یہی ہے اسکے ہاتھ سے نوشیرواں
شاہنشاہ ہفت اقلیم کا ناک میں دم آیا ہے الغرض اسکو سلاسل شاہ کے روبرو لیگیا اور کہا کہ عمرو عیار حاضر ہے سلاسل
شاہ نے کہا کہ اچھا میرے سامنے لاؤ اسکو جلد بلاؤ جب عمرو اسکے پاس آیا تب اسنے یہ فرمایا کہ اے عمرو میں نے سنا ہے کہ تو خوب
گاتا ہے تیرا گانا سب کو بھاتا ہے میرے سامنے بھی گا مجھ کو بھی اپنا گانا سنا کہ میں مدت سے تیرا اشتاق ہوں اسوقت طاقت
سے طاق ہوں عمرو نے کہا کہ میرے ہاتھ تو بندھے ہیں دوتارا کیونکر بجاؤں اور گانا آپ کو کیونکر سناؤں سلاسل شاہ نے
ہاتھ اسکے کھلوا دیے عمرو نے دوتارا بجا کر ایسا گایا کہ سب کے ہوش اڑا دیے سلاسل شاہ بہت خوش ہوا اور منصور سے
کہا کہ ہاتھ اسکے باندھنا کچھ ضرور نہیں اسکو اپنے پاس قید رکھ کل جب پھر میں بلاؤں اسکو حاضر لانا مگر خبردار اسکو بہت
نہ ستانا منصور نے عمرو کو لیجاکر ایک حجرے میں بند کیا عمرو نے کہا کہ بار الٰہا میں تو یہاں قید ہوا لشکر اسلام پر کیسی آفت
آئی ہوگی انھوں نے کیسی مصیبت اٹھائی ہوگی اس فکر میں تھا کہ دو پہر رات گذرے منصور نے آکر حجرے کا دروازہ
کھولکر عمرو کو نکالا اسکے قدموں پر سر ڈالا اور کہا مجھ کو معاف کیجیے گا میں آپ کو پہچانتا نہ تھا اچھی طرح سے جانتا نہ تھا
مگر جس دن سے حضرت ابراہیمؑ نے عالم رویا میں مجھ کو مسلمان کیا اور فرمایا کہ عمرو یہاں آئیگا تو اسکی ملاقات سے شرف
پائیگا پس مجھ کو اسکی مدد کرنا واجب ہے اس کی اطاعت مناسب ہے جب سے میں آپکی تلاش میں رہتا تھا اسقدر جو میں سے نے

بے ادبی کی اور آپ کو اذیت دی فقط اسواسطے کہ اچھی طرح سے تحقیق کر لیا چاہیے بعد اسکے اُنکے ارشاد پر عمل کیا چاہیے ایسا نہ ہو کہ یہ عمرو نہ ہو اور۔ تو عمرو جاکر اپنا راز دل بیان کرے اب آپ کا تابعدار ہوں جو کچھ فرمائیے بجا لاؤں عمرو نے اُسکو چھاتی سے لگاکر کہا کہ کسی طرح اس قلعے کو لیا چاہیے ایسی کوئی تدبیر معقول کیا چاہیے کہ لشکر اسلام چند روز یہاں آنکر امن میں رہے راحت پائے اُنکے دلکو تسکین آئے منصور بولا بسم اللہ اُٹھیے ابھی سلاسل شاہ کو پکڑ لیجیے قلعے پر قبضہ اور دخل کیجیے عمرو لباس عیاری پہنکر منصور کے ساتھ سلاسل شاہ کی خوابگاہ میں گیا اور اُسکو بیہوش کر کے منصور کے حوالہ کیا اور اُسکو حکم دیا کہ اُسکو اپنے پاس مقید رکھ خبردار بھاگنے نہ پائے اور خود اُسکی صورت بنکر چھپر کھٹ پر سو رہا گویا خود بادشاہ ہو رہا جب صبح ہوگئی پہلے تو بہمن سے کہا کہ اے فرزند مجھکو عالم رویا میں حضرت ابراہیمؑ نے مسلمان کیا ہے تو بھی اسلام قبول کر کفر سے ہاتھ اُٹھا دینداروں کے فرقے میں ہو جا اُس گردن زدنی نے یہ بات قبول نہ کی عمرو نے اُسکو سولی دی بعد ازاں خلوت خانے میں سلاسل شاہ کو بلایا اور یہ سنایا کہ مسلمان ہونا تیرے حق میں بہتر ہے وہ دیکھکر متحیر ہوا مارے خوف کے رنگ چہرے کا متغیر ہوا کہ میری صورت کا آدمی تخت پر بیٹھا ہے اور مجھکو میرے دین سے بیدین کیا چاہتا ہے شاید میری سلطنت لیا چاہتا ہے عمرو سے کہنے لگا کہ تو کون ہے بتلا اپنا حال مفصل مجھکو سنا اور میرے تخت پر کیوں بیٹھا ہے کسنے تجھکو یہاں تک آنے دیا ہے عمرو نے کہا کہ اور کچھ تو جانتا نہیں اب تو خدائے وحدہ لاشریک کی وحدانیت میں جلد ایمان لا اپنی جان بچا وہ کچھ کلمات بیہودہ زبان پر لایا عمرو نے اُسیوقت اُسکو بھی سولی پر چڑھایا اور منصور کو اپنا نائب کر کے تخت پر بٹھلایا اور چھوٹے بڑے سے نذریں دلوا کے فرمایا کہ جو کوئی منصور شاہ کی اطاعت نہ کریگا وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اپنے کیے کی سزا پائیگا کسی نے بجز فرمانبرداری کے سرتابی نہ کی سب نے اپنی عنان اختیار اُسکے ہاتھ میں دی جب عمرو اپنا بند و بست کر چکا اور دشمنوں کو خوب پست کیا منصور سے کہا کہ تم حکمرانی کرو اس قلعے پر فرمان فرما رہو میں لشکر اسلام کو لے آؤں سبکو یہاں پہونچاؤں تب آرام پاؤں اور میرے آتے آتے اسقدر غلہ وغیرہ مول لیکر قلعے میں بھر رکھنا عمرو تو اودھر گیا منصور نے بموجب حکم عمرو غلہ وغیرہ مول لیکر قلعے میں بھرا عمرو کا کہنا کیا عمرو نے قلعے میں جاکر تمام سرداروں کو قلعے کے لینے سے مطلع کیا اس امر عظیم کے حاصل ہونے کا سب کو مژدہ دیا اور سواریاں مہیا کر کے آدھی رات گئے مع لشکر و ملکہ وغیرہ قلعے سے نکل کر سلاسل حصار کی راہ لی سب کے آرام پانیکی تدبیر کی دو شبانہ روز میں پانچ دنکی راہ طے کر کے سلاسل حصار میں داخل ہوا سب کو چین و آرام حاصل ہوا بدستور قدیم قلعے کو آراستہ کر کے باطمینان تمام بیٹھا قلعہ کا حاکم بنکر باکمال جاہ و احتشام بیٹھا یہاں تیسرے دن عیاروں نے ہرمز و فرامرز کو خبر دی اُسکو اس حال سے اطلاع کی کہ عمرو نے یہ قلعہ چھوڑ دیا سلاسل حصار میں لشکر اسلام کو مع ملکہ مہرنگار داخل کیا ہرمز اس خبر کو سنکر سر بہ جبین ہوا اس واقعہ سے بہت غمگین ہوا اور منشی کو بلاکر بادشاہ کیواسطے ایک عرضی مشتمل بر کیفیت حال خود اور سلاسل حصار میں عمرو کا جانا اور اُسکا بخوبی وجود تسلط پانا لکھوا کر ایک پیک کے ہاتھ روانہ کی اور اُسکو جلد پہونچنے کی اجازت دی

قاف سے آنا صاحبقران کا پردۂ دنیا پر

پیشتر اسقدر بیان ہو چکا ہے کہ امیر نے نمرود پال اور خرچال کو مار کر حسب استدعا بادشاہ اور چند مہینے قیام کیا مجبوری
اور چند روز مقام کیا ایک دن رات کو بارگاہ سلیمانی میں پلنگ مرصع نگار پر آسمان پری کے ساتھ سوتے تھے ناگاہ
خواب میں مہر نگار کو دیکھا کہ سوکھ کر کانٹا ہو گئی اور غم مفارقت سے جسم گھلکر مانند ہلال ہو گیا سب حسن و جمال جاتا رہا بالکل بھوت
کا سا حال ہو گیا اور امیر سے رو رو کر کہتی ہے اور ندی آنسوؤں کی اُسکی چشم اشکبار سے بہتی ہے کہ کیوں ابو العلا میں نے
ایسا ہی قصور کیا اور تم کو رنج دیا ہے کہ مجھ کو آتش مفارقت میں جلاتے ہو اور آپ پردۂ قاف میں پریوں کے ساتھ مزے اُڑاتے
ہو حیف صد حیف زمین سخت اور آسمان دور ہے آدمی ہر طرح سے مجبور ہے بس ہوتا تو زمین کا پیوند ہوتی یا آسمان پر اُڑ جاتی
کہ اس غم جانکاہ سے نجات پاتی امیر چیخ مار کر جاگ اُٹھے دیکھیں تو کہاں مہر نگار اور کہاں پردۂ دنیا بے اختیار ڈاڑھیں مار مار
کے رونے لگے فرط غم والم اور کثرت گریہ وزاری سے اپنی جان کھونے لگے امیر کے رونیکی آواز سنکر آسمان پری چونک اُٹھی
اور امیر سے پوچھنے لگی خیر تو ہے ایسا کیا ملال دلپر گذرا کہ زار زار روتے ہو نہایت مضطر اور بدحال ہوتے ہو امیر نے فرمایا کہ
میں اپنا حال پر ملال تجھ سے کیا کہوں ایسا زندگی سے بیزار ہوں کہ جی میں آتا ہے کہ اپنی جان اپنے ہاتھ سے تلف کر دوں پھر
وہ بولی کچھ تو بیان کیجیے اپنے رنج سے مجھ کو اطلاع دیجیے امیر نے کہا کہ اے آسمان پری خدا کیواسطے مجھے جلد پردۂ دنیا پر پہنچوا دے جس
صورت سے ممکن ہو مجھ کو وہاں پہونچا دے اسوقت میں نے مہر نگار کو بہت بحال ابتر خواب میں دیکھا ہے اپنی مفارقت کے غم واندوہ
میں اُسکو نہایت اضطراب میں دیکھا ہے آسمان پری بولی کہ یا ابو العلا مہر نگار کون ہے اُسکا حال تو مجھ سے بتاؤ اس حقیقت
کو مفصل مجھے سناؤ امیر نے کہا کہ نوشیرواں بادشاہ ہفت کشور کی بیٹی اور میری معشوقہ ہے اور حسن و جمال میں بے نظیر مجھ دل باختہ
کی محبوبہ ہے آسمان پری سُنکر بولی کہ یہ کہیے اور جگہ آپکو تعلق ہے کسی آدمزاد سے بھی تعشق ہے تو کیوں نہ جانا جانا پکاریے گا اُسکے فراق
میں کیونکر نہ اپنی جان ماریے گا سنو تو امیر سچ کہنا کہ مہر نگار مجھ سے بھی زیادہ صاحب جمال ہے کیا وہ ناز و کرشمہ و حسن و ادا میں
بیمثال ہے کہ تم میرے ہوتے اُسکی ملاقات کے شائق ہو ہزار جان سے جو اُسپر عاشق ہو امیر کے منہ سے بیساختہ نکل گیا کہ مہر نگار
کی لونڈیاں بھی تجھ سے لاکھ درجہ زیادہ خوبصورت اور طناز ہونگی آسمان پری یہ سنکر خیرہ ہو کے کہنے لگی کہ اے حمزہ تو مجھ کو مہر نگار
کی لونڈی سے بھی کمتر جانتا ہے ایسا غضب کہ مجھ سے اُسکی پرستاروں کو بہتر جانتا ہے بھلا دیکھوں تو میرے جیتے جی تو دنیا میں
کیونکر جاتا ہے اب کس طرح میرے پنجے سے رہائی پاتا ہے صاحبقران تو جھنجھلائے ہوئے تھے ہی بولے کہ اگر تو میری سدراہ
ہو گی تو تجھ کو مار کر جاؤنگا بہر صورت اپنے تئیں وہاں پہونچاؤنگا آسمان پری نے جواب دیا یہ گھمنڈ نہ کرنا کہ میں صاحبقران
اور اولاد حضرت ابراہیم پیغمبر ہوں حسب و نسب میں تم سے افضل و بہتر ہوں اگر تم صاحبقران وہ بزرگ زادے ہو تو میں بھی حضرت
سلیمان کی اولاد ہوں ایک پیغمبر جلیل القدر کی نسل اور والا نژاد ہوں تم سے کسیطرح کمزور نہیں ہوں جب مجھ کو مارنیکا ارادہ

کروگے تو تمہیں کو مار ڈالونگی امیر کو اس کلمے سے طیش آیا اور اسکو زبان درازی سے بہت پیچ و تاب کھایا تلوار کھینچکر آسمان پری پر دوڑے وہ بھی نیمچہ کھینچکر امیر کے سر پر آئی دونوں نے قتل پر تلوار اٹھائی پریزادیں دوڑکر درمیان میں آکر دونوں کو ہٹادیا اور علیحدہ کیا کسی نے جاکر یہ خبر بادشاہ کو دی سب حال سے اطلاع کی بادشاہ گھبرا کے دوڑتے آئے یہ سنکر بہت گھبرائے اور اپنی بیٹی پر غصہ کرنے لگے کہ او شوخ دیدہ شوہر کا مقابلہ کرتی ہے خدا اور رسول سے نہیں ڈرتی ہے تجھے میرا بھی ڈر نہیں بے بدنامی کا خوف و خطر نہیں جا میرے سامنے سے دور ہو بیٹی کو ڈانٹ کر امیر کو اپنی بارگاہ میں لیگئے اور کہا کہ صبح ہونے دیجئے رات بھر اور صبر کیجئے میں آپ کو رخصت کرونگا جانیکی اجازت دونگا القصہ جب صبح ہوئی بادشاہ نے امیر کو تخت پر سوار کیا اور اسباب ضروری ہمراہ دیا اور چار دیو تیز پرواز سے فرمایا کہ جلد امیر کو پردۂ دنیا پہ پہونچاؤ انکے ساتھ جاؤ یہ خبر آسمان پری کو پہونچی کہ امیر کو بادشاہ نے رخصت کیا اسکو دنیا میں جانیکا اذن دیا فوراً قریشہ دختر امیر کو گود میں لیکر آئی تا کہ انکو اس لڑکی کو دیکھ کر محبت آجائے اسواسطے لائی دیکھا کہ امیر تخت پر سوار ہوچکے ہیں رو رو کر کہنے لگی کہ یا صاحبقران اگر میری محبت نہیں ہے تو نہیں سہی تم کو اس لڑکی پر بھی رحم نہیں آتا تمہارا دل اس بچی پر بھی پیار نہیں لاتا برائے خدا میرا قصور معاف کرو آئندہ آپ سے کبھی مباحثہ نہ کرونگی ایسی گستاخی کبھی نہ ہوگی امیر نے فرمایا کہ میں تم سے بھی خفا نہیں اور لڑکی سے محبت ہے مگر مجھکو وہاں جانے کی بہت ضرورت ہے بالفعل میں پردۂ دنیا پر جاتا ہوں اور تم کو اپنے جانے کی حقیقت سناتا ہوں کہ اٹھارہ روز کا وعدہ کرکے فوج سے آیا تھا اسی سبب سے کسی کو اپنے ساتھ نہیں لایا تھا اسکو اتنے برس گذر گئے وہ سب متردد ہونگے کہ امیر کو کیا ہوا جیتا ہے یا موا پھر جب بلاؤگی تب آؤنگا بے تامل اپنے تئیں یہاں پہونچا دونگا اور میرے بلانیکی کیا احتیاج ہے تم خود جب جی چاہے میرے پاس آسکتی ہو دنیا میں دم بھر میں آپ کو پہونچا سکتی ہو اپنے ساتھ قریشہ کو بھی لیتی آنا یہ کہکر کہا کہ اچھا خدا حافظ ہے اور دیووں سے تخت اٹھوا کر روانہ ہوے راہی سوے کاشانہ ہوے آسمان پری نے اپنے مکان پر جاکر بہت اپنا حال برا بنایا انکی مہاجرت کا بہت رنج اٹھایا اتفاقاً اسوقت سلاسل پریزاد آسمان پری کے پاس آیا آسمان پری کا حال اسنے کمال پریشان پایا دیکھ کر متاسف ہوا اور پوچھا کہ سبب پریشانی کا کیا ہے تو نے خود کا کیوں اسقدر برا حال کیا ہے آسمان پری نے رو رو کر کہا کہ آج بادشاہ نے حمزہ کو پردۂ دنیا پر بھیج دیا بے تکلف رخصت کیا اگر تم تکلیف کر کے دیووں سے دھمکا کر کہہ دو کہ حمزہ کو بیابان حیرت میں چھوڑ آئیں اسکو پردۂ دنیا پر نہ پہونچائیں تو نہایت خوش ہونگی اگر میرا کہنا نہ کیجئے گا تو کھانا پینا چھوڑ دونگی اور اگر حمزہ تمہارے جانے کا سبب پوچھے تو کہدینا تم سے رخصت ہونے آیا ہوں تمہارا جذبہ محبت مجھکو کھینچ لایا تھا سلاسل حکم آسمان پری کا بجالایا دیووں کو اسی طرح سے سمجھا دیا دیووں نے آپسمیں مشورہ کیا کہ اگر آسمان پری کا حکم ٹالیں گے اور اسکے دائرۂ اطاعت سے قدم نکالینگے تو پردۂ قاف میں رہنا دشوار ہو جائیگا اور اس عدول حکمی کے سبب سے ہمارا تمام فرقہ ذلیل و خوار ہو جائیگا اس سے یہی بہتر ہے کہ صاحبقران کو بیابان حیرت میں چھوڑ آئیں اور خلاف حکم آسمان پری کے عمل میں نہ لائیں یہ صلاح ٹھہرا کے شام کو بیابان حیرت کے قریب تخت کو اتار دیا سب نے دم لیا امیر نے کہا کہ یہاں کیوں اترے بولے کہ بھوکے پیاسے ہیں

کچھ شکار کرکے کھائیں کہ بھوک کی شدت سے تسکین پائیں جب پیٹ بھر جائیگا تو تخت کا اُٹھانا پھر گرانی نہ لائیگا امیر نے کہا کہ بہتر ہے تم کچھ کھا پی لو اور میں بھی نماز سے فراغت کروں خدا کا فرض ادا کروں امیر نے نہر سے وضو کیا اور ایک چٹان پر نماز پڑھی جب فراغت حاصل ہوئی تخت پر بیٹھ کر دیووں کا انتظار کرنے لگے کہ آئیں اور تخت کو اُٹھائیں کسی دیو کی صورت نظر نہ آئی انکی منتظری میں رات بھر پلک سے پلک نہیں لگائی جب صبح ہوئی پھر نماز ادا کی اور دیووں کی راہ دیکھنے لگے ہر گاہ پہر دن چڑھ گیا تب امیر نے جانا ہو نہ ہو آسمان پری کے خوف سے دیو مجھے یہاں چھوڑ کر چلے گئے بڑی دغا دیگئے بہرحال تن بتقدیر پیدل ہی چلا چاہیے اب تو آخر کسی صورت سے اس مسافت کو طے کیا چاہیے مثل مشہور ہے ع ہر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد + یہ کہکر وہاں سے چل کھڑے ہوئے توکلا علی اللہ اس صحرائے ہولناک سے نکل کھڑے ہوئے دوپہر کے وقت اُس بیابان میں پہونچے کہ جسمیں درختوں کا نام و نشان بھی نہ تھا حتی کہ گھاس بھی کسی جگہ نہ جمی تھی اور پانی بالکل نایاب اور کوئی جاندار نظر نہیں آتا تھا آدمی تو کیا دیو کا پتا پانی ہو جاتا تھا جدھر دیکھو اُدھر ڈھیر ریگ کے مانند سیماب چمکتے تھے دھوپ کی حدت سے آگ کے شعلے بالو سے لپکتے تھے لو اس شدت سے چلتی تھی کہ اگر اسکی کیفیت لکھوں تو زبان قلم میں آبلے پڑجائیں اوراق کتاب کے رنگ خاکستری لائیں مثل آفتاب سے وہ میدان کرۂ نار پر چشمک مارتا تھا وہ جنگل خود الامان الامان پکارتا تھا تمام سلاح امیر کے بدن کے ایسے گرم ہو گئے کہ چھونے سے ہاتھ میں چھالا پڑتا تھا نام لینے سے زبان پر تبخالہ پڑتا تھا امیر نے ہتھیاروں کو میدان میں پھینکدیا اس بوجھ سے اپنے کو سبکدوش کیا پیاس نے اسقدر شدت کی دم ہونٹھوں پر آرہا قریب تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کرجائے ملک عدم میں پہونچکر شاخسار طوبی پر آشیانہ بنائے ناچار ایک ریگ کے ٹیلے کو کچھ کھودا اُسمیں جو مٹی نم و سرد نکلی اُسپر سینہ رکھ کر لیٹ گئے تو سینے سے کچھ سردی بھی پائی قلب کو تسکین آئی جب وہ بھی گرم ہو گئی اُسکے اندر اور گہرا گڑھا کرکے بیٹھ رہے ریگ کا تل جو نیچے سے خالی ہو گیا ہوا کی شدت سے بھس بھسا کر بیٹھ گیا امیر اُس ریگ میں دبکر رہ گئے کہ اُس بالو سے نکلنا دشوار ہو گیا ہر عضو بیکار ہو گیا اتفاقاً ایک روز بادشاہ نے عبدالرحمن سے پوچھا کہ بتاؤ تو حمزہ کہاں تک پہونچا آیا پردہ دنیا میں داخل ہوا ہوگا اپنے عزیز و اقربا کی ملاقات سے اُسکو سرور حاصل ہوا ہوگا عبدالرحمن نے تختہ رو برو رکھ کے قرعہ ڈالا اُس کے سوال کا قاعدہ نکالا اور ہر شکل کو ضرب دیکے سولہ خانوں میں رمل کے بھرا اور زائچے کو کھینچکر دیکھا تو حمزہ کو ریگ کے نیچے دبا پایا اس حال کے دریافت ہونے سے اُسنے بڑا رنج اُٹھایا بے اختیار آہ مار کے کہا کہ افسوس حمزہ کی جوانی مفت میں تلف ہوئی پھر بادشاہ سے کہا کہ اب کوئی آپ کا اعتبار نہ کریگا یہ حال ہے تو کون اطاعت اختیار کریگا حمزہ سے شخص کے ساتھ جس نے آپکے اعدا کو ارکر نفس الامر میں نئے سر سے آپکو شاہنشاہ بنایا کیسے خونخوار دشمنوں سے بچایا آپنے بے سبب ایسی برائی کی کہ اُسکو اس نوبت کو پہونچایا بادشاہ نے جن دیووں پر تخت رکھوا کے حمزہ کو بھیجا تھا اُنکو بلایا اور اُن سے خفا ہو کر فرمایا کہ حمزہ کو تم کہاں پہونچا آئے وہ بولے کہ آسمان پری کے حسب الحکم بیابان حیرت میں چھوڑ آئے اور اگر دنیا میں پہونچاتے تو شاہزادی کے حکم سے مارے جاتے یا جلاوطن ہوتے بادشاہ کا رنگ غصہ کے مارے سرخ ہو گیا کمال برہم ہوا

اور اس بات کے سننے سے اُسکو بڑا غم ہوا آسمان پری کیطرف دیکھ کر کہا کہ یہ کیا حرکت ہے وہ بولی کہ مجھ کو دنیا میں حمزہ کا پتہ
منظور نہیں ہے اُسکی مفارقت میں میری طبیعت دم بھر مسرور نہیں ہے باقی میں آپ جاکر حمزہ کو ڈھونڈھ لاؤ تو بہتر ہے دیکھئے تو
سوار ہوکر جاتی ہوں بادشاہ نے فرمایا اپنا سر ڈھونڈھے گی تو اُسے کہاں پائے گی مفت میں تکلیف بیفائدہ اُٹھائیگی یہ کہکر بادشاہ
خود سوار ہو جانیکو تیار ہوا دیوؤنکو ہمراہ لیا فوراً کوچ کیا اور بیابان حیرت میں جاکر دیو جن پری کو حکم دیا کہ حمزہ کو اس بیابان
میں ڈھونڈھا چاہیے جس جگہ وہ پھنسا ہو اُسکو وہاں سے چھڑایا چاہیے جو کوئی ڈھونڈھ لاویگا اُسکو جواہر کے پرد دونگا اور
میرے نزدیک وہ بڑا رتبہ پاویگا سب نے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حمزہ کے ہتھیار جا بجا پڑے پائے وہ ہتھیار لیجاکر بادشاہ
کو دکھائے بادشاہ نے ہتھیاروں کو دیکھ کر بہت غم و الم کیا کمال رنج اُٹھایا اور پھر اُن لوگوں پر حمزہ کی تلاش کیواسطے تاکید
کی اُنکو خوب جستجو کرنیکی اجازت دی ہر گاہ سب حیران ہوکر پھر آئے کہیں اُسکے پتے نشان نہ پائے آسمان پری تاسف کرنے
اور رونے لگی آنسوؤں کے موتی پرونے لگی ناگاہ ایک پریزاد اُس تل کیطرف جا نکلا جسکے نیچے امیر دبے ہوئے پڑے تھے
اُس بالو کے ڈھیر میں گڑ گئے تھے اور خدا کی قدرت نے بھی اُس دم وہاں کی ریگ اُڑا کر اور طرف کو ڈالی تھی گویا امیر کے نکلنے کی راہ
نکالی تھی امیر کی کلاہ کا گوہر شب چراغ چمکتا نظر آیا اُس تودے کے تلے کچھ سراغ پایا اُس پریزاد نے ریت کو سرکا کے دیکھا کہ
امیر غش میں آنکھیں بند کیے پڑے ہیں بالکل بدن بے طاقت ہے بُری حالت ہے اُس نے پکار کے کہا کہ یہاں زلازل قاف
ہیں یکیا بالو میں دبے ہوئے وہ مرد مصاف ہیں آواز اُسکی شہپال کے کان میں جو گئی فوراً ننگے پاؤں وہاں سے دوڑ کر
اُس تل کے پاس آیا اور امیر کو تل سے نکالکر ہاتھوں ہاتھ لیجاکر اپنے تخت پر لٹایا اور خوشبویات دماغ کے برابر رکھوائی
طرح طرح کی خوشبو اُنکو سنگھائی دو ساعت کے بعد امیر کو ہوش آیا تو اپنے تئیں عجیب کیفیت میں پایا دیکھا کہ تخت پر لیٹا ہوا
ہوں اور بادشاہ میرے پاس بیٹھا ہے اور بہت غمگین اور اُداس بیٹھا ہے جرأت کرکے اُٹھے اور شہپال شاہ سے کہا
کہ میں نے آپسے کون سی برائی کی ہے کہ جسکے عوض میں آپ نے مجھکو یہ سزا دی ہے شہپال شاہ نے کہا کہ یا صاحبقران
مجھکو قسم ہے حضرت سلیمان کی اور تمھاری جان کی کہ میرا اسمیں ذرا اشارہ نہیں تمھارا ستانا مجھکو ہرگز گوارا نہیں تمھارے تو
مجھ پر بڑے بڑے احسان ہیں ہم سب تو تمھارے تابع فرمان ہیں اگر میرا ذرا بھی اشارہ ہو یہ جو کچھ کیا آسمان پری نے کیا اسی
بیوقوف نے تم کو یہ صدمہ دیا اسمیں آسمان پری دوڑ کر امیر کے قدموں پر گری اور تصدق ہونے کو کئی بار آس پاس
پھری اور بولی کہ یا صاحبقران واقعی میں تقصیروار ہوں سراسر گنہگار ہوں اب کی مرتبہ میرا قصور معاف کرو میری طرف
سے اپنے دلکو صاف کرو اور شہرستان زرین میں چلکر کچھ روز آسائش کرو اپنے تئیں آرام دو کسواسطے کہ آپ نے صدمہ بڑا
اُٹھایا ہے حد سے زیادہ رنج پایا ہے بعد چھ مہینے کے میں تم کو مقرر دنیا میں بھیجدونگی ضرور اس وعدے کو وفا کرونگی امیر
نے فرمایا کہ تیرے قول و فعل کا مطلق اعتبار نہیں آسمان پری نے قسم کھائی حضرت سلیمان کا نام درمیان میں لائی اور امیر
کو شہرستان زرین میں لے آئی چھ مہینے تک شہپال کا بھی لشکر وہاں رہا کہ امیر میں قوت آئی اور اعضا نے طاقت پائی

جب مدت چھ مہینے کی گذر گئی اور امیر کو وہاں کی رخصت نہ ملی امیر نے ایک شب مہرنگار کو خواب میں دیکھا ویسا ہی رنج و اضطراب
میں دیکھا کہ رو رو کر کہتی ہے صاحبقران مطلع عجب رسمے ہست رسم آدمی زاد + کہ دو افتادگاں را کم کند یاد + اٹھارہ
روز کا وعدہ کر کے گئے تھے اُنکے اٹھارہ برس ہو چکے اب اس سے زیادہ تاب جدائی کی نہیں اس غم سے امید رہائی کی نہیں
خدا کیواسطے جلدی آئیے اب وہ زندگی نہیں تو مجھکو جیتا نہ پائیے گا یہ جانیے کہ بہت پچتائیے گا صاحبقران جو یہ خواب
دیکھ کر چونکے دیکھا کہ نہ مہرنگار ہے اور نہ وہ مکان اُس کا خانہ کا نام ہے نہ نشان پردہ قاف میں بدستور بیٹھا ہوں عالم
بے اختیاری میں مجبور بیٹھا ہوں لگے آہ و زاری کرنے ٹھنڈی سانسیں بھرنے آسمان پری کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ امیر
زار زار رو رہے ہیں ضبط نہیں ہو سکتا بے اختیار رو رہے ہیں اٹھ کر رومال سے امیر کے آنسو پونچھے اور بولی خیر تو ہے
اسوقت تم کو اسقدر کیوں ملال ہے تمھارا یہ کیا حال ہوا کہ آپ بیقرار ہیں نہایت رنج و الم میں گرفتار ہیں امیر نے کہا کہ کچھ نہیں
خیریت ہے مقتضاے بشریت ہے ہر چند آسمان پری نے کرر سہ کرر امیر سے سبب بیچینی اور رونے کا پوچھا اور حال ملول
اور متردد ہونیکا پوچھا لیکن امیر نے کچھ جواب نہ دیا بالکل سکوت کیا صبح تک بیٹھے رومال پر رومال بھگویا کیے متواتر رویا کیے
جب بادشاہ خوابگاہ سے نکلا امیر نے جا کر مجرا کیا طریقہ آداب کا ادا کیا اور کہا یہ وعدہ بھی ہو چکا اب تو بندے کو
رخصت کیجیے جانے کی اجازت دیجیے بادشاہ نے اسیوقت امیر کو تخت پر بٹھلا کے چار دیووں سے کہا کہ امیر کو پردہ دنیا
پر پہونچا کے رسید مہری و دستخطی امیر کی لے آؤ انکو اچھی طرح سے پہونچاؤ وہ تخت کاندھے پر رکھ کے ہوا ہوئے آسمان پری
نے بصورت ولین اپنا حال برا کیا مثل سابق کے پھر رنج اٹھایا ویسا ہی اپنا حال بنایا اور سلاسل پریزاد سے کہا کہ
جس طرح ہو سکے تم جا کر دیوان تخت بردار کو سمجھاؤ انکو میرا حکم سناؤ کہ خیر اسی میں ہے کہ تم امیر کو جزیرہ سرگردان میں لے کر
چلے جاؤ میرا حکم بجا لاؤ کہ دو تین روز سرگرداں رہیں اُس جنگل میں حیران و پریشان رہیں نہیں تو تمھارا زن و بچہ کولھو میں پیڑوا دونگی
ایک ایک کو بڑی ذلت سے مروا ڈالونگی سلاسل تیز پری کر کے امیر کے پاس پہونچا اور سلام کیا ظاہر میں بہت سا اعزاز و
اکرام کیا صاحبقران نے فرمایا کہ سلاسل پریزاد تمھارا آنا منحوس ہے میرے پاس مت آؤ اپنی صورت مجھے نہ دکھاؤ
وہ بولا کہ غلام تو رخصت کیواسطے آیا ہے پھر خدا جانے کب قدم دیکھونگا اگر طالع یاوری کریگا تو پھر آپکی ملازمت سے مشرف
ہونگا فرمایا کہ خیر ملاقات ہوئی خدا حافظ ہے اب آپ تشریف لیجائیے زیادہ تکلیف نہ فرمائیے سلاسل نے پھرتے
وقت اُن دیووں سے شاہزادی کا حکم سنایا انکو صاحبقران کے چھوڑنے پر آمادہ کیا تمام دن تو دیو اڑے چلے گئے
جب شام ہوئی نیچے اتر آئے شاہزادی کا فرمان بجا لائے امیر نے کہا کہ یہاں تم نے تخت کو کیوں اُتارا یہ تو بیابان ہے اُس کے
ہول سے خاطر پریشان ہے بولے کہ اب رات ہوئی شب کو چلنا خوب نہیں اندھیرے میں اڑنا مرغوب نہیں سوائے اسکے
کچھ کھانا بھی ضرور ہے ذرا آرام اٹھانا بھی ضرور ہے اسوقت کھا پی کر استراحت کرینگے صبح کو چلینگے صاحبقران نے فرمایا
کہ اگلے دیووں کی سی حرکت نہ کرنا انکی طرح شرارت نہ کرنا بولے کہ کیا مقدور ہے بیوفائی کرنا خلاف دستور ہے امیر

چپ ہو رہے دیوؤں نے امیر کے تخت کو وہاں پر رکھدیا آپ شکار کے بہلنے سے گلستان ارم کا راستہ لیا امیر تمام شب
بدستور اول تخت پر بیٹھے جاگا کیے جب صبح ہوئی اور دیو نہ آئے دریافت کیا کہ انھوں نے بھی دغا کی اپنے ملک کی راہ لی دلمیں
کہا کہ اے حمزہ بادشاہ قاف تجھ کو پردۂ دنیا پر نہ جانے دیگا وہ تجھ سے ہمیشہ ایسے ہی فریب کریگا تو آپ چل اگر خدا اپنے
فضل سے پہونچا دے تیرا وطن پھر تجھ کو دکھا دے تو عجب کیا ہے یہ سوچکر وہاں سے روانہ ہوے جب ماندے ہو جاتے تھے تو
کسی درخت کے نیچے ساعت دو ساعت بیٹھکر ستاتے تھے بعد ازاں پھر اٹھکر چلتے تھے بادشاہ قاف کی دغابازی اور
اپنی تکلیف پر کف افسوس ملتے تھے الغرض تمام دن چلے گئے جب شام قریب ہوئی دیکھیں تو وہی دریا ہے اور وہی میدان ہے
وہی صحرا وہی بیابان ہے جس جگہ دیو چھوڑ گئے تھے انکی رفاقت سے منھ موڑ گئے تھے امیر سخت متعجب ہوے کہ میں نے تمام دن مسافت
کی سرگردانی کھینچی اور پھر صبح کو جہاں سے گیا تھا وہیں شام کو پہونچا عجب ماجرا ہے خدا کی قدرت کا تماشا ہے مجبور وہ رات اسی
جگہ صبح کی صبح کو پھر اٹھکر چلے ہر چند اب کی اور سمت روانہ ہوے مگر شام کو پھر اسی جگہ پہونچے جہاں دیو چھوڑ گئے تھے خلاصہ تین
دن تک یہی معاملہ پیش آیا چوتھے دن چوتھی طرف کو چلے دوپہر تک مسافت طے کی راہ چلنے میں پھر کر اپنے تئیں تکلیف دی
جب میدان تپنے لگا دھوپ کی شدت سے مضمحل ہوئے اُس خستہ حالی سے بہت افسردہ دل ہوے ایک سمت چند درخت
سرسبز دیکھے اسطرف کو گئے کہ اُسکے سایہ میں قیام کریں تھوڑی دیر آرام کریں دیکھیں تو سنگ مرمر کا چبوترہ ہشت پہلو بنا ہوا
ہے اور ہوا بھی سرد آتی ہے جو دم بھر وہاں ٹھہرتا ہے طبیعت کمال راحت پاتی ہے امیر اُسپر جاکر بیٹھے ایک ساعت نگذری
تھی کہ جنگل سے آواز شور و غل کی پیدا ہوئی ایک عجیب صورت ہویدا ہوئی یعنی ایک دیو بشکل مینار قامت طاؤس وار شمشاد
ہاتھ میں لیے چلا آتا ہے کہ جسکے خوف سے آدمی کا زہرہ پانی ہوا جاتا ہے امیر کے روبرو آکر کہنے لگا او آدم زاد تو کس ہوا
میں اڑکر یہاں آیا ہے تجھ کو اس دشت ہولناک میں کون لایا ہے اب مجھسے جیتا بچ کے کیونکر جائیگا اب بھلا میرے ہاتھ
سے تو نجات پائیگا یہ کہکر دار شمشاد امیر کے حوالے کی امیر پر اپنے اُس حربے کی ضرب دی صاحبقران نے اٹھکر عقرب سلیمانی
سے اُس دار شمشاد کو کاٹ کر ایک ہاتھ اُسکی کمر پر لگایا مگر اُسکے بدن پر ایک خط بھی نہ آیا اور وہ دیو بھاگا بعد ایک ساعت کے
اژدہا ہاتھ میں لیکر آیا اور للکارا کہ او آدم زاد خبردار ہو میں تجھ پر وار کرتا ہوں ہوشیار ہو یہ کہکر اُس اژدہے کو امیر پر مارا امیر نے
اُسکو بھی تلوار سے کاٹ کر ایک ہاتھ پھر اُسکی کمر پر لگایا اس مرتبہ بھی اس کمبخت کے بدن پر زخم نہ آیا اور تلوار اسطرح سے
اُسکے بدن پر سے اچٹی کہ جیسے موگری گھڑیال پر سے اچٹتی ہے اُسکی جلد بھلا کب کٹتی ہے وہ دیو پھر بھاگا تیسری مرتبہ جب
پھر آیا امیر نے بقوت تمام اُسپر پھر تلوار کو جمایا اس دفعہ بھی تلوار نے نہ کاٹا اُسکو کچھ اثر نہ ہوا وہ ہرگز خبر نہ ہوا تب امیر نے خدا کی
بارگاہ میں نالہ و زاری کیا آنکھوں کو اشکبار کیا ناگاہ ایک طرف سے حضرت خضر پیدا ہوے اُنکی مدد کے اثر ہویدا ہوے اور
اسم اعظم پڑھ کر اُس دیو کو مار کے جدھر سے آئے تھے اُدھر چلے گئے اُنکے دشمن کو قتل کرکے اپنے مقام پر چلے گئے امیر اُس دیو
کے مارے جانے سے بہت خوشحال ہوے اتنے بڑے دغدغے سے فارغ البال ہوے اور اُس چبوترے پر باطمینان تمام

بیٹھ کر دریا و صحرا کی سیر میں مصروف ہوے وہ سب تردد دل کے موقوف ہوے ناگہاں ہواے سرد نے امیر کو اس تختے پر سلا دیا اُس راحت نے سب غم والم بھلا دیا امیر نے مہر نگار کو خواب میں دیکھا کہ کھڑی روتی ہے درد مفارقت میں اپنی جان کھوتی ہے امیر اُسی غفلت میں بے اختیار نعرہ آہ کا مار کے جاگ اُٹھے دیکھیں تو وہی صحراے بے پایان ہے اور دریا موجزن طوفان ہے دل میں کہنے لگے کہ دیکھیے خدا کیونکر دنیا میں پہونچاتا ہے مہر نگار کا دیدار کیونکر میسر آتا ہے بعد ازاں خیال میں آیا کہ تن بتقدیر اس دریا کی راہ سے چلا چاہیے آخر کو کچھ تدبیر اس بیابان سے نکلنے کی کیا چاہیے یہ سوچ کر درختوں کی لکڑیاں توڑ کے ایک بیڑا بنایا اور اُسپر سوار ہو بیٹھے جب نصف دریا میں چھوڑا طوفان آیا اور وہ بیڑا کنارے پر پہونچا راوی روایت کرتا ہے امیر نے دوبارہ اُس بیڑے کو دریا میں چھوڑا پھر طوفان آیا اور وہ بیڑا کنارے پر پہونچا راوی روایت کرتا ہے کہ امیر نے بہتر بار بیڑے کو دریا میں چھوڑا مگر بیڑا جب نصف دریا میں پہونچتا تھا یا تو تلاطم پیدا ہوتا تھا یا طوفان آتا تھا اور بیڑا کنارے جا لگتا تھا ایک ہفتے تک امیر محنت کیا کیے لیکن بیڑا کنارے کا کنارے پر رہا کسی صورت سے دریا پر نہ بہا امیر دریا کے کنارے اُترے اور نماز پڑھ کے ناخداے جہاز حقیقت کے حضور میں نہایت خشوع و خضوع سے دعا کی کارساز حقیقی کی بجان و دل حمد و ثنا کی کہ الٰہ العالمین مجھ کو اس آفت سے بچا مجھ حیران و پریشان کا بیڑا پار لگا اتفاقاً اسی حالت میں آنکھ امیر کی لگ گئی دیکھا کہ ایک بزرگ سبز پوش کھڑے کہتے ہیں کہ اے فرزند میں نوحؑ پیغمبر ہوں اس دریا کے حال سے میں باخبر ہوں اس دریا میں میرا نیزہ ہے اسواسطے اُسکے اوپر سے پانی جانے نہیں دیتا ہے جو چیز اس دریا پر جاتی ہے اسکو روک لیتا ہے تو نصف دریا میں جا کر اس اسم کو پڑھ وہ نیزہ تیرے ہاتھ آئیگا اس اسم کی برکت سے تو اس تلاطم سے نجات پائیگا امیر نہایت خوش ہوے اور اُسی عالم رویا میں حضرت نوح کے قدم چومے ہرگاہ بیدار ہوے خواب غفلت سے ہوشیار ہوے مشک و عنبر کی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا اُن کے فیض سے اُنکا مطلب دلی میسر ہو گیا بسم اللہ کر کے بیڑے پر پھر سوار ہوے دریا کی راہ طے کرنے پر تیار ہوے اور اسم تعلیم کردہ حضرت نوحؑ پڑھتے چلے جاتے تھے اُسی اسم کو ہر دم زبان پر لاتے تھے جب نصف دریا تک پہونچے چلے تو پانی نے جوش کھایا گویا ایک طوفان عظیم اُٹھا بعد ازاں ایک چھوٹا سا صندوق تہ آب سے اُٹھ کر بیڑے کے نزدیک آیا موج دریا نے اُسکو بیڑے پاس لگایا امیر نے اس صندوق کو اُٹھا کر بیڑے پر رکھ لیا اُس کے اُٹھانے میں کچھ وسواس نہ کیا اور کھولکر دیکھا تو ایک نیزہ شاخ نہنگ کا ناگدون بنا ہوا حلقہ کیا رکھا ہے پھر اُسکو خوب غور سے دیکھا پھر صندوق سے نکالکر حلقوں کے بند کاٹے مثل کہکشاں سیدھا ہو گیا وہ نیزے کی صورت بلند بالا ہو گیا امیر نہایت خوش ہو گئے اور اُس نیزے سے بیڑے کو کھیتے ہوے چلے ہرگاہ بھوک لگتی تو وہ کلیچہ عنایت کردہ حضرت خضر نکالکر کھاتے بھوک کی اذیت سے تسکین پاتے اور نماز کا وقت آتا تو بیڑے کو کنارے باندھ کر نماز ادا کرتے جناب کبریا میں حصول مقصود کی دعا کرتے اور پھر اُس بیڑے پر چڑھ کے روانہ ہوتے نہ لیٹتے اور نہ سوتے الغرض اسیطرح بیس روز کامل چلے گئے اکیسویں دن ایک صحراے خوش فضا ملا وہ میدان ازبس فرحت افزا تھا امیر

بیڑے سے اُتر کر خشکی میں قدم زن ہوئے دو تین کوس نہ گئے تھے کہ سات بھیڑیے نمودہوئے نہایت بزرگ اور زندہ دُم منجملہ اُنکے ایک بھیڑیا سفید رنگ اور سب سے بڑا تھا اور پشم اُسکے زمین تک لٹکتے تھے کہتے ہیں کہ وہ ہفت گرگ سلیمانی کہلاتے تھے اُسی میدان میں جو کچھ ملجاتا تھا کھاتے تھے اُن ساتوں بھیڑیوں کو حضرت سلیمانؑ نے پال کر وہاں چھوڑ دیا تھا اور یہی کہ اُنھیں حکم دیا تھا بھیڑیوں نے جو صاحبقران کو دیکھا چاروں طرف سے امیر کو گھیر لیا سب نے جمع ہوکر اُنکا محاصرہ کیا صاحبقران نے درخت کو پشت دیکر عقرب سلیمانی کو میان سے لیا جو بھیڑیا آگے بڑھا اُسکو اُسی تلوار سے قتل کیا جب امیر ساتوں بھیڑیوں کو مار چکے اور اُنکے گزند سے اطمینان کر چکے اپنی طبیعت کو شادماں پایا کھال اُنکی خنجر سے جدا کی اور دل میں کہا کہ حمزہ تجھے سفر دور و دراز درپیش ہوا ہے یہ پوست بہت جگہ کام آئینگے تو اس چمڑے سے بہت فائدہ اُٹھائیگا مرگ چھالے کیطرح گلے میں ڈالکر راہی ہوئے تمام دن چلے گئے شب کو ایک پہاڑ کی کھوہ میں ایک پتھر کی چٹان پر لیٹ رہے جب صبح ہوئی نماز پڑھ کے وہاں سے روانہ ہوئے گرمی کے دن تھے دوپہر کیوقت امیر تپش آفتاب سے گھبرائے سایہ کی تلاش میں قدم اُٹھائے اتفاقاً ایک چار دیواری باغ کی نظر آئی اُنکے دل نے کچھ تقویت پائی قدم بڑھا کر جو گئے دیکھیں تو دروازہ باغ کا بند ہے اس فکر میں ہوئے کہ اسکے اندر جائیے اس باغ میں کسطرح سے دخل پائیے امیر نے خنجر سے قفل کو کاٹ کر دروازہ کھولا اور باغ کے اندر گئے اس تدبیر سے بیخوف و خطر گئے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے اقسام اقسام کے درخت گلہائے خوشبودار میوے کے لگے ہوئے ہیں نہر جاری ہے جوش پر باد بہاری ہے مکانات طلائی اور نقرئی تعمیر کیے ہوئے ہیں ہر طرح کی ہر مکان میں آرائش ہے بڑی جائے آسائش ہے امیر ایک مکان کے اندر گئے دیکھیں تو ایک تخت زمرد کا بچھا ہوا ہے اُسپر مسند تکیہ بڑے تکلف کا لگا ہوا ہے امیر اُسپر جا بیٹھے گویا وہ باغ رشک ارم اُنھیں کیواسطے بنایا تھا اُنھیں کے حصے میں آیا تھا دل میں کہا کہ یہ سب مکان حضرت سلیمانؑ کے ہیں بنائے ہوئے قوم بنی جان کے ہیں بعد اُنکے جس شخص نے اسمیں دخل کر لیا جیسا چاہا تصرف کیا امیر چین سے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے ایک ساعت کے بعد رعد دو سر گرجتا ہوا پہونچا اسقدر شور و غل تھا گویا ہزاروں طرح کا باجا بجتا ہوا پہونچا اُسکے شور کی آواز امیر کے کان میں آئی اُنکے دل نے بہت ہیبت کھائی امیر اس مکان سے باہر نکل آئے تا دریافت کریں کہ یہ کیا آفت ہے جسکے شور سے برپا ایک قیامت ہے دیکھا کہ ایک دیو دو سر رعد کیطرح غل مچا رہا ہے ہر شخص کو سنا رہا ہے کہ جسنے میرے بے حکم میرے باغ کا دروازہ کھولا ہے میں اسکو دیکھوں تو پلپلا کر نگل جاؤں کچا مع گوشت و پوست کھاؤں امیر نے للکار کر اُس سے کہا کہ او خیرہ سر دراز قامت کیا بیہودہ بکتا ہے بھلا میرے سامنے ٹھہر سکتا ہے تو نہیں جانتا کہ میں زلازل قاف کوچک سلیمانی قاتل اہرمن و عفریت ناپاک ہوں دیوؤں کے مارنے میں سخت بیباک ہوں رعد دو سر بولا کہ او آدمی گلدستۂ قاف برباد کر کے تو میرے باغ میں آیا ہے میں سن چکا ہوں کہ تو نے ہزاروں کو مار کے عدم میں پہونچایا ہے اب اگر لاکھ پاؤں رکھتا ہو تو یہاں سے قدم اُٹھا نہیں سکتا اب میرے ہاتھ سے تو اپنے تئیں بچا نہیں سکتا یہ کہکر ایک چوب فولادی جو اُسکے ہاتھ میں تھی امیر کے سر پر لگائی اپنی قوت دکھائی امیر نے وہ چوب اُسکے ہاتھ سے چھین لی ایسی

چالاکی اور چستی کی رعد دوسرنے دیکھا کہ یہ آدمی بڑا زور آور ہے فی الواقع جیسا میں سنتا تھا ویسا ہی جری اور دلاور ہے بے تحاشا سر پہ پاؤں رکھ کے امیر کے آگے سے بھاگا ٹھہرنے کی تاب نہ آئی مقابلہ کرنیکی مجال نہ پائی امیر نے اُسکا پیچھا کیا جھپٹ کے اُسکو لیا اُسنے دیکھا کہ اس آدمی کی دوڑ بھی مجھ سے زیادہ ہے میرے پکڑنے پر آمادہ ہے اثنا راہ میں ایک کنواں تھا اُسمیں بدحواس ہوکے اپنے تئیں گرایا اُسوقت اسکو اور کچھ بن نہ آیا صاحبقران اس کنوئیں کی جگت پر بیٹھ گئے کہ کبھی تو نکلے گا کب تک اسمیں پڑا رہیگا تین پہر کامل بیٹھے رہے مگر وہ نہ نکلا تب تو انکی طبیعت گھبرائی بیٹھے بیٹھے اُکتائی اسی فکر میں سو گئے نیند میں غافل ہوگئے ناگاہ عمرو نے خواب میں آکر کہا کہ حمزہ اگر حشر تک تو یہاں بیٹھا رہیگا اور اُسیطرح سے تکلیف سہے گا تو وہ اس کنوئیں سے باہر نہ آئیگا جبتک تو کہیں چلا نہ جائیگا اسواسطے میں تجھ کو ایک تدبیر بتاتا ہوں ایک حکمت سکھاتا ہوں اس کنوئیں کے پاس جو تالاب ہے اُسکا پانی کاٹکر اس کنوئیں میں لا کہ کنواں پانی سے بھر جائے وہ شریر گھبرا کے نکل آئے یہ خواب دیکھ کر امیر کی آنکھ کھل گئی خنجر سے ایک نالی کھود کر تالاب کے پانی سے کنوئیں کو بھرا تب وہ گھبرا کر کنوئیں سے باہر نکل کے چاہتا تھا کہ بھاگ جائے امیر کے ہاتھ سے اپنی جان بچائے امیر نے دوڑ کر ایک تلوار ایسی اُسکے کمر پر ماری کہ ککڑی کی طرح دو نیم ہو داخل نار جحیم ہوا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک پونی بڑھیا بھوسڑی ہوتی ہوئی آئی اُسکے غم میں جان کھوتی ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ او آدم زاد تونے میرے بیٹے کو کہ کل اسکا تین سو برس کا سن تھا ابھی اُسکے دودھ کے دانت بھی نہ ٹوٹے تھے عبث مارا یہ خیال نہ کیا کہ اسکا کوئی وارث بھی ہوگا اب دیکھ میں اُسکی ماں اُسکا بدلا لینے کو آن پہونچی شرارہ جادو میرا نام ہے میرے شعلۂ غضب سے بچکر اب تو کہاں جا سکتا ہے کسی طرح سے اب میرے ہاتھ سے تو اپنی جان نہیں بچا سکتا ہے یہ کہکر جادو کرنے لگی امیر نے جو اسم باطل السحر پڑھا شرارہ جادو اپنا جادو بھول گئی امیر نے قدم بڑھا کے ایک ہاتھ لگا کر اُسکو بھی دو ٹکڑے کیا اس قحبہ کو بھی جہنم میں ٹھکانا دیا اور غسل کر کے دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کی اس بات پر کہ اللہ نے اُنکو ایسے خونخواروں کے ہاتھ سے نجات عطا کی اور دل میں کہا کہ سفر دور و دراز درپیش ہے آج اسی جا استراحت کیا چاہیے بدنکو کچھ آرام دیا چاہیے وہ شب اُسی جگہ پر سحر کی صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے تیرھویں دن امیر کے پاؤنمیں چھالے پڑ گئے ناچار ایک جگہ مجبور ہو کر بیٹھ گئے پاؤں کے ورم اور چھالونکے باعث چلنے سے معذور ہو کر بیٹھ گئے دلمیں کہا کہ ہنوز دلی دور ہے اور ہم تھک گئے اور آبلے بھی پاؤنمیں پڑ گئے دیکھیے خدا کیونکر پردۂ دنیا پر پہونچاتا ہے ہمکو ہمارا وطن دکھاتا ہے ایک ساعت گذری تھی کہ ایک گرد سامنے سے اُٹھی جب وہ گرد زمین پر بیٹھ گئی دیکھیں تو ایک گھوڑا مشکی رنگ ساز و یراق سے مزین چلا آتا ہے ایسا خوشخرام ہے کہ جس کی چال ڈھال دیکھنے سے دل ایک مزا پاتا ہے جب امیر کے پاس آکر وہ ٹھہر گیا امیر نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ سواری خدا نے غیب سے تجھ کو بھیجی ہے تیرے حال زار پر عنایت کی ہے اُٹھ کر اُسپر سوار ہوئے جناب کبریا کے جان و دل سے شکر گذار ہوئے گھوڑے کی پیٹھ پر جانا تھا وہ گھوڑا براق کے مانند وہاں سے چمک کر ہوا ہوا مثل پری کے ہوا پر اُڑا ہر چند امیر نے روکا مگر نہ رکا تین شبانہ روز تک چلا گیا کہیں ذرا دم نہ لیا ایک پل قیام نہ کیا چوتھے دن امیر کو چاردیواری باغ کی نظر آئی

انکی طبیعت نے تسکین پائی وہ گھوڑا اُسکے اندر گیا وہاں بہت سے گھوڑے اُس رنگ کے پھرتے دیکھے اور وہ گھوڑا بھی اُن گھوڑوں میں ملکر چرنے لگا اُس باغ کی گھاس سے کہ سنبل و ریحان سے خوشتر تھی اپنا پیٹ بھرنے لگا امیر اس کیفیت کو دیکھ کر بہت اپنے دلمیں حیران ہوے غور کرکے جو دیکھا تو ایک معشوقہ چاردہ سالہ رشک خورشید ایک گھوڑے پر سوار طلائی جواہر نگار چھڑی ہاتھ میں لیے ہوے اُن گھوڑوں کو چراتی پھرتی ہے کمال ناز و انداز سے ہر طرف ہنکاتی پھرتی ہے اور کبھی ہنستی ہے اور کبھی روتی ہے ہر وقت ایک نئے رنگ میں ہوتی ہے امیر کو دیکھ کر بولی کہ اے عزیز تو کیا ماندہ تھا کہ اس گھوڑے کو پاکر غنیمت جانکے سوار ہو بیٹھا امیر نے فرمایا کہ اے جان جہان نفس الامر میں ایسا تھکا ماندہ تھا کہ مجھ میں ایک قدم چلنے کی طاقت نہ تھی بلکہ کھڑے ہونے کی قدرت بھی نہ تھی اس گھوڑے کو دیکھ کر تائید الٰہی سمجھ کر سوار ہوا یہ گھوڑا جو مجھ کو لیکر بھاگا یہاں مجھ کو پہونچایا اس باغ میں مجھ کو لایا اب تو بتا کہ کون ہے اور اس جگہ کا کیا نام ہے یہ کسکا مقام ہے اُسنے کہا کہ یہ طلسم شطرنج سلیمانی ہے یہیں فقط حکمت بانی ہے کہ جسکے دیکھنے سے تجھے حیرانی ہے آجتک یہاں آنکر کوئی جیتا نہیں نکلا جو یہاں آیا ہے اُسکو شیر اجل نے کھایا ہے اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ گھوڑا اُسکا دوسری جانب کو اُسے لیگیا وہ کچھ اور کہنے نہ پائی ایسی غائب ہوئی کہ پھر امیر کو نظر نہ آئی دست راست کو جو امیر نے دیکھا تو حضرت خضر تشریف لائے ہیں انکی اعانت کیلیے آئے ہیں امیر نے سلام علیک کی حضرت خضر نے سلام کا جواب دیا اور اُن سے خطاب کیا کہ یا صاحبقران جس گھوڑے پر تم سوار ہو اُسکے گلے میں ایک لوح زمردی ہے وہ نئی طرح سے جڑی ہے اُسکو لیکر اپنے پاس رکھو اور خوب ہوشیاری کرو کہ بے دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا کہ یہ طلسم ہے جب آدمی اسمیں پھنس جاتا ہے پھر تمام عمر رہائی نہیں پاتا ہے حضرت خضر تو یہ کہکے چلے گئے امیر نے گھوڑے کے گلے سے لوح لیکر دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ اے رونده و سیر کنندہ طلسمات خدا نے اپنا فضل کیا کہ لوح اس طلسم کی تیرے ہاتھ آئی تو نے بڑی چیز نایاب پائی یہ عورت جو گھوڑے پر سوار کبھی ہنستی اور کبھی روتی ہے جسوقت یہ ہنسے ایک تیر یہ اسم پڑھ کر اُسکے منھ پر مار دیکھ کیا تماشا نظر آتا ہے تو کیسی کیفیت اُٹھاتا ہے امیر نے جو ہنستے وقت اُسکے منھ پر تیر مارا وہ تیر گدی کے پار نکل گیا مثل برق شرربار نکل گیا اُسکے روزن سے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور گھوڑونکی ایال و دُم میں آگ لگی جتنے گھوڑے تھے شعلہ جوالہ کیطرح سے کانپے کھا کھا کر جل گئے نیست و نابود ہو گئے کسی کا نشان بھی نہ رہا ایسے مفقود ہو گئے فقط وہ گھوڑا جسپر امیر سوار تھے اس آگ سے بچ رہا اُسپر کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچا امیر دیکھیں تو نہ وہ باغ ہے نہ گھوڑے ہیں ہر طرف سے آواز شور و غل کی آتی ہے کہ جس کی ہیبت سے طبیعت سننے والیکی ہول کھاتی ہے اور ایک صحراے وسیع ہے کہ جسکے طول و عرض کا پایان نہیں کوئی دہشتناک ایسا بیابان نہیں گھوڑا امیر کو وہاں سے لیکر چند قدم ایک طرف کو گیا تھا کہ ایک چاردیواری باغ کی نظر آئی پہلے باغ سے زیادہ کیفیت اسمیں پائی امیر جو اسکے اندر گئے باغ کو دیکھ کر بہت خوش ہوے باغ کیا تھا نمونہ بہشت تھا درمیان میں اُس باغ کے ایک ایسا درخت عظیم الشان دیکھا اسمیں بھی طلسمات کا نشان دیکھا کہ ہر ٹہنا اُسکا سطری ہیں بجاے ایک درخت تھا اور اسپر رنگ برنگ کے جانور بیٹھے ہوے اپنی اپنی بولی بول رہے تھے اپنی اپنی بولیوں میں زبان کھول رہے تھے

اور درمیان میں اُن جانوروں کے ایک ہما کہ تاجدار بالا سر ہو. بیدگلے میں ڈالے ہوے تھا صورت بہت خوب آواز بھی مرغوب امیر کو جو اُسنے دیکھا تمام جانوروں سمیت پانسو گز درخت سے بلند اُڑ کر جانوروں کے حلقے میں مع جانوران حلقہ زن کی طرح اس آواز دردناک سے آہ وزاری کی کہ آدمی کیا پتھر بھی پگھل جائے اُس صدائے پر درد اور نالہ حزیں کو سنکر کسی کو چین نہ آئے امیر اُن جانوروں کی زاری نالے سُنکر رو دیے اور اُنکے قلب رقیق اور دل گداز نے بہت افسوس کیا مگر مثل مشہور ہے کہ دودھ کا جلا مٹھا بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے اپنے دلمیں سوچے کہ شاید یہ جانور بھی جادو کے ہوں اور مجھ کو بھی آفت میں پھنسائیں کچھ اپنا رنگ دکھائیں سو اسطے لوح کو نکالکر دیکھا لکھا تھا کہ خبردار خبردار اس درخت کے نیچے نہ کھڑا ہونا نہیں تو طلسم میں گرفتار ہو جائیگا یہ جانور سب جادو کے ہیں پھر کبھی تمام عمر یہاں سے رہائی نہ پائیگا اس اسم کو تیر پر دم کرکے ہما جادو کو مار ڈال اُسکے طائر روح کو قفس جسم سے نکال امیر تیر کمان میں جوڑ کر کھڑے ہوے کہ ہما درخت پر بیٹھا چاہتا تھا کہ پھر پرواز کرے ان سب جانوروں کے ساتھ پھر اُڑنا آغاز کرے امیر نے بسم اللہ کرکے ہما کے سینے پر تیر مارا کہ سینے سے پار ہو گیا وہ بیقرار ہو گیا اور تیر کے لگتے ہی ہما کے سینے سے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ باغ تمام جانوروں سمیت جل گیا جب وہ سب نیست و نابود ہو گئے تب وہ کھٹکا امیر کے دل سے نکل گیا بعد شور وغل کے امیر نے اپنے کو ایک اور باغ میں پایا وہاں اور ہی تماشا نظر آیا یعنی اُس باغ میں ایک غول سونے کا بیلچہ لیے ہوے کھڑا تھا صورت شکل عجیب تھی حرکت دیوانوں کے قریب تھی امیر کو دیکھکر بولا کہ او آدم زاد سیاہ سر دنداں سفید ضعیف الجثہ تو یہاں کس طرح آیا تجھ کو اس مکان میں کس نے پہونچایا یہ کہکر دوڑ کر بیلچہ امیر کو مارا امیر نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ پھر زندہ نظر نہ آیا فوراً دو ٹکڑے ہو گیا مگر جو ٹکڑا زمین پر گرا ایک کے دو غول ہو گئے پہلے سے دو چند ہوے اچھے تنومند ہوے اور دونوں نے امیر پر دوڑ کر حملہ کیا چاروں طرف سے اُنکو گھیر لیا اور دو پہر کے عرصے میں تمام باغ غولوں سے بھر گیا امیر کا دل اُس جادو کو دیکھ کے ڈر گیا مگر یہ خیر تھی کہ کسی غول کی ضرب امیر پر اثر نہ کرتی تھی کوئی حربہ و ضرب اُنکی آنچ ضرر نہ کرتی تھی اور غول بھی عجیب ہیئت نظر آتے تھے ہر وقت وہ اپنی صورت بدلکر امیر کو دکھاتے تھے سر تو اُسکا سینے میں اور دونوں ہاتھ دو سینگوں کی طرح سے سر کے برابر نکلے ہوے تھے آخر امیر کو لوح یاد آئی اُسپر امیر نے نظر حال دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ غول تلوار سے نہ مارے جائینگے ضرب شمشیر ہرگز نہ کھائینگے غول سفید کے ماتھے میں ایک خال برنگ عقیق سرخ ہے اُس خال میں تیر لگے گا تو یہ طلسم فتح ہو جاویگا تو اس مخمصے سے نجات پائیگا امیر دیکھیں تو واقعی ان غولوں میں ایک غول سفید ہے اور اُسکی پیشانی پر ایک سرخ خال ہے عجب طرح کی ایک تمثال ہے امیر نے بسم اللہ کرکے ایک تیر اُسکے خال پر مارا چاروں طرف سے شور وغل پیدا ہوا گویا ہنگامۂ قیامت ہویدا ہوا اور فلک سے اولے گرنے لگے اور بادل گرجنے لگا تھوڑی دیر کے بعد وہ سب فساد دور ہوا تمام طلسمات کا کارخانہ آنکھوں سے مستور ہوا پھر دیکھا تو ایک اور ہی مکان ہے بہت نفیس عمارت عظیم الشان ہے امیر اُس مکان کے اندر گئے باغ خوش فضا نظر آیا وہ گلزار اُنکو دل سے بھایا دیکھا کہ ناف باغ میں ایک حوض پانی سے لبریز ہے موجزن اور بہت

طرب انگیز ہے اور لب حوض ایک تخت خوش قطع بچھا ہے اُسپر ایک دیو تکیہ لگائے ہوے بیٹھا ہے اور سامنے اُسکے ایک عورت بندھی ہوئی پڑی ہے اور اُسکے سینے پر ایک جن خنجر ہاتھ میں لیے بیٹھا نہایت زور سے اُسکو زیر کیے بیٹھا ہے امیر کو دیکھکر وہ عورت پکاری نہایت عاجزی سے یہ آواز ماری کہ شکنندہ طلسم مجھے اسکے ہاتھ سے بچا اور ظالم کے پنجے سے مجھے چھڑا اُسکے اس بات کے کہنے سے جن نے اُسکا سر کاٹ کر دیو کی گود میں ڈالدیا اور اُس نے حوض میں پھینکدیا اُس بیچاری کے ساتھ ان دونوں نے یہ معاملہ کیا پھر حوض سے وہ سر اُچھلکر اس عورت کے دھڑ میں لگ گیا اور اُس عورت نے بدستور اول پھر صاحبقران سے مدد چاہی جن نے پھر اُسکا سر کاٹ کر دیو کی گود میں ڈالا اور اُسنے بدستور حوض میں پھینکدیا سر پھر اُچھلکر عورت کے بدن میں لگا امیر اس کیفیت کو دیکھکر بہت متعجب ہوے اور دلمیں کہا کہ عجب تماشا ہے محض قدرت خدا ہے لوح کو نکالکر جو پڑھا لکھا تھا کہ جسوقت وہ جن سر اُس عورت کا کاٹ کر دیو کی گود میں دے اُسوقت تو اسم اعظم پڑھکے تیر اُس دیو کے کنٹھ میں مار اس اسم کی برکت سے سب جادو اُنکا اُتار امیر نے وہی عمل کیا جھٹ ایک تیر اُسی طرح سے اُسکے حلق پر مارا دیو کے مرتے ایک شور و غل پیدا ہوا زلزلہ محشر برپا ہوا شور و غل موقوف ہونے کے بعد امیر نے دیکھا کہ ایک صحرا ہے بے پایان ہے ایک لق ودق بیابان ہے امیر اُس طرف کو چلے تھوڑی دور جاکر ایک قلعہ سنگ سیاہ کا اُنکو نظر آیا اُس قلعہ کو بھی نئے طرز کا پایا امیر جو ایک دروازہ پر گئے دروازہ قلعہ کا کھلا پایا کوئی دربان نگاہبان دیکھنے میں نہ آیا آبادی اُس قلعہ میں نظر نہ آئی آدمیوں کی آہٹ اُنھوں نے نہ پائی امیر قلعے کے اندر گئے دیکھیں تو قلعہ خوب آباد ہے دو رویہ دوکاندار اپنی دوکانوں میں بیٹھے ہوے ہیں مگر کسی میں حس و حرکت نہیں ہے ہاتھ پاؤں ہلانیکی طاقت نہیں ہے ہرچند امیر نے اُن لوگوں سے اپنی بات کی اُنکو آواز دی لیکن کسی نے لب تک نہ ہلائے کسی بات کا جواب زبان پر نہ لائے ناچار بازار کی سیر کرکے نقارخانے کی طرف گئے کثرت سے خلقت نظر آئی مگر اُنہیں بھی وہی کیفیت تصویر بیجان کی پائی آگے بڑھکر مکانات پرتکلف دیکھے اور نقیب چوبدار سیاول دربان خدمتگار دروازے پر بیٹھے پائے ایک ہی سے حال سب کے دیکھنے میں آئے جس سے امیر نے پوچھا کہ یہ قلعہ کس کا ہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا مطلق اُن سے کچھ کلام نہ کیا چند قدم پر دیوان خاص ملا اُسمیں ایک مکان مرصع دیکھا اُسکے اندر گئے ایک تخت جواہر نگار پر بادشاہ کو بلباس شاہانہ بیٹھے دیکھا اور گرد اُسکے سردار پہلوان اپنے اپنے قرینے سے ڈنگلوں پر بیٹھے پائے امیر نے بادشاہ کے متصل جاکر سلام علیک کی جب جواب نہ پایا امیر کو غصہ آیا تب تو برہم ہوکر کہا کہ تمھارے یہاں کی یہی رسم ہے کہ جو کوئی سلام علیک کرے اُسکو جواب نہ دیں اُس سے کچھ بات نہ کریں اُسکا بھی جواب نہ ملا کسی کا لب ہلنے میں نہ ہلا امیر ناخوش ہوکر باہر کو پھرے نگاہ کریں تو جس دروازے سے آئے تھے وہ دروازہ نظر نہیں آتا کچھ اُسکا پتہ نشان پایا نہیں جاتا ناچار ہوکر پھر بادشاہ کے پاس آئے کہ اُس سے دریافت حال کریں اپنی حیرانی کی کیفیت کہیں بادشاہ کے ہاتھ میں ایک کاغذ لکھا ہوا تھا امیر نے ہاتھ بڑھا کے وہ کاغذ بادشاہ کے ہاتھ سے لیا اپنے قبضہ میں کیا بادشاہ تب بھی نہ بولا ہرگز منھ نہ کھولا امیر نے اُس کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے آیندہ طلسمات یہ سلیمان کے دربار کی نقل ہے بعینہ اُسی بزم

فرحت آثار کی نقل ہے جو لوگ کہ دربار میں حاضر ہوتے تھے اُنکی صورتیں بنائی ہیں جنکا جو مقام نشست و قیام تھا اُنکی تصویریں سب اُسی طرح لگائی ہیں اور جو جو صورت تو نے اس قلعہ میں دیکھی ہے یہ سب لوگ سلیمان کے وقت میں اس قلعے میں قیام رکھتے تھے اسی صورت سے مقام رکھتے تھے پس پتلیاں کیونکر جواب دیں جنمیں جان نہ ہو وہ کیونکر بات کریں امیر اس فکر میں غلطاں و پیچاں تھے نہایت متحیر اور پریشان تھے کہ حضرت سلیمان کے تخت کے برابر ایک اور تخت دکھائی دیا اُنھوں نے اُسکو بغور تمام ملاحظہ کیا دیکھیں تو اُسپر ایک معشوقہ چاردہ سالہ مغرق بجواہر بکمال ناز و ادا بیٹھی ہے حسن و جمال میں آدم زاد کی تو کیا حقیقت ہے پریوں سے ہزار درجہ سوا بیٹھی ہے اور چارسو پریزادیں اُسکے تخت کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑی ہیں جن کے ہاتھ گلے میں زنجیریں جڑاؤ بہت نفیس پڑی ہیں امیر نے اُسکے برابر آکے سلام علیک کی اُسنے جواب سلام علیک کا دیکر کہا کہ اے عزیز اس طلسمات میں تو کیونکر آیا اس مقام میں آدمزاد کے آنیکی مجال ہی نہیں بھلا تو نے کسطرح سے گذر پایا امیر نے کہا کہ میرا حال بہت طول طویل ہے کیونکر سناؤں جس حکایت کی انتہا نہ ہو اُسکو کیا زبان پر لاؤں مگر تم اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور تمھارا کیا نام ہے اور اس جگہ میں کہ جس کا نیرنگ بیان نہیں ہو سکتا کیونکر مقام ہے اُس معشوقہ نے کہا کہ اے بندۂ خدا میں بھی حضرت سلیمان کی حرم ہوں نام میرا سلیم شاعران ہے مجھکو جاہ و حشمت بخشیدۂ حضرت بادشاہ جنات و پرستان ہے جب حضرت سلیمان نے اس جہان گذران کو رخصت کیا اور شہپال نے جنات کو اپنے قبضے میں لیا اُسنے پردۂ ظلمات کی حکومت مجھکو دی اور میں نے حسب رضامندی اُنکے قبول کی چند روز کے بعد عفریت بن مقاتل اہرمن نے سر اُٹھایا اور بد ذاتی سے برسر فساد آیا قاف کے ملکوں کو از راہ نمکحرامی شہپال سے چھین لیا بہت سے نواح کی حکومت سے خارج کیا شدہ شدہ ظلمات میں دخل کیا اور مجھ سے پیغام دیا کہ تو مجھکو قبول کر یعنی میری مواصلت اختیار کر اور اس امر میں ہرگز نہ انکار کر نہیں تو تجھکو بھی ذلیل و خوار کرونگا بہت اذیت دونگا میں نے دیکھا کہ جب شہپال اُسکا کچھ نہ کر سکا تو میری کیا حقیقت ہے اُسکے پاس بڑی جمعیت اور اسکو بڑی قوت ہے اب یہاں رہنے میں ناحق حرمت میں خلل آئیگا یہاں سے بھاگنا ہی مصلحت ہے اس خیال سے اپنے کو دیدہ و دانستہ اس طلسم میں ڈالکر قیدی بنی کہ یہاں تو وہ نہ آسکے گا مجھ پر کسی طرح کا قابو نہ پاسکے گا باقی اس مکان میں فقط بلحاظ زیارت تصویر حضرت سلیمان زندگی کے دن بھرتی ہوں گوشہ عافیت میں بیٹھ کر خدا کی عبادت فراغ خاطر سے دن رات کرتی ہوں اور یہ چارسو پریزادیں میری کنیزیں ہیں اُنکو اپنے ساتھ لیے آئی ہوں اس نیت سے یہاں آئی تھی اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو صاحبقران نے کہا کہ میں زلازل قاف کوچک سلیمان فرزند ابراہیم پیغمبر ہوں حمزہ میرا نام ہے پردۂ دنیا میرا مقام ہے شہپال نے اپنی مدد کو مجھے دنیا سے بلایا تھا اُسکی خاطر سے میں یہاں آیا تھا میں نے آکر اول مقاتل اہرمن کو بعدازاں عفریت اور اُسکی ماں ملعونہ کو مار کر بادشاہ کا ملک گیا ہوا بادشاہ کے قبضے میں بدستور کر دیا اور اکثر طلسموں کو توڑا اور دیوان سرکش کو قتل کر کے خاک سیاہ کیا اُنکے مددگاروں کو ذلیل اور تباہ کیا اب تو خوف نہ کر شوق سے اپنے ملک میں جا اسواسطے کہ سب دشمن تیرے نیست و نابود

ہو گئے اب تو پھر اپنے تئیں وہاں کا حاکم بنا ملکہ سلیم شاعران نے جواب دیا کہ طلسم میں تو اپنی خوشی سے آئی تھی لیکن یہاں سے نکلنا میرے اختیار کے باہر ہے کیونکہ جو یہاں آتا ہے نکل نہیں سکتا فرمایا کہ میں اس طلسم کو توڑ کر تجھ کو یہاں سے نکال دیتا ہوں بشرطیکہ ایک بات کا مجھ سے اقرار کر ملکہ سلیم شاعران نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے پہلے میں سن لوں تو اقرار کروں امیر نے کہا کہ یہاں سے چھوٹنے کے بعد پردۂ دنیا میں مجھے پہونچا دے میرا ملک مجھے دکھا دے سلیم شاعران نے بسر و چشم کہکر قول دیا اور اقرار واثق کیا کہ میں خود لے جا کر پہونچا دوں گی آپ کا اتنا کام ضرور کر دوں گی امیر نے لوح کو بغل سے نکال کر دیکھا ہر چند غور کیا ایک حرف نظر نہ آیا امیر نے کچھ پڑھ نہ پایا امیر کے حواس اڑ گئے جانا کہ اب جیتے جی اس طلسم میں رہے خوب تقدیر نے پھنسایا عجب معاملہ پیش آیا لوح کو رکھ کے وضو کیا اور تہ آسمان بعد از ادائے نماز سر کھول کر مناجات کر کے سجدے میں گئے اب غفلت سی طاری ہوئی اس غفلت میں حضرت سلیمان کو دیکھا کہ میرا سر چھاتی سے لگا کر فرماتے ہیں کہ اے فرزند ملول نہ ہو بدیع الملک نامے تیرا فرزند اس طلسم کو توڑے گا اس کی شکست اسی کے نام ہے باقی رہا اس طلسم سے نکلنا اس اسم کو پڑھتا ہوا دروازے کی طرف جا دروازہ پیدا ہوگا یہاں سے نکلنے کا راستہ ہویدا ہوگا جب دروازے کے باہر قدم رکھنا اسم کو پڑھتے رہنا ایک ہرن تیرے سامنے آ کر بھاگے گا تو بھی یہی اسم پڑھتا ہوا اس کے پیچھے پیچھے دوڑنا جب وہ ہرن غائب ہو جائے اور تجھ کو بالکل نظر نہ آئے جاننا کہ طلسم کی سرحد سے باہر آیا اللہ نے اپنے فضل وکرم سے چہرۂ شاہد مقصود دکھایا امیر جو ہوشیار ہوئے سجدے سے سر اٹھا کر پھر سجدہ شکر کیا اور ملکہ سلیم شاعران سے خواب بیان کر کے کہا کہ جب میں یہاں سے نکلوں تو میرے پیچھے دوڑی چلی آ امیر اسم تعلیم کردہ حضرت سلیمان کو پڑھتے ہوئے دروازہ کی طرف گئے دیکھا کہ دروازہ کھلا ہوا ہے جب دروازے سے نکلے ایک ہرن سینگوں پر سینگوٹیاں جڑاؤ چڑھائے توکوں پر دو لعل جڑے ہوئے زربفت کی جھول پشت پر پینجیاں مرصع پاؤں میں کودتا پھاندتا چھم چھم چوکڑیاں بھرتا امیر کے روبرو سے نکل کر میدان کی طرف بھاگا امیر وہ اسم پڑھتے ہوئے اس ہرن کے پیچھے دوڑے اور خیال کیا کہ یہ وہی ہرن ہے جس کا حال حضرت سلیمان نے مجھ سے خواب میں ارشاد فرمایا ہے اور یہ اسم مجھ کو سکھایا ہے اور ملکہ سلیم شاعران بھی اپنے پریزادوں سمیت امیر کے پیچھے چلی قلعے سے ایک شور و غل پیدا ہوا یہ چلانے کا زور و شور تھا گویا ہنگامۂ محشر ہویدا ہوا کہ لیجیو پکڑیو دربند سے قیدی بھاگے جاتے ہیں اب گرفتار ہوتے نظر نہیں آتے ہیں کون سنتا ہے یہاں پھر کے بھی کسی نے نہ دیکھا افتاں و خیزاں سب کے سب اس قید سے باہر آئے خدا کا شکر بجا لائے آگے جا کر دو پہاڑ ملے ہرن ان پہاڑوں میں جا کر امیر کی نگاہ سے ہرن ہو گیا اس کا پھر کسی نے نشان نہ پایا کہیں نظر نہ آیا امیر نے جانا کہ طلسم کی سرحد سے باہر آیا کارساز حقیقی کی عنایت سے اس بلائے جانفشاں

سے چھٹکارا پایا اور اُس پہاڑ سے نکلکر دوسرے پہاڑ کے تلے مقام کیا اُس دوا دوش کی تکلیف سے آرام لیا ملکہ سلیم شاعران بھی اُسی جا مقیم ہوئی چار سو پریزادوں سے سامان عیش و طرب مہیا کر کے امیر کی ضیافت کی سات دن تک امیر اُسی مقام پر ناچ رنگ دیکھا کیے آٹھویں دن ملکہ سلیم شاعران نے اپنے ہمنشینوں سے مشورہ کیا کہ حمزہ جفت آسمان پری ہے اس دہشت سے کوئی اُسکو دنیا میں نہیں پہونچاتا ہے اُسکے خوف سے انکو کوئی نہیں لیجاتا ہے اور میں نے حمزہ سے عہد کیا ہے کہ میں تمکو دنیا میں پہونچا دونگی ہرگز تم سے خلاف وعدگی نہ کروں گی پس تم لوگونکی اس امر میں کیا صلاح ہے کون سی تدبیر باعث فلاح ہے اُنھوں نے کہا کہ یہ سمجھ لو اگر آسمان پری کو معلوم ہوگا کہ تم نے اُسکے شوہر کو دنیا میں پہونچا دیا ہے اُسکی خلاف مرضی یہ کام کیا ہے تو وہ تمھاری جان و حرمت کی دشمن ہوجائیگی تمپر اُسکے ہاتھ سے بڑی آفت آئیگی وہ اپنے ماں باپ سے ڈرتی نہیں دوسرا کوئی کیا مال ہے تم خوب جانتی ہو جو اُسکا حال ہے اس حرکت سے وہ تم کو بیحرمت بھی کریگی اور ظلمات کو بھی چھین لیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ اس آدمی کو اسی جا پر سوتا چھوڑ کر مع چار سو پریزاد یہاں سے چلدو آسمان پری کی نافرمانی ہرگز اختیار نہ کرو سلیم شاعران کو بھی یہ صلاح پسند آئی اُسنے اپنی حفاظت اسی بات میں پائی امیر کو سوتا چھوڑ کر مع پریزادان ہمراہی ظلمات کو اُڑا کے چلی گئی امیر سے عہد شکنی کی امیر نے صبح کو جو جاگ کے دیکھا تو سلیم شاعران کا نشان نہیں دریافت کیا کہ آسمان پری کے خوف سے اُسنے بھی مجھکو دنیا میں نہ پہونچایا اُسکا خوف اُسکے دلمیں سمایا دلمیں سوچے کہ خدا مددگار چاہیے وہ چاہیگا تو دنیا میں پہونچنا کچھ دشوار نہیں یہ کہکر اُسی پہاڑ کے نیچے نیچے رواں ہوئے اللہ ہی پر بھروسا کیا راوی لکھتا ہے کہ امیر نو شبانہ روز تک چلے گئے جب بھوک لگتی تو کلیچہ عنایت کردہ خضر کھاتے قوت چلنے کی پاتے بعد ازاں کبھی خشکی میں کبھی دریا میں کبھی پہاڑ میں جہاں ہوتے کلیچے کو پھینک دیتے لیکن جب امیر کو بھوک لگتی تو کلیچہ امیر پاس آگر موجود ہوتا تا آنکہ کھا کر سیر ہوتے ہر کام پر دلیر ہوتے دسویں دن ایک جگہ شمشاد کے درختوں کے نیچے شب باش ہوئے انھیں ساتوں بھیڑیوں کی کھال بچھا کر سو رہے جگہ خوش فضا پا کر سو رہے صبح اُٹھکر نماز پڑھ کے جنگل سے نکل میدان کی راہ لی پھر منزل مقصود پر پہونچنے کی نیت کی تھوڑی دور جا کر دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شعلہ پہاڑ کے دامن سے رہ رہ کر اُٹھتا ہے مگر اُسکی کیفیت خیال میں نہیں آتی امیر نزدیک جا کر دیکھیں تو وہ پہاڑ نہایت خوشرنگ ہے وہاں کے عجائبات دیکھنے سے عقل دنگ ہے چادریں پانی کی ہر طرف جھرنوں سے پڑ رہی ہیں سبزے سے صحرا میں فرش مخمل زمردین بچھا ہوا ہے تمام میدان ہرا بھرا ہے اور قلہ کوہ پر ایک چاردیواری عالیشان سونے روپے کی اینٹوں کی جواہرات کی داربیل سے دردریں بند کی ہوئیں نظر آتی ہے کہ جسکے دیکھنے سے نظارگی بینائی روشنی پاتی ہے اور جانور رنگ برنگ کے جابجا پہاڑ پر پھر رہے ہیں اور نیچے پہاڑ کے ایک غار ہے کہ جسکا عمق بیشمار ہے اُسکے منہ پر ایک دیو بیٹھا ہوا ارنے اور فیل اور شتر کے کباب لگا رہا ہے بے تکلف کھا رہا ہے وہ شعلہ جو پہاڑ سے نکلتا ہوا نظر آتا تھا یہ دھواں آسمان کیطرف جاتا تھا اُسی الاؤ کا تھا اور یہ وہی دیو ہے کہ قاف کی راہ میں خدائی کرتا ہے اُس لعون نے اپنے کو خدا مشہور کیا ہے خدا کی رحمت سے اپنے تئیں دور کیا ہے اور یہ غار اور الاؤ اُسکا دوزخ ہے اور چار سو دیو دوزخ کے مؤکل ہیں اُسکی حفاظت پر مجمل ہیں امیر نے ارادہ کیا کہ

پاس جاکر کچھ احوال ان سے پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے ناگاہ اُنمیں سے ایک دیو کی نگاہ امیر پر
پڑی بولا کہ میری سیخ میں کباب ہو چکا تھا سو خداوند قاف نے یہ شکار بھیجا ہے کیا خوب لقمہ خوشگوار بھیجا ہے یہ کہکر
وہاں سے اُٹھکر امیر کو اشارے سے بلایا اور یہ مژدہ سنایا کہ او آدمزاد پاؤں دبا کے چلا آ اپنے پاؤں کی آہٹ کسی کو
نہ سنا ایسا نہ ہو کہ کوئی اور دیو دیکھ لے اور اُٹھا کر لقمہ کر جائے تو میں محروم رہجاؤں اور وہ لذت پائے امیر
اس کلام پر ہنسنے لگے اُس دیو کو جو بڑا معلوم ہوا سیخ لیکر امیر پر دوڑا کہ اُنپر ایک ضرب لگائے پکڑ کے کھا جائے امیر نے
عقرب سلیمانی میان سے لیکر جو لگائی مع سیخ کٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اُس سے کچھ بھی نہ بن آئی اس دیو کو مرتے دیکھ کر جتنے دیو
تھے حربہ لیکر امیر پر دوڑے امیر سپر گرشاسپ یل کی بائیں ہاتھ میں لیکر داہنے ہاتھ سے عقرب سلیمانی کو کھینچکر دیووں کے
بیچ میں پٹے کے ہاتھ لگانے لگے اللہ کو یاد کر کے قوت رستمانہ اور فن سپاہگری دکھانے لگے جسکے ایک ہاتھ لگا یا دو ٹکڑے
نظر آیا بہت سے تو مارے گئے تھوڑے سے بھاگ کر بچے دیووں کے وجود ناپاک سے وہ میدان خالی ہوا اُن درندوں
سے وہ بیابان خالی ہوا جب امیر نے دیکھا کہ اب کوئی دیو نہ رہا پہاڑ پر جا کر بہشت جو اُسنے بنایا تھا اُسکی آرائش کیواسطے
طرح طرح کا جواہرات بنظیر کمال اہتمام سے لگایا تھا اُسکے اندر گئے دیکھیں تو واقعی مکان نمونہ فردوس بریں ہے باعث رونق
روے زمین ہے اور اُسمیں ایک تخت زمرد کا بچھا ہے کہ وہ بھی خوبی میں یکتا ہے امیر اُس تخت پر بیٹھ گئے اور ارادہ کیا کہ
دو گھڑی سوکر کچھ آرام کیجے طبیعت کو آسائش دیجیے پھر دلمیں خیال آیا کہ دیو جو بھاگے ہیں وہ البتہ اپنے سردار سے
اطلاع کرینگے اور وہ بھی یقیناً سنتے ہی آئیگا مع دیووں کے میرے قتل کیواسطے اپنے تئیں یہاں پہونچاویگا پس ایسے
مقام پر غافل ہونا خوب نہیں ہے چنانچہ جو دیو جان بچا کر بھاگے تھے اُنھوں نے بالاتفاق اپنے خداوند کو خبر دی اس سب
خرابی اور امیر کے ظلم و تعدی سے اطلاع کی کہ ایک آدمزاد نے آنکر اتنے دیووں کو مار ڈالا اور ہم اگر جان لیکر نہ بھاگتے تو
ہم بھی مارے جاتے ہرگز اُسکے ہاتھ سے نجات نہ پاتے پوچھا کہ اب وہ کہاں ہے اُسکے قیام کا کچھ پتہ نشان ہے دیو
بولے کہ بہشت کی سیر کر رہا ہے ارنائیس سنتے ہی آگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ وہ کون ہے کہاں سے آیا ہے اُس نے
اپنے تئیں ایسے مقام میں کہ جسمیں گذر آدم کا بہت دشوار ہے کیونکر پہونچایا ہے میرے بندوں سے ایسی حرکت کی ہے
اسقدر ذلت دی ہے ذرا میں بھی تو اُسکو دیکھوں کہ وہ کیسا زور آور ہے دیووں کے مارنے پر دلیر اور دلاور ہے
یہ کہکر کئی ہزار دیو ساتھ لیکر قلعۂ زرد عقیق سے اُترا اور جاتے ہی مکان کو گھیر کے دیووں سے کہا کہ اندر جا کر اُس سیاہ سر
دندان سفید کو پکڑ لاؤ ہرگز اُس سے خوف نہ کھاؤ اُنھوں نے کہا کہ ہمارا مقدور نہیں کہ اندر جانیکا قصد کریں اُسکے سامنے
اپنے تئیں پہونچائیں اور اُسکو پکڑ لائیں آپ خداوند ہیں اپنی کسی تدبیر سے اُسے ماریے دیکھیں آپ کیسے بہادر ہیں بھلا
اُسکو اپنی شمشیر سے ماریے دیووں کے اس کلام سے ارنائیس کو اور بھی غصہ آیا اُنکے اس کلام طنز آمیز سے
بڑا پیچتاب کھایا دار شمشاد لیکر اندر گھسا اور جا کر امیر سے کہا کہ او آدمزاد تو نے میرے فرشتونکو کیوں مار اکیا تجھ کو

میرا خوف نہ تھا یہ کہکر دارشمشاد امیر پر لگائی اپنی جرأت اور قوت دکھائی امیر نے جست کرکے اُس ضرب کو ٹالا اور کمر بند اُس دیو کا پکڑ کے زمین پر دے مارا چاہتا تھا کہ تڑپ کر بھاگے امیر کود کر اُسکی چھاتی پر سوار ہوے اور کمر بند سے خنجر نکال کے اُسکے گلے پر رکھدیا ایسے دیو زبردست کو بھی زیر کیا ارنائیس آنکھوں میں آنسو بھر لایا جان کے خوف سے گھبرایا اور کہنے لگا کہ اے زلزلۂ قاف مجھے امان دے فرمایا کہ ایک طرح پہلے اپنا احوال ظاہر کر دوسرے مسلمان ہو میرا تابع فرمان ہو ارنائیس بصدق دل مسلمان ہوا اُنکے چھوڑ دینے پر مرہون احسان ہوا اور عرض کی کہ اے امیر میں سلیمان کے وقت میں یساولوں میں نوکر تھا جب سلیمان نے دنیا سے رحلت کی جسکے جو مکان ہاتھ لگا اُسنے اپنا عمل کرلیا میں نے بھی اس مکان میں اپنا دخل کیا اور اپنے کو خدا دیوونکا بنایا سبکو اپنے زیر حکم لایا آپنے آنکر مجھ کو ہدایت کی دولت ایمان عنایت کی الحمد للہ کہ میں شرک سے محفوظ ہوا اسلام کے حاصل ہونیسے بہت محظوظ ہوا اب آپکا تابعدار ہوں ہر طرح سے فرمانبردار ہوں جو فرمائیے گا بجالاؤنگا آپکی اطاعت سے سعادت کونین پاؤنگا یہ کہکر مکان کے باہر آیا اور اپنے تمام دیوؤنکو حکم یہ سنایا کہ میں مسلمان ہوا تم میں سے جو مسلمان ہو وہ میرے پاس رہے اور جسکو اسلام قبول نہ ہو وہ اپنی راہ لے میں اُس سے بیزار ہوں بعضوں نے ایمان قبول کیا اور اکثر انکار کرکے وہاں سے چلتے ہوے ارنائیس پھر امیر کے پاس آیا اور یہ کلمہ زبان پر لایا کہ جو دیو مسلمان ہوے اُنکو میں نے رہنے دیا ہے اور جنھوں نے اسلام قبول نہیں کیا اُنکو میں نے اپنے پاس سے دور کیا اپنی خدمت سے مہجور کیا فرمایا بہت اچھا کیا مگر بڑی اطاعت میری یہ ہے کہ مجھ کو تو دنیا میں پہونچادے کہ میں ایک مدت سے تمھارے ملک میں سرگرداں ہوں ارنائیس بولا کہ دنیا میں آپکا پہونچانا مشکل کیا ہے آسمان پری کے خوف سے آپکو کوئی نہیں پہونچاتا ہے کہ وہ بڑی ظالم ہے لیکن میں سب ظلم اُسکے اپنے اوپر قبول کرکے آپکو دنیا میں پہونچادونگا آپکی خاطر سے اُسکے خلاف مرضی یہ کام کرونگا بشرطیکہ میری مراد بر آئے یہ تمھارا تابعدار اپنا مقصود پائے امیر نے فرمایا کہ وہ مراد کیا ہے مجھسے بیان کر اپنا مطلب دلی عیاں کر ارنائیس نے کہا کہ میں جس قلعہ میں رہتا ہوں عقیق نگار اُس قلعے کا نام ہے وہ عقیق زرد سے بنا ہوا ہے اسکا مثل روے زمین پر ناپید ہے اُسکے نزدیک اور ایک قلعہ ہے اُسے زمرد حصار کہتے ہیں وہاں کا بادشاہ لاہوت شاہ بڑا صاحب شوکت و جاہ ہے لانیسہ نام ایک اُسکی بیٹی ہے میں اُسپر عاشق ہوں کہ وہ کسیطرح میرے ہاتھ نہیں آتی اُس کے رنج مہاجرت میں مجھے کوئی چیز نہیں بھاتی اُس معشوقہ کو مجھے دلادیجیے تو میں آپ کو دنیا میں پہونچادینے کا ذمہ کرتا ہوں فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے مجھے اُس جا لیچل جس طرح بنے گا میں تیری معشوقہ کو تجھے دلوادونگا ارنائیس نے کہا آئیے میری گردن پر سوار ہوجیے امیر زرہ کے دامن کو گردان کے اُسکی گردن پر سوار ہوے ارنائیس طرارہ بھر کر زمرد حصار کو چلا

تمت

تمام ہوا دفتر دوم امیر حمزہ گیتی ستان کے قصے کا باقی حال تیسرے دفتر میں لکھا جاویگا انشاء اللہ المستعان